



۷۸۶

۱۱۰-۹۲

یا صاحب الزماں ادرکنی



NOT FOR COMMERCIAL USE

لبیک یا حسینؑ

خصوصی تعاون: نذر عباس
رضوان رضوی

اسلامی کُتب (اردو) DVD

ڈیجیٹل اسلامی لائبریری۔

www.ziaraat.com

SABEEL-E-SAKINA
Unit#8,
Latifabad Hyderabad
Sindh, Pakistan.
www.sabeelesakina.co.cc
sabeelesakina@gmail.com

یہ کتاب

اپنے بچوں کے لیے scan کی بیرونِ ملک مقیم ہیں

مومنین بھی اس سے استفادہ حاصل کرسکتے ہیں.

منجانب.

سبیلِ سکینہ

یونٹ نمبر ۸ لطیف آباد حیدرآباد پاکستان

ایک سو پچاس

جعلی اصحاب

جلد سوم

علامہ سید مرتضیٰ عسکری

ترجمہ: سید قلبی حسین رضوی

مجمع جہانی اہل بیت علیہم السلام



بسم اللہ الرحمن الرحیم

''شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑا رحم کرنے والا مہربان ہے''

قال رسول اللهﷺ : ”انی تارک فیکم الثقلین، کتاب الله، وعترتی اهل بیتی ما ان تمسکتم بهما لن تضلّوا ابدا وانهما لن یفترقا حتّیٰ یردا علیّ الحوض“.

حضرت رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: ”میں تمہارے درمیان دوگرانقدر چیزیں چھوڑے جاتا ہوں: (ایک) کتاب خدا اور (دوسری) میری عترت اہل بیت (علیہم السلام)، اگر تم انھیں اختیار کئے رہو تو کبھی گمراہ نہ ہوگے، یہ دونوں کبھی جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ حوض کوثر پر میرے پاس پہنچیں“۔

(صحیح مسلم: ۱۲۲/۷، سنن دارمی: ۴۳۲/۲، مسند احمد: ج ۳، ۱۴، ۱۷، ۲۶، ۵۹.
۳۶۶/۴ و ۳۷۱، ۱۸۲/۵، اور ۱۸۹، مستدرک حاکم: ۱۰۹/۳، ۱۴۸، ۵۳۳، وغیرہ)

ایک سو پچاس

جعلی اصحاب

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنْ جَاءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَإٍ فَتَبَيَّنُوا أَنْ تُصِيبُوا قَوْماً بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوا عَلَىٰ مَا فَعَلْتُمْ نَادِمِينَ﴾

اے ایمان والو! اگر کوئی فاسق کوئی خبر لے کر آئے تو اس کی تحقیق کرو ایسا نہ ہو کہ کسی قوم کو ناواقفیت میں نقصان پہنچا دو جس کے بعد تمھیں اپنے اقدام پر شرمندہ ہونا پڑے۔ (حجرات/٦)

ایک سو پچاس

جعلی اصحاب

جلد سوم

علامہ سید مرتضیٰ عسکری

ترجمہ: سید قلبی حسین رضوی

مجمع جہانی اہل بیت علیہم السلام

سرشناسه : عسکری ، مرتضی ، -۱۲۹۳ -
عنوان قراردادی : خمسون ومائه صحابی مختلق. اردو
عنوان و پدید آور : ایک سوپچاس جعلی اصحاب / مرتضی عسکری ؛ ترجمه قلبی حسین رضوی .
مشخصات نشر : قم : مجمع جهانی اهل البیت (ع) ، ۱۳۸۵.
مشخصات ظاهری : ۷ ج .
شابک : (ج ۴)964 - 529 - 052-X (ج ۳) : 964 - 529 - 050-3 (دوره) : 964 - 529 – 132 -1
یادداشت : فیپا
یادداشت : فهرستنویسی بر اساس جلد سوم ، ۱۳۸۵
یادداشت : کتابنامه
موضوع : صحابه ساختگی .
موضوع : احادیث اهل سنت - نقد و تفسیر .
موضوع : تمیمی، سیف بن عمر ، ۲۰ ق - نقد و تفسیر .
شناسه افزوده : رضوی ، قلبی حسین ، مترجم .
شناسه افزوده : مجمع جهانی اهل بیت (ع)
رده بندی کنگره : ۱۳۸۵ ۸۰۴۶ خ ۵ ع/۱۰۶/۵ BP
رده بندی دیویی : ۲۹۷/۲۹
شماره کتابخانه ملی : ۲۱۵۵۹ - ۸۵ م



نام کتاب: ایک سوپچاس جعلی اصحاب (جلد سوم)
مؤلف: علامہ سید مرتضیٰ عسکری
مترجم: سید قلبی حسین رضوی
اصلاح ونظر ثانی: سید احتشام عباس زیدی
پیش کش: معاونت فرہنگی، ادارہ ترجمہ
کمپوزنگ: محمد جواد یعقوبی
ناشر: مجمع جہانی اہل بیت علیہ السلام
طبع اول: ۱۴۲۷ھ / ۲۰۰۶ء
تعداد: ۳۰۰۰
مطبع: لیلیٰ

ISBN:964-529-050-3
www.ahl-ul-bayt.org
Info@ahl-ul-bayt.org

حرف اول

جب آفتاب عالم تاب افق پر نمودار ہوتا ہے کائنات کی ہر چیز اپنی صلاحیت وظرفیت کے مطابق اس سے فیضیاب ہوتی ہے حتی ننھے ننھے پودے اس کی کرنوں سے سبزی حاصل کرتے اور غنچہ وکلیاں رنگ ونکھار پیدا کر لیتی ہیں تاریکیاں کافور اور کوچہ وراہ اجالوں سے پرنور ہو جاتے ہیں، چنانچہ متمدن دنیا سے دور عرب کی سنگلاخ وادیوں میں قدرت کی فیاضیوں سے جس وقت اسلام کا سورج طلوع ہوا، دنیا کی ہر فرد اور ہر قوم نے قوت وقابلیت کے اعتبار سے فیض اٹھایا۔

اسلام کے مبلغ وموسس سرور کائنات حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غار حراء سے مشعل حق لے کر آئے اور علم وآگہی کی پیاسی اس دنیا کو چشمہ حق وحقیقت سے سیراب کر دیا، آپ کی تمام الٰہی پیغامات ایک ایک عقیدہ اور ایک ایک عمل فطرت انسانی سے ہم آہنگ ارتقائے بشریت کی ضرورت تھی، اس لئے ۲۳ برس کے مختصر عرصے میں ہی اسلام کی عالمتاب شعاعیں ہر طرف پھیل گئیں اور اس وقت دنیا پر حکمران ایران و روم کی قدیم تہذیبیں اسلامی قدروں کے سامنے ماند پڑ گئیں، وہ تہذیبی اصنام جو صرف دیکھنے میں اچھے لگتے ہیں اگر حرکت وعمل سے عاری ہوں اور انسانیت کو سمت دینے کا حوصلہ، ولولہ اور شعور نہ رکھتے تو مذہب عقل و آگہی سے روبرو ہونے کی توانائی کھو دیتے ہیں یہی وجہ ہے کہ ایک چوتھائی صدی سے بھی کم مدت میں اسلام نے تمام ادیان ومذاہب اور تہذیب وروایات پر غلبہ حاصل کر لیا۔

اگر چہ رسول اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ گراں بہا میراث کہ جس کی اہل بیت علیہم السلام اور ان کے پیرووں نے خود کو طوفانی خطرات سے گزار کر حفاظت وپاسبانی کی ہے، وقت کے ہاتھوں خود فرزندان اسلام کے بے توجہی اور ناقدری کے سبب ایک طویل عرصے کے لئے تنگنائیوں کا شکار ہو کر اپنی عمومی افادیت کو عام کرنے سے محروم کر دئی گئی تھی، پھر بھی حکومت وسیاست کے عتاب کی پروا کئے بغیر مکتب اہل بیت علیہم السلام نے اپنا چشمہ فیض جاری رکھا اور چودہ سو سال کے عرصے میں بہت سے ایسے جلیل القدر علماء و دانشور دنیائے اسلام کو تقدیم کئے جنھوں نے بیرونی افکار ونظریات سے متاثر اسلام وقرآن مخالف فکری و نظری موجوں کی زد پر اپنی حق آگیں تحریروں اور تقریروں سے مکتب اسلام کی پشتپناہی کی ہے اور ہر دور اور ہر زمانے میں ہر قسم کے شکوک وشبہات کا ازالہ کیا ہے، خاص طور پر عصر حاضر میں اسلامی انقلاب کی کامیابی کے بعد ساری دنیا کی نگاہیں ایک بار پھر اسلام وقرآن اور مکتب اہل بیت علیہ السلام کی طرف اٹھی اور گڑی

ہوئی ہیں، دشمنان اسلام اس فکر ومعنوی قوت واقتدار کو توڑنے کے لئے اور دوستداران اسلام سے اس مذہبی اور ثقافتی موج کے ساتھ اپنا رشتہ جوڑنے اور کامیاب وکامران زندگی حاصل کرنے کے لئے بے چین و بے تاب ہیں، یہ زمانہ عملی اور فکری مقابلے کا زمانہ ہے اور جو مکتب بھی تبلیغ اور نشر واشاعت کے بہتر طریقوں سے فائدہ اٹھا کر انسانی عقل وشعور کو جذب کرنے والے افکار ونظریات دنیا تک پہنچائے گا، وہ اس میدان میں آگے نکل جائے گا۔

(عالمی اہل بیتؑ کونسل) مجمع جہانی اہل بیت علیہم السلام نے بھی مسلمانوں خاص طور پر اہل بیتؑ عصمت وطہارت کے پیروؤں کے درمیان ہم فکری ویکجہتی کو فروغ دینا وقت کی ایک اہم ضرورت قرار دیتے ہوئے اس راہ میں قدم اٹھایا ہے کہ اس نورانی تحریک میں حصہ لے کر بہتر انداز سے اپنا فریضہ ادا کرے، تا کہ موجود دنیائے بشریت جو قرآن وعترت کے صاف وشفاف معارف کی پیاسی ہے زیادہ سے زیادہ عشق و معنویت سے سرشار اسلام کے اس مکتب عرفان وولایت سے سیراب ہوسکے، ہمیں یقین ہے عقل وخرد پر استوار ماہرانہ انداز میں اگر اہل بیتؑ عصمت وطہارت کی ثقافت کو عام کیا جائے اور حریت و بیداری کے علمبردار خاندان نبوتؐ ورسالت کی جاوداں میراث اپنے صحیح خدوخال میں دنیا تک پہنچادی جائے تو اخلاق وانسانیت کے دشمن، انانیت کے شکار، سامراجی خوں خواراں کی نام نہاد تہذیب وثقافت اور عصر حاضر کی ترقی یافتہ جہالت سے تھکی ماندی آدمیت کو امن ونجات کی دعوتوں کے ذریعہ امام عصر (عج) کی عالمی حکومت کے استقبال کے لئے تیار کیا جاسکتا ہے۔

ہم اس راہ میں تمام علمی وتحقیقی کوششوں کے لئے محققین ومصنفین کے شکر گزار ہیں اور خود کو مؤلفین و مترجمین کا ادنی خدمتگار تصور کرتے ہیں، زیر نظر کتاب، مکتب اہل بیت علیہم السلام کی ترویج واشاعت کے اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے، فاضل علامہ سید مرتضی عسکری کی گرانقدر کتاب ''ایک سو پچاس جعلی اصحاب'' کو فاضل جلیل مولانا سید قلبی حسین رضوی نے اردو زبان میں اپنے ترجمہ سے آراستہ کیا ہے جس کے لئے ہم دونوں کے شکر گزار ہیں اور مزید توفیقات کے آرزومند ہیں، اسی منزل میں ہم اپنے تمام دوستوں او رمعاونین کا بھی صمیم قلب سے شکریہ ادا کرتے ہیں کہ جنھوں نے اس کتاب کے منظر عام تک آنے میں کسی بھی عنوان سے زحمت اٹھائی ہے، خدا کرے کہ ثقافتی میدان میں یہ ادنی جہاد رضائے مولی کا باعث قرار پائے۔

والسلام مع الاکرام

مدیر امور ثقافت، مجمع جہانی اہل بیت علیہم السلام

فہرست

(جلد سوم)

پہلا حصہ: تحریف

دوسرا حصہ: سیف بن عمر تمیمی کا تحفہ

تیسرا حصہ: رسول خداؐ کی خدمت میں پہنچنے والے مختلف قبائل کے منتخب نمائندے۔

چوتھا حصہ: رسولِ خداؐ اور ابوبکرؓ کے گماشتے اور کارندے۔

پانچواں حصہ: رسول خداؐ کے ایلچی

چھٹا حصہ: ہم نام اصحاب

ساتواں حصہ: گروہِ انصار میں سے چند اصحاب

عراق کے ایک نامور مصنف

استاد جعفر الخلیلی

کا

مقالہ

استاد جعفر الخلیلی، ادبیات عرب کے نامور داستان نویسوں میں شمار ہوتے ہیں۔ وہ کئی روزناموں، من جملہ " الراعی" اور " الهاتف" کے مالک ہیں۔ انہوں نے کئی کتابیں تصنیف کی ہیں۔ جن میں نمونہ کے طور پر " هکذا عرفتهم" اور " فی قری الجن" قابل ذکر ہیں۔ جناب جعفر الخلیلی، مقدس مقامات کی تاریخ اور دیگر علمی و ادبی آثار کے سلسلے میں تأسیس کئے گئے "موسوعه العتبات المقدسه" نام کے ایک عظیم کمپلیکس کو بھی چلاتے ہیں۔

استاد محترم نے اپنے ایک رسالہ میں کتاب "ایک سو پچاس جعلی اصحاب" کے بارے میں یوں اظہار نظر کیا:

"۱۵۰ جعلی اصحاب" نامی کتاب، اپنی نوعیت کی پہلی کتاب ہے، جس میں ۱۵۰ جعلی اصحاب میں سے ۳۹ ایسے اصحاب کی زندگی کے حالات درج ہیں، جن کا حقیقت میں کوئی وجود ہی نہیں تھا، بلکہ انہیں ایک شخص نے خلق کر کے صحابی کا لباس ان کے زیب تن کیا ہے اور ان میں سے ہر ایک کے بارے میں کسی نہ کسی موضوع پر کوئی حدیث گھڑ کر ان سے نسبت دی ہے۔ اس شخص نے اپنے چند

خیالی راویوں کے ذریعہ ان افسانوی اصحاب کو حقیقت کا روپ بخشنے کی کوشش کی ہے....

یہ قصہ گو، نسب شناسوں اور محققوں کی نظر میں زندیقی، فریب کار اور احادیث میں دخل و تصرف کرنے کا ملزم ٹھہرایا گیا ہے اس کے بارے میں سادہ اور مختصر طور پر یوں کہا گیا ہے:

''اس کی روایتوں کی کوئی ساکھ نہیں ہے اور وہ نا قابل اعتبار ہیں''۔

یہ کتاب عظیم دانشور، انتھک محقق اور اصول دین کالج بغداد کے پرنسپل سید مرتضی عسکری کی تخلیق اور تالیف ہے جو علمی اور دینی پیشوا کی حیثیت سے کاظمین اور بغداد جیسے دو بڑے شہروں کے اکثر باشندوں میں مقبول عام ہیں۔

جناب عسکری علمی مقام و منزلت کے علاوہ ایک ایسی خصوصیت کے مالک ہیں جو دوسرے مصنفین اور محققین میں بہت کم پائی جاتی ہے اور وہ ہے ان کا عجیب اور انوکھے علمی موضوعات کا انتخاب کرنا، ان پر تسلط اور بحث و تحقیق کا قارئین پر اثر ڈالنا جو انھیں حیرت میں ڈال کر ان کو داد دینے پر مجبور کرتے ہیں۔

استاد جب اس قسم کے موضوع پر بحث و تحقیق کرنے بیٹھتے ہیں تو ایسے مسلط اور مسلح نظر آتے ہیں کہ کسی قسم کی کمی محسوس ہی نہیں کرتے جس کیلئے انھیں دوڑ بھاگ کرنے کی ضرورت ہو وہ کبھی بھی خاص علمی و استدلالی بحث سے ہٹ کر جذبات اور احساسات سے کام نہیں لیتے۔

یہ ہر ایک کے بس کی بات نہیں ہے کہ وہ تاریخ کے اہم اور تاریک زاویوں کی علمی بحث و تحقیق کے دوران اس کے اختتام تک اپنے جذبات اور نفسانی خواہشات پر قابو پا سکے۔ کیونکہ اکثر محققین ہوتے ہیں جو چاہتے ہیں کہ تاریخ کو من پسند صورت میں لکھیں اور تمنا رکھتے ہیں کہ تاریخی ان دلی

خواہشات کے مطابق ہوں!!

ہم مشاہدہ کرتے ہیں کہ حقیقت میں اپنی ذاتی خواہشات اور جذبات کا گلا گھونٹ کر اپنے آپ کو صرف علمی بحث و تحقیق کیلئے وقف کرنے والے علماء اور محققین بہت کم ہوتے ہیں۔ ایسے علماء اور محققین گنے چنے ہی نظر آتے ہیں جو اپنے قلم کو اپنی نفسانی خواہشات، ذاتی اور مذہبی جذبات اور کسی خاص گروہ کی طرفداری سے بالاتر رہ کر وقائع کو ثابت کرتے وقت صرف محسوس اور مستند علمی حقیقتوں کو پیش نظر رکھتے ہوئے منطقی، معقول اور قابل قبول امور کی پیروی کر سکتے ہیں۔

ایسے حالات میں جب کہ علماء اور محققین ایسے بنیادی موضوعات کی طرف کم توجہ دیتے ہیں، استاد عسکری نے اس قسم کی بحث و تحقیق کا بیڑا اٹھایا ہے، جس کے نتیجہ میں حدیث و تاریخ کی بحثوں پر مشتمل اپنی گراں بہا علمی کتاب ''عبداللہ ابن سبأ'' تالیف فرما کر ہمارے اختیار میں قرار دی ہے:

استاد محترم نے اس کتاب میں سیف ابن عمر تمیمی کی زندگی کے حالات، اس کے اور اس کی احادیث کے بارے میں محدثین اور ثقات کے نظریات، علماء اور محدثین کی نظر میں سیف کی احادیث اور افسانوں کی قدر و قیمت، سرانجام اس کو زندیقی اور جھوٹی احادیث گھڑنے کا مجرم ٹھہرانے کے سلسلے میں اس کتاب میں مفصل بحث و تحقیق کی ہے۔

اس بارے میں مفصل بحث کے بعد استاد اسی نقل شدہ روایات کے ذریعہ سے ''عبداللہ ابن سبأ'' کی شخصیت پر بحث و تحقیق کرتے ہیں اور اس جستجو میں صحیح علمی روش کے مطابق ''عبداللہ ابن سبا'' کے بارے میں سیف بن عمر سے نقل ہوئی تمام احادیث اور روایتوں کی تحقیق کرتے ہیں۔ اس سلسلے

میں مؤرخین کی تمام تائیدات اور وضاحتوں، خاص کر ابو جعفر محمد بن جریر طبری نے جو کچھ نصوص اور وضاحتوں کی صورت میں ''عبداللہ ابن سبأ'' کے بارے میں جو کچھ کہا ہے، اس سے استفادہ کرتے ہوئے سیف کے تمام افسانوں کو منعکس کر کے ثابت کر دیتا ہے کہ اس شخص (عبداللہ بن سبأ) سے مربوط روایات کا سرچشمہ صرف سیف بن عمر کے افسانے ہیں، اس کے علاوہ کسی اور مصدر و مآخذ میں ان کا ذکر نہیں ہوا ہے۔

یہ ایک حقیقت ہے کہ ہمارے بعض علمائے متقدمین، ''عبداللہ بن سبأ'' کے خیالی شخصیت ہونے اور سیف بن عمر تمیمی کے ذریعہ اس کی زبانی جھوٹی احادیث جاری کرانے کے بارے میں متوجہ ہوئے تھے۔

متاخرین اور عصر حاضر کے علماء میں سے، عرب دنیا کے بے مثال ادیب و مصنف ڈاکٹر طہ حسین نے بھی ''عبداللہ ابن سبا'' کے ایک افسانوی اور خیالی شخصیت ہونے کے بارے میں اشارہ کیا ہے۔لیکن ہمارے متقدمین اور متاخرین میں سے کوئی بھی اس حالت میں نہیں تھا جو سیف بن عمر جیسے افسانہ ساز اور جھوٹے آدمی کے حالات اور اس کی شخصیت کے بارے میں تحقیق کرنے کی زحمت اٹھاتا، حقیقت میں سیف بن عمر ایک ایسا شخص تھا جس نے بڑی آسانی کے ساتھ اسلامی تاریخ میں کئی دلاور اور سورما خلق کئے اور ان کی زبان پر اپنی من پسند احادیث، اشعار اور رجز خوانیاں جاری کر کے اپنے اغراض و مقاصد کو ان سے نسبت دی ہے۔ جبکہ وہ خود جھوٹ، افسانے سازی، دلاوریاں جعل کرنے اور زندیقی و گمراہی میں معروف تھا۔

جناب عسکری پہلے محقق ہیں جنھوں نے ''ابن سبا'' کی روایت کے سلسلے میں جستجو کرنے کیلئے

قدم اٹھایا اور سیف کے ذریعہ سے اس کو خلق کرنے کی کیفیت قارئین کے اختیار میں دی، اس طرح کسی کیلئے حتی علمی تحقیق سے دور کا بھی واسطہ نہ رکھنے والوں کیلئے بھی چون و چرا کی کوئی گنجائش باقی نہیں رکھی ہے۔

سیف کے افسانوں اور اس کے جھوٹ کی تحقیق کے دوران جناب عسکری کی نظر چند مشکوک احادیث و روایات پر پڑتی ہے، جن سے معلوم ہوتا ہے کہ اس (سیف) نے ان مشکوک روایتوں کو بعض نامور صحابیوں سے نسب دی ہے۔

یہ مسئلہ اس بات کا سبب بنا کہ استاد نے ''عبداللہ بن سبأ'' کی بحث و تحقیق کو ادھورا چھوڑ کر ان مشکوک روایتوں اور ان کے راویوں کے بارے میں تحقیق کرنے کا فیصلہ کیا۔

استاد نے اس قسم کی احادیث کی روایت کرنے والے اصحاب کو پہچاننے کیلئے تاریخ کے صفحات میں مسلسل پانچ سال تک انتھک جستجو اور تلاش کی جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ:

۱۔ سیف بن عمر کے ۱۵۰ ایسے راویوں کا جعلی ہونا آشکار ہوا، جن کا حقیقت میں کوئی وجود نہیں تھا اور سیف نے انھیں حقیقی، مسلم اور نا قابل انکار اصحاب کی حیثیت سے پیش کر کے ان سے روایتیں بھی نقل کی ہیں۔

۲۔ سیف کی روایت کی گئی زیادہ تر احادیث بے بنیاد ہیں اور صرف سیف کے تخیل کی پیدائش ہیں اور اسی کی زبان پر جاری ہوئی ہیں۔

۳۔ اس کی بعض احادیث کسی حد تک حقیقی تھیں لیکن سیف نے خاندانی تعصب اور زندیقی

ہونے کے ملزم ٹھہرائے جانے کے پیش نظر ان احادیث کو اپنے من پسند بنانے کیلئے ان میں تحریف اور تصرف کر کے ان کا حلیہ ہی بگاڑ کے رکھدیا ہے اور اس طرح ان احادیث کی اصل کے ساتھ کوئی شباہت ہی باقی نہیں رہی ہے بلکہ بالکل جھوٹی احادیث بن کر سامنے آ گئی ہیں۔

۴۔ بہت سی جگہوں پر مشاہدہ ہوتا ہے کہ سیف اپنی حدیث کو شروع میں ایک نامور اور حقیقی راوی یا محدث سے نقل کرتا ہے لیکن آخر میں راویوں کے سلسلہ کو اپنے کسی جعلی صحابی تک پہنچاتا ہے اس طرح انسان ابتداء میں سوچتا ہے کہ یہ روایت صحیح اور بے عیب ہے لہذا تصور کرتا ہے کہ حدیث کے راویوں کی دوسری کڑیاں بھی صحیح ہوں گی جبکہ حقیقت میں ایسا نہیں ہوتا بلکہ اگر کوئی چالاک اور باہوش مؤرخ ایسی احادیث پر دقت سے نظر ڈالے تو اسے معلوم ہو جائے گا کہ اس قسم کی احادیث کو جھوٹ اور بے بنیاد طور پر ایسے نامور راویوں سے نسبت دے کر انھیں ان کی زبان پر جاری کیا گیا ہے ۔سیف نے خاص طور پر یہ کام کیا ہے تا کہ یہ دکھائے کہ یہ روایت اس سے نقل کی گئی ہے، جبکہ نامور راویوں سے منقول اس قسم کے مطالب سیف بن عمر تمیمی کے علاوہ کسی اور کے ہاں نہیں ملتے۔

بہر حال، مشکلات کے باوجود، استاد نے اس وسیع علمی اور تحقیقی کام کی انجام دہی کیلئے مصمم عزم وارادہ کے ساتھ میدان عمل میں قدم رکھا ہے جبکہ اس قسم کی علمی بحث وتحقیق کی راہ میں موجود مشکلات اور رکاوٹوں کے پیش نظر ایسے کام کو انجام دینا ایک گروہ کیلئے مشکل اور ناقابل برداشت ہوتا ہے، ایک شخص کی بات ہی نہیں! ہاں ان تمام مشکلات وموانع کے باوجود انہوں نے اس کام کو بہت ہی اچھی طرح انجام دیا ہے۔

اس گراں بہا کتاب میں انتہائی باریک بینی کا لحاظ رکھنے کے علاوہ دیگر خوبیوں میں سے ایک

یہ ہے کہ اس میں سیف کی ہر خیالی شخصیت کے بارے میں الگ الگ باب میں مفصل بحث کی گئی ہے اس کے خیالی اماکن اور جگہوں کے بارے میں بھی تحقیق کی گئی ہے اس کے علاوہ ہر ایک فصل و بحث کے آخر میں اس سے متعلق مصادر اور مآخذ کو منظم و مرتب کر کے درج کیا گیا ہے تا کہ قارئینکو اس کتاب کے علاوہ کہیں اور مراجعہ کرنے کی ضرورت نہ پڑے اس طرح اس کتاب میں سیف کے جعل کیے گئے اصحاب ، ان سے نسبت دی گئی احادیث اور ان کی زبانی جاری کئے گئے اشعار و دلاوریوں جیسے مطالب کی وجہ سے پیدا شدہ شک وشبہات دور ہو جائیں ۔

مؤلف محترم نے کتاب کے اس حصہ میں سیف بن عمر تمیمی کے بلا واسطہ خلق کئے گئے ۱۵۰ جعلی اصحاب میں سے مندرجہ ذیل اصحاب کے حالات پر بحث و تحقیق کی ہے:

۱۔قعقاع بن عمرو بن مالک تمیمی

۲۔عاصم بن عمرو بن مالک تمیمی

۳۔اسود بن قطبہ بن مالک تمیمی

۴۔ابومفزر تمیمی۔

۵۔نافع بن اسود بن قطبہ تمیمی۔

۶۔عفیف بن منذر تمیمی۔

۷۔زیاد بن حنظلہ تمیمی۔

۸۔حرملہ بن مریطہ تمیمی۔

۹۔حرمہ بن سلمی، تمیمی۔

۱۰۔ ربیع بن مطر بن ثلج تمیمی۔

۱۱۔ ربعی بن افکل تمیمی۔

۱۲۔ اطّ بن ابی اطّ تمیمی۔

۱۳۔ سعیر بن خفاف تمیمی۔

۱۴۔ عوف بن علاء جشمی تمیمی۔

۱۵۔ اوس بن جذیمہ تمیمی۔

۱۶۔ سہل بن منجاب تمیمی۔

۱۷۔ وکیع بن مالک تمیمی۔

۱۸۔ حصین بن نیار حنظلی تمیمی۔

۱۹۔ حارث بن ابی ہالہ تمیمی۔

۲۰۔ زبیر بن ابی ہالہ تمیمی۔

۲۱۔ طاہر بن ابی ہالہ تمیمی۔

۲۲۔ عبید بن صخر بن لوذان سلمی۔

۲۳۔ عکاشہ بن ثور، غوثی۔

۲۴۔ عبداللہ بن ثور غوثی۔

۲۵۔ عمرو بن حکم قضاعی۔

۲۶۔ امرؤالقیس، کلبی۔

۲۷۔ وبرۃ بن یحنس، خزاعی۔

۲۸۔ اقرع بن عبداللہ حمیری۔

۲۹۔ صلصل بن شرحبیل۔

۳۰۔ عمرو بن محجوب، عامری۔

۳۱۔ عمر بن خفاجی، عامری۔

۳۲۔ عوف ورکانی۔

۳۳۔ عویف زرقانی۔

۳۴۔ قضاعی بن عمرو۔

۳۵۔ خزیمہ بن ثابت انصاری

۳۶۔ بشیر بن کعب

معزز مصنف نے اس کتاب کے مقدمہ میں ان عوامل پر مفصل روشنی ڈالی ہے، جن کے سبب قدیم زمانے سے آج تک مصنفین اور مورخین نے خلافِ حقیقت اور جھوٹ پر مبنی ان مطالب کو اپنی کتابوں میں درج کیا ہے۔ اس سلسلے میں بنیادی اسباب کے طور پر اختیارات کا ناجائز فائدہ اٹھانا اور وقت کے حکام اور طاقتور طبقہ کی مصلحتوں کے موافق عمل کرنا بیان کیا گیا ہے۔

جیسا کہ ہم جانتے ہیں کہ اسلام سے پہلے اور پہلی صدی ہجری میں نیز اس کے بعد بھی مختلف معاشروں پر خاندانی تعصّبات کی زبردست حکمرانی تھی۔ اس کے پیش نظر ہم آسانی کے ساتھ سمجھ سکتے ہیں کہ سیف بن عمر تمیمی نے کیوں اپنے جعلی اصحاب میں سے زیادہ تر گروہوں کو قبیلۂ تمیم سے خلق کیا

ہے؟!

اس نے رسول خداؐ کے سب سے پہلے حامی و مددگار کو قبیلۂ تمیم سے کیوں خلق کیا؟ جب کہ آنحضرتؐ کے نزدیک ترین رشتہ دار جیسے ابوطالب بنی ہاشم سے دوسرے اعزہ موجود تھے!۔

سیف نے اسلام کے پہلے شہید کو قبیلۂ تمیم سے خلق کیا ہے۔ رسول خداؐ کے پروردہ کو تمیمی جعل کیا ہے۔حتی آنحضرتؐ کے پروردہ صرف ایک تمیمی پروردہ کی تخلیق پر اکتفا نہیں کی ہے بلکہ اس نے پیغمبر خداؐ کیلئے دو اور منہ بولے بیٹے بھی تمیم سے خلق کئے ہیں۔!!

یہ وہ مطالب ہیں جن کے بارے میں مصنف محترم نے اس کتاب میں مفصل بحث و تحقیق کی ہے یہ وہ موضوعات ہیں جو ہمارے علماء و محققین کی طرف سے توجہ، تحقیق، جستجو، احادیث کی چھان بین اور جانچ پڑتال نہ کرنے کے سبب صدیوں تک دانشوروں سے پوشیدہ رہے ہیں۔

اہم مسئلہ زندیقی ہے، جس کا سیف ملزم ٹھہرایا گیا ہے۔ یہ چیز اسے اس بات کی اجازت دیتی ہے بلکہ مجبور کرتی ہے کہ اپنے عقائد و افکار پر اسلام کا لبادہ ڈال کر اپنے ناپاک عزائم پر عمل کر سکے۔

اس طرح اسلام کی صحیح تاریخ میں شک وشبہہ ایجاد کر کے رخنہ اندازی کرے۔ چونکہ سیف تخیلات پر ید طولی رکھتا تھا۔ اس لئے وہ اپنے عقائد و افکار کو آسانی کے ساتھ متعدد احادیث اور روایتوں کی صورت میں پیش کرنے میں کامیاب ہوا ہے۔ ان روایتوں کو اس نے ایک دوسرے پر ناظر کی صورت میں جعل کیا ہے ان روایتوں میں سے بعض کو اس نے خیالی راویوں سے نقل کیا ہے اور بعض کو مشہور و معروف راویوں سے نسبت دی ہے اس طرح اپنے افکار و عقائد پر مبنی مطالبات و خواہشات کو ان کی زبانی بیان کرتا ہے، اس نے یہ روایتیں ایسے راویوں سے منسوب کی ہیں جو سالہا

سال پہلے اس دنیا سے چل بسے ہیں اور زندہ نہیں ہیں جو اپنے بارے میں لگائی گئی تہمتوں کی تردید کر سکیں یا ان سے منسوب کی گئی روایتوں سے انکار کریں۔

اس کتاب نے علمی تحقیق میں ایک نیا باب کھولا ہے تعصب و جذبات سے بالاتر رہ کر تاریخ نویسی، تاریخ کے صفحات سے ملاوٹ، جھوٹ اور توہمات کو پاک کرنے اور حدیث و روایات کو علم کی کسوٹی پر پرکھنے میں یہ اپنی نوعیت کی پہلی کتاب ہے جس نے عام طور پر معجزانہ اور حیرت انگیز حد تک اثرات ڈالے ہیں۔

آخر میں اس محنت کش اور انتھک جستجو کرنے والے مصنف کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے اپنے مقدس مقصد تک پہنچنے کیلئے تن تنہا ایسا کارنامہ انجام دیا ہے جو حقیقت میں منتخب ماہروں، دانشوروں اور علم و ادب کے محققوں کی ایک ٹیم کا اجتماعی کام ہے۔

بغداد ، جعفر الخلیلی

پہلا حصہ:

تحریف

- قرآن وسنت ایک دوسرے کے متمم ہیں۔
- گزشتہ ادیان میں تحریف کا مسئلہ۔
- سنت میں تحریف کے سلسلہ میں متقدمین کی تقلید۔
- آسمانی کتابوں میں گزشتہ امتوں کی تحریفیں۔
- توریت میں تحریف کے چند ثبوت
- قرآن مجید ایک لافانی معجزہ
- قرآن مجید میں تحریف کرنے کی ایک ناکام کوشش
- اسلامی مصادر کی تحقیق ضروری ہے۔

قرآن وسنت ایک دوسرے کے متمم ہیں

تمام اصول، عقائد، احکام اور دوسرے معارف واسلامی علوم کا سرچشمہ قرآن مجید ہے۔ ان کی تشریح وتفسیر اور ان پرعمل کرنے کا طریقہ پیغمبر اسلامؐ کی گفتار ورفتار میں مشخص ہوا ہے، جسے حدیث وسیرتِ رسولؐ کہا جاتا ہے۔ اسی لئے خدائے تعالٰی نے اپنے رسولؐ کی اطاعت کو اپنی اطاعت کے مانند قرار دیتے ہوئے فرمایا ہے:

﴿ أَطِيعُو اللهِ وَ رَسُولَهُ ﴾[1]

اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو۔

اور پیغمبرؐ کی نافرمانی کو اپنے احکام کی نافرمانی جانتے ہوئے فرماتا ہے:

﴿ وَ مَنْ يَعْصِ اللهَ وَ رَسُولَهُ فَإِنَّ لَهُ نَارَ جَهَنَّمَ ﴾[2]

اور جو اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے گا اس کیلئے جہنم ہے۔

۱۔ انفال/۱، آل عمران/۱۳۲، نساء/۵۹/ انفال/۲۰، ۴۶، نور/۵۴م محمد/۳۲ مجادلہ/۱۳، تغابن/۱۲، نور/۵۶، آل عمران/۵۰، شعراء/۱۰۸، ۱۱۰، ۱۲۶، ۱۳۱، ۱۴۴، ۱۵۰، ۱۶۳، زخرف/۱۶۳، مریم/۲، نساء/۶۴۔

۲۔ جن/۲۳، نساء/۴۲، ہود/۵۹، حاقہ/۱۰، شعراء/۲۱۶، نوح/۲۱، نساء/۱۴، احزاب/۳۶/ مجادلہ/۸ و ۹۔

خدااوراس کے پیغمبر کی طرف سے وضع کئے گئے احکام وفرامین کے مقابلہ میں مؤمنین کے اختیارات کوسلب کرتے ہوئے فرماتا ہے:

﴿وَ مَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَ لَا مُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى اللهُ وَ رَسُولُهُ أَمْراً اَنْ يَكُونَ لَهُم الْخَيَرَةُ من اَمْرِهِمْ وَ مَنْ يَعْصِ اللهَ وَ رَ سُولَهُ فَقَدْ ضَلَّ ضَلالاً مُبِيناً﴾ [1]

اور کسی مؤمن مرد یا عورت کو اختیار نہیں ہے کہ جب خدا ورسولؐ کسی امر کے بارے میں فیصلہ کردیں تو وہ بھی اپنے امر کے بارے میں صاحب اختیار بن جائے اور جو بھی خدا ورسولؐ کی نافرمانی کرے گا وہ بڑی کھلی ہوئی گمراہی میں مبتلا ہوگا۔

خدائے تعالی نے پیغمبرؐ کو اس کی گفتار ورفتار میں اپنی حجت قرار دیکر انھیں امت کا پیشوا مقرر فرمایا ہے تا کہ لوگ ان کی پیروی کریں۔ جیسا کہ فرماتا ہے:

﴿فَآمِنُوا بِاللهِ وَ رَسُولِهِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ الَّذِى يُؤْمِنُ بِاللهِ وَ كَلِمَاتِهِ وَ تَبِعُوهُ﴾ [2]

لہذا اللہ اوراس کے پیغمبر پر ایمان لے آ ؤ جو اللہ اور اس کے کلمات پر ایمان رکھتا ہے اوراسی کا اتباع کرو...

دوسری جگہ فرماتا ہے:

﴿إِنْ كُنْتمُ تُحِبُّونَ اللهَ فَاتَّبِعُونِى﴾

۱۔احزاب/۳۶

۲۔اعراف/۱۵۸،اس سلسلہ میں قرآن مجید میں بہت سی آیات موجود ہیں۔

کہ اگر تم لوگ اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو۔[1]

اور دوسرے مقام پر فرماتا ہے:

﴿لَقَد كَانَ لَكُمْ فِي رَسُلِ اللهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾

بے شک پیغمبر خداؐ تم لوگوں کیلئے بہترین نمونۂ عمل ہیں۔[2]

یہ اور اس کے علاوہ بھی اس موضوع کے بارے میں خدا کے ارشادات موجود ہیں۔ پیغمبر اسلامؐ نے بھی اس سلسلے میں چند فرمائشیں بیان کی ہیں، جن میں سے بعض مکتبِ خلفاء کی حسب ذیل صحیح اور معتبر کتابوں میں درج ہوئی ہیں:

۱۔ ''سنن'' ترمذی، ابن ماجہ، دارمی، ''مسند'' احمد اور اسی طرح سنن ابوداؤد میں ''کتاب السنۃ کے ''باب لزوم السنۃ'' میں یوں آیا ہے:

''مقدام بن معدی کرب[3] نے روایت کی ہے کہ رسول خداؐ نے فرمایا:

''جان لو کہ مجھ پر قرآن نازل ہوا ہے اور اس کے ہمراہ اس کے ہم پایہ سنت بھی ہوشیار رہو عنقریب ایک شکم سیر مرد تخت سے ٹیک لگائے ہوئے کہے: صرف قرآن

۱۔ آل عمران/۳۱

۲۔ احزاب/۲۱

۳۔ مقدام معدی کرب کندی، کندہ کے دوسرے نمائندوں کے ہمراہ رسول خداؐ کی خدمت میں پہنچا ہے مقدام نے رسول خدا سے ۴۷ احادیث نقل کی ہیں کہ ان سب کو مسلم کے علاوہ تمام صحاح اور سنن میں نقل کیا گیا ہے مقدام نے شام میں ۸۷ھ میں ۹۱ سال کی عمر میں وفات پائی۔ ''اسد الغابہ'' (۴۱۱/۴)، ''جوامع السیرۃ'' (ص ۲۸۰)، ''تقریب التہذیب'' (۲۷۲/۲)

لے لو جو کچھ اس میں حلال پاؤ اسے حلال جانو اور جو کچھ بھی اس میں حرام پاؤ اسے حرام سمجھو"

"سنن"، ترمذی میں مذکورہ حدیث میں یوں اضافہ ہوا ہے:

"جبکہ بے شک جس چیز کو رسولؐ خدا نے حرام قرار دیا ہے گویا اسے خدا نے حرام قرار دیا ہے"

"سنن" ابن ماجہ میں مذکورہ حدیث کے آخر میں آیا ہے:

"خدا کی طرف سے حرام قرار دینے کی طرح ہے"

"مسند" احمد حنبل میں مقدام معدی کرب سے روایت نقل ہوئی ہے کہ:

رسول خداؐ نے خیبر کی جنگ میں بعض چیزوں کو حرام قرار دیتے ہوئے فرمایا: وہ وقت دور نہیں جب تم میں سے ایک شخص میری باتوں کی تردید کرنے پر آتر آئے گا اور جب میری حدیث اسے سنائی جائے گی تو وہ آرام سے تکیہ لگائے ہوئے بیٹھا ہوا کہے گا: ہمارے اور تمہارے درمیان خدا کی کتاب موجود ہے جس چیز کو اس میں حلال پاؤ اسے حلال جانو گے اور جس چیز کو حرام پائیں گے اسے حرام جانو۔

ہوشیار رہو! جس چیز کو پیغمبر خداؐ نے حرام قرار دیا ہے گویا اسے خدا نے حرام قرار دیا ہے۔

۲۔ "سنن" ترمذی، ابن ماجہ، مسند احمد حنبل اور "سنن" ابوداؤد میں "عبیداللہ بن ابی رافع"[۱]

۱۔ عبیداللہ ابو رافع ابن "ابو رافع" پیغمبر خداؐ کا آزاد کیا ہوا ہے۔ عبیداللہ کے ذمہ امیر المؤمنین کے دیوان کی کتابت تھی۔ وہ محدثین کے تیسرے طبقہ کے ثقات میں شمار ہوتا ہے اور اس کی حدیثوں کو احادیث کی کتابیں لکھنے والے تمام مؤلفین نے نقل کیا ہے "تقریب التہذیب" (۵۳۲/۱) نمبر ۱۴۴۱

اپنے باپ سے نقل کر کے کہتا ہے کہ رسول خداؐ نے فرمایا:

ہوشیار رہو! میں تم میں سے اس شخص کو اپنے مسند پر خوشحال تکیہ لگا کر بیٹھا ہوا نہ دیکھوں کہ جس کے سامنے میرا وہ فرمان سنایا جائے کہ جس میں میں نے کسی کام کے انجام دینے یا اسے ترک کرنے کا حکم دیا ہو، اور وہ جواب میں کہے: نہیں جانتا! میں جو کچھ خدا کی کتاب میں پاؤں گا اسی پر عمل کروں گا!!

''مسند'' احمد میں مذکورہ حدیث کا آخری جملہ یوں آیا ہے:

''میں نے اسے خدا کی کتاب میں نہیں پایا ہے''

۳۔ ''سنن'' ابوداؤد، کتاب خراج کے باب تعشیر اہل ذمہ'' میں ''عرباض بن ساریہ''[۱] سے نقل ہوا ہے کہ اس نے کہا:

ہم پیغمبرؐ کے ہمراہ خیبر میں پہنچے، اس وقت میں کہ چند اصحاب رسول خداؐ کے ہمراہ تھے، خیبر کے باشندوں کا رئیس، جو ایک بداخلاق شخص تھا، آگے بڑھا اور گستاخانہ انداز میں رسول خداؐ سے کہنے لگا:

اے محمد! کیا یہ صحیح ہے کہ تم ہمارے مویشیوں کو مار ڈالو، ہمارے میووں کو کھاو جاؤ اور ہماری عورتوں کو اذیت پہنچاؤ گے؟!

پیغمبر خداؐ اس موضوع سے سخت غصہ میں آئے اور ''عبدالرحمان عوف'' سے مخاطب ہو کر فرمایا:

۱۔ ابو نجیح، عرباض بن ساریہ سلمی نے رسول خداؐ سے ۳۱ حدیثیں روایت کی ہیں اور ''بخاری و مسلم کے علاوہ'' صاحبان صحاح نے ان حدیثوں کو نقل کیا ہے۔ عرباض ۷۵ھ میں یا ابن زبیر کے فتنہ کے وقت میں اس دنیا سے چل بسا۔ ''اسد الغابۃ (۳۹۹/۳)'' جوامع السیرہ'' ص ۲۸۱ اور ''تقریب التہذیب (۱۷/۲)

گھوڑے پر سوار ہو کر لوگوں کے درمیاں اعلان کرو کہ ''بہشت مؤمنوں کے علاوہ کسی کا حق نہیں ہے اور کہہ دو کہ لوگ نماز کیلئے جمع ہو جائیں''

عرباض کہتا ہے:

لوگ تمام اطراف سے نماز ادا کرنے اور پیغمبرؐ کے بیانات سننے کیلئے جمع ہوئے اور رسول خداؐ کے ساتھ نماز ادا کی۔ اس کے بعد رسول خداؐ کھڑے ہوئے اور فرمایا: کیا تم میں سے بعض لوگ آرام سے بیٹھے ہوئے گمان کر رہے ہو ہیں کہ خدائے تعالیٰ نے قرآن مجید میں حرام قرار دی گئی چیزوں کے علاوہ کسی اور چیز کو حرام قرار نہیں دیا ہے؟! ہوشیار رہو! میں نے تمہیں نصیحت کی ہے اور بعض امور کو انجام دینے اور بعض سے اجتناب کرنے کا حکم دیا ہے یہ سب قرآن مجید کے حکم کے برابر ہیں یا اس سے بھی زیادہ (یہ حائز اہمیت اور واجب العمل ہیں) خدائے تعالیٰ نے تمہارے لئے جائز نہیں قرار دیا ہے کہ تم اہل کتاب کے گھروں میں اجازت کے بغیر داخل ہو جاؤ یا ان کی عورتوں کو اذیت پہنچاؤ گے یا ان کے میوے کھاؤ گے جبکہ انہوں نے اپنے ذمہ لیا ہوا کام انجام دیا ہے۔

۴۔ ''مسندا'' احمد حنبل میں ابوہریرہ[1] سے نقل کر کے آیا ہے کہ رسول خداؐ نے فرمایا:

۱۔ ابو ہریرہ قحطانی دوسی یہ لقب ''ابو ہریرہ'' (بلی باز) اس لئے پڑا تھا کہ اس کے پاس ایک پالتو بلی تھی یا یہ ایک بار رسولؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنی پالتو بلی آستین میں چھپائے ہوئے تھا، اس لئے آنحضرت نے اسے ''ابو ہریرہ'' خطاب فرمایا۔ ابو ہریرہ خیبر کی جنگ میں رسول خداؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر اسلام لایا ہے۔ اس نے رسول خداؐ سے ۵۳۷۴ حدیثیں روایت کی ہیں۔ ان احادیث کو عام اصحاب حدیث نے نقل کیا ہے ''اسد الغابہ'' (۳۱۵/۵)، ''جوامع السیرہ'' ص ۲۷۵، ''عبداللہ بن سبا'' (۱۶۰/۱ طبع آفسٹ ۱۳۹۳ھ)

میں تم میں سے ایک شخص کو نہ دیکھوں کہ جس کے سامنے بیان کی جائے تو وہ آرام سے اپنی جگہ پر تکیہ لگائے ہوئے کہے: اس سلسلے میں مجھے قرآن مجید سے بتاؤ!!

''سنن'' دارمی کے مقدمہ میں حسان بن ثابت انصاری [1] سے روایت نقل ہوئی ہے کہ اس نے کہا:

جس طرح جبرئیل پیغمبرؐ کیلئے قرآن لے کر نازل ہوئے تھے، اسی طرح آنحضرتؐ کیلئے سنت لے کر بھی نازل ہوتے تھے۔

كَانَ جِبرَئِيل يَنزِلُ عَلیٰ رَسُولِ اللهِ بِالسُّنةِ ، كَمٰا يَنْزِلُ عَلَيهِ بِالقُرآن.

یہ قرآن مجید کی آیات اور احادیث نبوی کے چند نمونے ہیں جن میں امت اسلامیہ کو رسول خداؐ اور آپ کی سنت کی اطاعت کرنے کا حکم ہوا ہے اور ان کی نافرمانی سے منع کیا ہے۔ جو لوگ صرف قرآن مجید سے تمسک کر کے سنت رسول خداؐ کو پامال کرتے ہیں اور اس کی اعتنا نہیں کرتے پیغمبرؐ نے ان کی سرزنش و ملامت کی ہے۔

اس کے پیش نظر بنیادی طور پر اسلام کو سنت پیغمبرؐ کی طرف رجوع کئے بغیر صرف قرآن مجید کی آیات سے حاصل نہیں کیا جا سکتا۔ چند مثالوں سے اس حقیقت کو واضح اور روشن کیا جا سکتا ہے:

۱۔ ابو عبد الرحمان یا ابو الولید، حسان بن ثابت انصاری خزرجی، یہ رسولؐ خدا کا شاعر اور مسجد میں آنحضرتؐ کے مناقب پڑھتا تھا۔ رسول خداؐ نے اس کے حق میں فرمایا ہے: ''خدائے تعالیٰ حسان کی اس وقت تک روح القدس کے عنوان سے تائید کرے جب تک وہ رسول خداؐ کی حمایت کرتا ہے'' حسان اپنے زمانے کا ایک ڈرپوک آدمی تھا اسی لئے اس نے پیغمبر خداؐ کے غزوات میں سے کسی ایک میں بھی شرکت نہیں کی ہے۔ پیغمبر خداؐ نے ماریہ کی بہن، شیرین سے اس کا عقد کیا، اس سے اس کا بیٹا عبد الرحمان پیدا ہوا۔ حسان نے رسول خداؐ سے صرف ایک حدیث روایت کی ہے کہ ''ترمذی'' کے علاوہ دیگر لوگوں نے اسے نقل کیا ہے۔ حسان ۴۰ یا ۵۰ یا ۵۴ھ کو ۱۲۰ سال کی عمر میں وفات پائی، ''اسد الغابہ'' (۲۔۵۔۷)، ''جوامع السیرہ'' (ص ۳۰۸) اور ''تقریب التہذیب'' (۱۶۱/۱)

قرآن مجید میں نماز پڑھنے کی تاکید کی گئی ہے۔لیکن سنت پیغمبرؐ کی طرف رجوع کئے بغیر معلوم نہیں ہوسکتا کہ یہ عبادت کس طرح اور کن شرائط میں انجام دی جاسکتی ہے۔ہم احادیث وسیرت پیغمبرؐ کی طرف رجوع کر کے رکعتوں اور سجدوں کی تعداد، اذکار،قوانین اور مبطلات نماز کے احکام سیکھ سکتے ہیں نماز کوادا کرنے کی کیفیت اور طریقۂ کار معلوم کر سکتے ہیں۔

حج بھی اسی طرح ہے، ہم سنت پیغمبرؐ کی طرف رجوع کر کے، احرام باندھنے کی نیت، میقات کی پہچان اوران کی تشخیص ،طواف کی کیفیت، مشعر ومنیٰ میں توقف وحرکت ، اپنے مخصوص اور محدود زمان ومکان میں رمی جمرات،قربانی اور حلق وتقصیر کے علاوہ حج کے واجبات، مستحبات ومکروہات اور محرمات کے بارے میں مسائل واحکام سیکھتے ہیں۔

ان ہی دومثالوں سے واضح طور سے معلوم ہوجاتا ہے کہ پیغمبرؐ کی سنت کی طرف رجوع کئے بغیرصرف قرآن مجید کی طرف رجوع کر کے مذکورہ دوفریضہ اورواجب شرعی کوانجام دینا ممکن نہیں ہے جبکہ شرع مقدس اسلام کے تمام احکام کی نوعیت بھی یہی ہے۔

اس لئے ہماری ذمہ داری بنتی ہے کہ اسلام کوحاصل کرنے اوراحکام الٰہی کی پیروی کرنے کیلئے قرآن مجیداوررسول خداؐ کی سنت کی جانب ایک ساتھ رجوع کریں اوراگرایک شخص ان دومیں سے صرف ایک کی طرف رجوع کرے اوران کوایک دوسرے سے جدا کرے تو بیشک اس نے اپنے آپ کواسلام کی پابندیوں سے آزاد کر کے اس کے قوانین کی من پسند تفسیر وتعبیر کی ہے کیونکہ کلید فہم ومفسر قرآن یعنی پیغمبراکرمؐ کو حذف کرنے سے انسان آزادی کے ساتھ اپنی رای اور سلیقہ سے تعبیر و سکتاہے۔

گزشتہ ادیان میں تحریف کا مسئلہ

ہمیں معلوم ہوا کہ صحیح اسلام کو معلوم کرنے اور قرآن مجید کے احکام پر عمل کرنے کیلئے پیغمبر خداؐ کی سنت کی طرف رجوع کرنے کے سوا کوئی چارہ نہیں ہے کیونکہ جب ہم سنت کی جانب رجوع کرتے ہیں تو انتہائی افسوس کے ساتھ مشاہدہ کرتے ہیں کہ تحریفات، لفظی تغیرات، معنی میں تاویل کرکے دوسروں کی سنتوں کو پیغمبر اسلامؐ کی سنت میں شامل کرنے، پیغمبر اسلامؐ پر تہمتیں لگانے، حق کو چھپانے، افتراء باندھنے اور اسی طرح انحرافات اور تحریفات کی دوسری قسموں سے پیغمبر اسلامؐ کی سنت بھری پڑی ہے پیغمبر اسلام کی سنت میں داخل ہونے والے تحریفات بالکل ویسے ہیں ہے جیسے کہ گزشتہ امتوں میں واقع ہوئی ہے اور خداوند تعالی نے قرآن مجید میں ان کی خبر دے دی ہے اور ہم یہاں پر بعض کی جانب اشارہ کرتے ہیں:

۱. ﴿وَ اِذْاَخَذَاللّٰہُ مِیثَاقَ الَّذِینَ اُوتُوا الْکِتَابَ لَتُبَیِّنُنَّهُ لِلنَّاسِ وَ لا تَکْتُمُونَهُ فَنَبَذُوهُ وَرَاءَ ظُهُورِهِم وَ اشْتَرَوا بِهِ ثَمَناً قَلِیلاً فَبِئْسَ مَا یَشْتَرُونَ﴾ [۱]

اس موقع کو یاد کرو جب خدا نے جن کو کتاب دی ان سے عہد لیا کہ اسے لوگوں کیلئے بیان کریں گے اور چھپائیں گے نہیں۔ لیکن انہوں نے اس عہد کو پس پشت ڈالدیا اور تھوڑی قیمت پر بیچ دیا ایا تو یہ بہت برا سودا کیا ہے۔

۲. ﴿فَبِمَا نَقْضِهِمْ مِیْثَاقَهُمْ لَعَنَّا هُمْ وَ جَعَلْنَا قُلُوبَهُمْ قَاسِیَةً یُحَرِّفُونَ

۱۔ آل عمران/۱۸۷

الْكَلِمَ عَنْ مَوَاضِعِهِ وَ نَسُوا حَظّاًمِمَّا ذُكِّرُوا بِهِ وَ لَا تَزَالُ تَطَّلِعُ عَلَى خَائِنَةٍ مِنْهُم إِلَّا قَلِيلاً مِنْهُمْ ﴾[۱]

پھران کی عہد شکنی کی بناء پر ہم نے ان پر لعنت کی اور ان کے دلوں کو سخت بنا دیا۔ وہ ہمارے کلمات کو ان کی جگہ سے ہٹا دیتے ہیں اور انہوں نے ہماری یاددہانی کا اکثر حصہ فراموش کر دیا ہے اور تم ان کی خیانتوں سے ہمیشہ مطلع ہوتے رہو گے علاوہ چند افراد کے۔

۳۔﴿يَا اَهْلَ الْكِتَابِ لِمَ تَلْبِسُونَ الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَ تَكْتُمُونَ الحَقَّ وَ اَنْتُمْ تَعْلَمُونَ ﴾[۲]

اے اہل کتاب! کیوں حق کو باطل سے مشتبہ کرتے ہو اور جانتے ہوئے حق کی پردہ پوشی کرتے ہو۔

۴۔﴿ يَا اَهْلَ الْكِتَابِ قَدْجَائَكُمْ رَسُولُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ كَثِيراً مِمَّا كُنْتُم تُخفُونَ مِنَ الكِتَابِ وَ يَعْفُو عَن كَثِيرٍ﴾ [۳]

اے اہل کتاب! تمہارے پاس ہمارا رسول آ چکا ہے جو ان میں سے بہت سی باتوں کی وضاحت کر رہا ہے، جن کو تم کتاب خدا میں سے چھپا رہے تھے اور بہت سی باتوں سے درگزر بھی کرتا ہے...

۱۔ مائدہ/۱۳

۲۔ آل عمران/۷۱

۳۔ مائدہ/۱۵

۵۔﴿ وَ لَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَ تَكْتُمُوا الْحَقَّ وَ اَنْتُمْ تَعْلَمُونَ ﴾[۱]

حق کو باطل سے مخلوط نہ کرو اور جان بوجھ کر حق کی پردہ پوشی نہ کرو۔

۶۔﴿ اَلَّذِينَ آتَيْنَاهُمْ الْكِتَابَ يَعْرِفُونَهُ كَمَا يَعْرِفُونَ اَبْنَائَهُمْ وَ اِنَّ فَرِيقاً مِنْهُمْ لَيَكْتُمُونَ الْحَقَّ وَ هُمْ يَعْلَمُونَ ﴾[۲]

جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی ہے وہ رسول کو بھی اپنی اولاد ہی کی طرح پہچانتے ہیں. بس ان کا ایک گروہ ہے جو حق کو دیدہ ودانستہ چھپا رہا ہے۔

۷۔﴿ اَفَتَطْمَعُونَ اَنْ يُؤْمِنُوا لَكُمْ وَ قَدْ كَانَ فَرِيقٌ مِنْهُمْ يَسْمَعُونَ كَلَامَ اللهِ ثُمَّ يُحَرِّفُونَهُ مِنْ بَعْدِ مَا عَقَلُوهُ وَ هُمْ يَعْلَمُونَ ﴾[۳]

مسلمانو! کیا تمہیں امید ہے کہ یہ یہودی ایمان لائیں گے جبکہ ان کے اسلاف کا ایک گروہ کلام خدا کو سنکر تحریف کر دیتا تھا حالانکہ وہ سب سمجھتے بھی تھے اور جانتے بھی تھے۔

۸۔﴿ مِنَ الَّذِينَ هَادُوا يُحَرِّفُونَ الْكَلِمَ عَنْ مَوَاضِعِهِ وَ يَقُولُونَ سَمِعْنَا وَ عَصَيْنَا ﴾[۴]

یہودیوں میں وہ لوگ بھی ہیں جو کلمات الٰہیہ کو ان کی جگہ سے ہٹا دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم نے بات سنی اور نافرمانی کی۔

۱۔بقرہ/۴۲

۲۔بقرہ/۱۴۶

۳۔بقرہ/۷۵

۴۔نساء/۴۶

۹. ﴿ وَ مِنْ الَّذِينَ هَادُوا سَمَّاعُونَ لِلْكَذِبِ سَمَّاعُونَ لِقَوْمٍ آخَرِينَ لَمْ يَأْتُوكَ يُحَرِّفُونَ الْكَلِمَ مِنْ بَعْدِ مَوَاضِعِه يَقُولُونَ اِنْ اُوْتِيتُم هٰذَا فَخُذُوه وَ اِنْ لَمْ تُوْتَوْهُ فَاحذَرُوا ﴾[۱]

اور یہودیوں میں سے بھی بعض ایسے ہیں جو جھوٹی باتیں سنتے ہیں اور دوسری قوم والے جو آپ کے پاس حاضر نہیں ہوئے انھیں سناتے ہیں۔ یہ لوگ کلمات کو ان کی جگہ سے ہٹا دیتے ہیں اور لوگوں سے کہتے ہیں کہ اگر پیغمبر کی طرف سے یہی دیا جائے تو لے لینا اور اگر یہ نہ دیا جائے تو پرہیز کرنا۔

۱۰. ﴿اِنَّ الَّذِينَ يَكْتُمُونَ مَا اَنزَ لَ اللهُ مِنَ الْكِتَابِ وَ يَشْتَرُونَ بِهِ ثَمَناً قَلِيلاً اُولٰئِكَ مَا يَأْ كُلُونَ فِي بُطُونِهِمْ اِلَّا النَّارَ وَ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَ لَا يُزَكِّيْهِمْ وَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيمٌ ﴾[۲]

لولوگ خدا کی نازل کی ہوئی کتاب کے احکام کو چھپاتے ہیں اور اسے تھوڑی قیمت پر بیچ ڈالتے ہیں وہ حقیقت میں اپنے پیٹ میں صرف آگ بھر رہے ہیں اور خدا روز قیامت ان سے بات بھی نہ کرے گا اور نہ ہی انھیں پاکیزہ قرار دے گا اور ان کیلئے دردناک عذاب ہے۔

۱۱. ﴿ اِنَّ الَّذِينَ يَكْتُمُونَ مَا أَنْزَلْنَا مِنَ الْبَيِّنَاتِ وَ الْهُدیٰ مِنْ بَعْدِ مَا

۱۔ بقرہ/۱۷۴

۲۔ بقرہ/۱۵۹

بَیَّنَّاہُ لِلنَّاسِ فِی الْکِتَابِ اُولٰئِکَ یَلْعَنُھُمُ اللہُ وَ یَلْعَنُھُمُ اللاَّعِنُونَ ﴾

جولوگ ہمارے نازل کئے ہوئے واضح بیانات اور ہدایات کو ہمارے بیان کردینے

کے بعد بھی چھپاتے ہیں ان پر اللہ بھی لعنت کرتا ہے اور تمام لعنت کرنے والے بھی

لعنت کرتے ہیں۔

یہ نمونے کے طور پر چند آیتیں تھیں کہ جن میں خدائے تعالیٰ گزشتہ امتوں کے ذریعہ سے

حقائق کی تحریف اور حقیقتوں کے چھپانے کی خبر دیتا ہے۔

سنت میں تحریف کی خبر اور اسلاف کی تقلید

ہم ذیل میں چند ایسی احادیث درج کرتے ہیں، جن میں پیغمبر اسلامؐ نے اس بات کی خبر دی ہے کہ کس طرح یہ امت اپنی تمام رفتار و کردار میں گزشتہ امتوں کی تقلید کرے گی اور آنحضرتؐ واضح فرماتے ہیں کہ امت اسلامیہ گزشتہ امتوں کے کاموں پر قدم بہ قدم عمل کرے گی:

۱۔ شیخ صدوق اعلی اللہ مقامہ نے اپنی کتاب ''اکمال'' میں حضرت امام جعفر صادقؑ اور آپؑ کے آباو اجداد سے روایت کی ہے کہ رسول خداؐ نے فرمایا:

''کل ما کان فی الامم السالفة فانه یکون فی هٰذه الا مة مثله ، حذو النعل بالنعل و القذة بالقذة''

جو کچھ گزشتہ امتوں میں واقع ہوا ہے اسی کے مانند اس امت میں بھی واقع ہوگا، جوتوں کے جوڑوں اور تیر کے پروں کے مانند۔[۱]

۱۔ اس حدیث کے اہل بیتؑ میں سے راویوں کا سلسلہ یوں ہے: امام صادقؑ (ت ۱۴۸ھ) نے اپنے والد گرامی محمد باقر (ت ۱۱۴ھ) سے، انہوں نے اپنے والد امام زین العابدینؑ (ت ۹۵ھ) سے انہوں نے اپنے والد امام حسین شہیدؑ، نواسہ رسول خداؐ (ت ۶۱ھ) سے انہوں نے اپنے والد امام علی بن ابیطالبؑ (ت ۴۰ھ) سے اور انہوں نے اپنے چچازاد بھائی رسول خداؐ (صلوات اللہ وسلامہ علیہم اجمعین) سے روایت کی ہے۔

ابن رستہ کتاب ''الاعلاق النفسیہ'' ص ۲۳ پر لکھتے ہیں: کرۂ زمین پر جعفر بن محمد بن علی بن الحسین بن علی بن ابیطالب (رضہم) کے علاوہ کوئی بھی ایسے پانچ افراد نہیں ملتے جنھوں نے سلسلہ وار حدیث نقل کی ہو۔

شیخ صدوق نے مزید اپنی کتاب ''اکمال'' میں حضرت امام صادقؑ اور آپؑ کے آباء و اجداد سے روایت کی ہے کہ رسول خداؐ نے فرمایا:

''والذی بعثنی بالحق نبیا و بشیرا لترکبنّ امتی سنن من کا ن قبلها حذو النعل بالنعل ، حتی لو ان حیة من بنی اسرائیل دخلت فی جحرٍ لدخلت فی هذه الامة حیّة مثلها ''

قسم اس ذات کی جس نے مجھے نبی اور بشارت دینے والے کی حیثیت سے برحق مبعوث فرمایا ہے، میری امت کسی تفاوت کے بغیر اپنے اسلاف کی راہ کو انتخاب کرے گی، اس طرح کہ اگر بنی اسرائیل کے زمانے میں ایک سانپ کسی بل میں داخل ہوا ہوگا تو اس امت میں بھی ایک سانپ اسی بل میں داخل ہوگا۔

۲۔ ابن حجر نے اپنی کتاب ''فتح الباری'' میں پیغمبر خداؐ کی فرمائشات کو یوں بیان فرمایا ہے:

شافعی[۱] نے اسی صحیح سند کے ساتھ عبداللہ عمرو[۲] سے روایت کی ہے کہ رسول خداؐ نے فرمایا:

۱۔ ابوعبداللہ، محمد بن ادریس بن عباس شافعی مطلبی: ان کی ماں کے ہاشمی ہونے یا نہ ہونے میں اختلاف ہے اس لئے بعض نے ان کے بارے میں کہا ہے: ہم نے ہاشم کی اولاد میں سے ہرگز کسی کو نہیں دیکھا کہ ابوبکرؓ، وعمرؓ کو علیؑ پر ترجیح دی ہو، جیسا کہ ''طبقات شافعیہ'' میں آیا ہے کہ ان کو اس لئے ہاشم سے نسبت دی گئی ہے کہ وہ ہاشم کے بھائی کی اولاد میں سے تھے۔ شافعی ۲۰۴ھ میں ۵۴ سال کی عمر میں مصر میں فوت ہوا ''تقریب التہذیب'' (۱۴۳/۲)

۲۔ عبداللہ بن عمرو عاص اپنے باپ سے ۱۲ سال چھوٹا تھا۔ باپ سے پہلے اسلام لایا تھا۔ اسلاف کی کتابیں پڑھ چکا تھا۔ اس نے رسول خداؐ سے ۷۰۰ احادیث روایت کی ہیں۔ عبداللہ نے اپنے باپ کے ہمراہ صفین کی جنگ میں معاویہ کی حمایت میں شرکت کی لیکن بعد میں نادم ہوکر کہتا تھا: کاش اس سے بیس سال پہلے مرچکا ہوتا۔ اس کی موت کے بارے سال اور مکان میں اختلاف ہے۔ کیا ۶۳ھ یا ۶۵ھ میں مصر میں یا ۶۷ھ میں مکہ میں اور یا ۵۵ھ میں طائف میں یا ۶۸ھ میں فوت ہوا ہے۔ عبداللہ کی زندگی کے حالات ''اسد الغابہ'' ۲۳۳/۳۔۲۳۵) اور ''جوامع السیرۃ'' ابن حزم ص ۲۸۶ میں ملاحظہ ہو۔

"لترکبن سنن من کان قبلکم حلوھا و مرّھا"

تم لوگ اپنے اسلاف کی تلخ وشیرین (بری اور بھلی) روش کو اپناؤ گے۔

۳۔ احمد بن حنبل نے اپنی کتاب "سند" میں اور مسلم و بخاری نے اپنی "صحیح" میں پیغمبرؐ کے صحابی ابو سعید خدری[1] سے روایت کی ہے کہ رسول خدا نے فرمایا:

"لتتبعن سنن من کان قبلکم شِبراً بشبرٍ و ذراعاً ذراعاً حتی لو دخلوا حجر ضبٍّ تبعتموھم".[2]

اپنے اسلاف کی رفتار کو تم لوگ قدم بہ قدم اور مو بمو اپناؤ گے، حتی اگر وہ کسی چھپکلی کے بل میں بھی گئے ہوں گے تو تم لوگ بھی ایسا ہی کرو گے۔

ہم نے سوال کیا: اے رسول خدا! کیا آپؐ کی مراد یہود ونصاریٰ ہیں؟

آنحضرتؐ نے جواب دیا: پھر کون؟!

یہ حدیث ایک اور روایت کے مطابق "مسند" احمد میں یوں درج ہوئی ہے:

۱۔ ابوسعید، سعید بن مالک بن سنان انصاری خندق کی جنگ میں تیرہ سالہ تھا۔ اس کے باپ نے اس کا ہاتھ پکڑ کر پیغمبر خداؐ کے حضور لاکر کہا: یہ نوجوان قوی ہیکل ہے۔ لیکن رسول خداؐ نے اسے قبول نہیں کیا اور اجازت نہ دی تا کہ وہ جنگ میں شرکت کرے۔ ابوسعید خدری نے جنگ بنی المصطلق میں شرکت کی ہے وہ مکثرین حدیث میں شمار ہوتا ہے اس نے تقریباً ۱۱۷۰ حدیثیں رسول خداؐ سے روایت کی ہیں صحاح کے مؤلفین نے اس کی تمام احادیث کو نقل کیا ہے۔ ابوسعید نے ۷۴ھ میں وفات پائی ہے۔ "اسد الغابہ" و "جوامع السیرہ" میں اس کی زندگی کے حالات بیان کئے گئے ہیں۔

ابوسعید خدری کی حدیث میں جسے بخاری نے اس سے ایک اور روایت میں نقل کیا ہے کہ "لو دخلوا" کے بجائے "لو سلکوا جحر ضبٍّ لسلکتموہ" آیا ہے جس کا تقریباً وہی مفہوم ہے۔

۲۔ شبر = بالشت، ذراع = کہنی سے درمیانی انگلی کی انتہا تک کا فاصلہ، باع = دو ہاتھوں کے درمیان کا وہ فاصلہ دونوں ہاتھ اٹھا کر شانوں کے برابر کھینچ لئے جائیں۔

لتتّبعن سنن بنی اسرائیل ، حتی لو دخل رجلٌ من بنی اسرائیل جحر ضبٍّ لتبعتموہ.

تم لوگ بنی اسرائیل کی روش اپناؤ گے اس طرح کہ اگر بنی اسرائیل میں کوئی شخص سوسمار کے بل میں داخل ہوا ہوگا تو تم بھی اس کی پیروی میں جاؤ گے۔

۴۔ ابن ماجہ نے اپنی ''سنن'' میں، احمد نے اپنی ''مسند'' میں، متقی نے ''کنزل العمال'' میں اور بخاری نے اپنی صحیح میں ابو ہریرہ سے روایت کی ہے کہ رسول خداؐ نے فرمایا:

لا تقوم الساعة حتّٰی تأخذ امتی بأخذِ القرون قبلها شبراً بشبرٍ و ذراعاً بذراعٍ.

تب تک قیامت برپا نہیں ہوگی، جب تک کہ میری امت گزشتہ امتوں کی روش پر مو بمو پیروی نہ کرلے گی۔ سوال کیا گیا:

اے رسول خداؐ! کیا مجوسیوں اور رومیوں کی طرح؟ فرمایا: ان کے علاوہ، اور کون لوگ ہیں؟!

اسی مطلب کو ''مسند'' احمد میں یوں بیان کیا گیا ہے:

وَ الّذی نفسی بیده لتتبعنَّ سنن الذین من قبلکم شبراً بشبر و ذراعاً بزراعٍ و باعاً فباعاً حتی لو دخلوا جحر ضبّ لدخلتموه

قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے تم لوگ اپنے اسلاف کی روش پر مو بمو اور قدم بہ قدم پیروی کرو گے، حتی اگر وہ چھپکلی کے سوراخ میں داخل ہوئے ہوں گے تو تم لوگ بھی اس میں داخل گے۔ پوچھا گیا:

اے رسول خداؐ! کن کے بارے میں، کیا اہل کتاب کے بارے میں فرما رہے ہیں؟

آنحضرتؐ نے جواب میں فرمایا:

پھر کون لوگ؟!

۵۔طیالسی اور احمد نے اپنی ''مسندوں'' میں، متقی ہندی نے ''کنزل العمال'' میں اور ترمذی نے اپنی ''صحیح'' میں ابوواقد لیثی[۱] سے روایت کی ہے کہ رسول خداؐ نے فرمایا:

والذی نفسی بیدہ لترکبن سنۃ من کان قبلکم

قسم اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ تم لوگ اپنے اسلاف کی روش کی پیروی کروگے۔

یہی حدیث ''مسند'' احمد میں یوں آئی ہے۔

لترکبن سنن من کان قبلکم سنّۃ سنّۃ

تم لوگ روش روش پر اپنے اسلاف کی تقلید کروگے۔

۶۔حاکم نے پر اپنی ''مستدرک بر صحیحین'' میں اور ''مجمع الزوائد'' میں ''بزاز'' سے نقل کر کے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ رسول خداؐ نے فرمایا:

لترکبن سنن من کان قبلکم شبراً بشبرٍ و زراعاً بزراع و باعاً بباع

حتی لو ان احدھم دخل حجر ضبّ لدخلتم.

تم لوگ مو بمو اور قدم بہ قدم اپنی اسلاف کی روش پر چلو گے حتی اگر ان میں سے کوئی

۱۔ابوواقد لیثی بنی لیث بن بکر سے ہے۔اس کے نام اور اسلام لانے کی تاریخ میں اختلاف ہے کہ کی آیا اس نے جنگ بدر میں شرکت کی ہے یا فتح مکہ میں یا ان میں سے کسی ایک میں بھی شرکت نہیں کی ہے اور بعد میں اسلام لایا ہے ابوواقد نے رسول خداؐ سے ۲۴ حدیثیں روایت کی ہیں جسے بخاری نے ادب المفرد میں درج کیا ہے۔ابوواقد نے مکہ میں رہائش اختیار کی اور ۶۸ھ میں ۷۵ یا ۸۵ سال کی عمر میں وہیں پر فوت ہوا اس کی زندگی کے حالات ''اسد الغابہ'' (۳۱۹/۵) و ''جوامع السیرۃ'' ص ۲۸۲ میں مطالعہ فرمائیں۔

چھپکلی کے بِل میں گھس گیا ہوگا تو تم لوگ بھی اس میں گھس جاؤ گے۔

۷۔ ترمذی نے اپنی ''صحیح'' میں اور حاکم نے اپنی ''متدرک'' میں سیوطی کی تفسیر کے پیش نظر بیان کیا ہے کہ عبداللہ عمرو نے رسول خداؐ سے روایت کی ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا:

لیاتین علیٰ امتی ما اتیٰ علیٰ بنی اسرائیل ، حذو النعل بالنعل ، حتی ان کان فی بنی اسرائیل من اتیٰ امه علانیة لکان فی امتی من فعل ذالک

جو کچھ بنی اسرائیل پر گزری ہے بالکل ویسے ہی میری امت پر بھی گزرے گی، حتی اگر بنی اسرائیل میں کسی نے اپنی ماں سے علانیہ طور پر ہمبستری کی ہوگی تو میری امت میں ایسا شخص پیدا ہوگا جو اس کام کو انجام دے گا!

۸۔ ''مجمع الزوائد'' میں بزاز کی ''مسند'' سے اور متقی نے حاکم کی ''متدرک'' سے نقل کر کے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ رسول خداؐ نے فرمایا:

لترکبن سنن من کان قبلکم شبراً بشبر و ذراعاً بذراع و باعاً بباعٍ ، حتی لو ان احدهم دخل حجر ضب لدخلتم حتی لو ان احدهم جامع امه لفعلتم!

تم لوگ موبمو اور قدم بقدم اپنے اسلاف کے نقشِ قدم پر چلو گے حتی اگر ان میں سے کوئی گوہ کے بِل میں گھس گیا ہوگا تو تم لوگ بھی ویسا ہی کرو گے بلکہ اگر ان میں سے کسی نے اپنی ماں سے مباشرت کی ہوگی تو تم لوگ بھی ایسا ہی کرو گے۔

۹۔ احمد بن حنبل نے اپنی ''مسند'' میں ''مجمع الزوائد'' کے مصنف نے ''سہل بن سعد انصاری''[۱] سے نقل کر کے لکھا ہے کہ رسول خداؐ نے فرمایا:

والذی نفسی بیده لتركبن سنن من كان قبلكم مثلاً به مثل

قسم اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے تم لوگ اپنے اسلاف کے نقش قدم پر مو بمو چلو گے!

جیسا کہ ''مجمع الزوائد'' کے مطابق طبرانی نے مذکورہ حدیث کے آخر میں یہ اضافہ کیا ہے کہ رسول خداؐ نے اس کے ضمن میں فرمایا:

حتی لو دخلوا جحر ضبٍّ لاتبعتموه .

ہم نے سوال کیا:

اے رسول خدا! کیا آپ کی مراد یہود و نصاریٰ ہیں؟

آنحضرتؐ نے جواب دیا:

ان یہود و نصاریٰ کے علاوہ اور کون ہو سکتے ہیں؟!

۱۔ سہل بن سعد بن مالک انصاری: پیغمبر خداؐ کی رحلت کے دن سہل کی عمر پندرہ سال تھی۔ سہل نے حجاج بن یوسف کے زمانہ کو بھی درک کیا ہے، حجاج نے سہل کے عثمان کی مدد کرنے کے جرم میں حکم دیا تھا کہ اس کی گردن پر غلامی کی مہر لگا دی جائے۔

سہل نے رسول خداؐ سے ۱۸۸ حدیثیں روایت کی ہیں کہ اصحاب صحاح نے ان سب کو درج کیا ہے سہل نے ۸۸ھ یا ۹۱ھ میں وفات پائی ہے۔ کہتے ہیں کہ وہ رسول خداؐ کا آخری صحابی تھا جس نے وفات پائی۔ ''اسد الغابہ'' (۳۶۶/۲)، ''جوامع السیر'' ۲۷۷، ''تقریب التہذیب'' (۳۳۶/۱)

۱۰۔ ''مجمع الزوائد'' میں طبرانی سے نقل کر کے لکھا گیا ہے کہ ''عبد اللہ مسعود''[۱] نے کہا کہ رسول خداؐ نے فرمایا:

انتم اشبه الامم ببنی اسرائیل ، لترکبن طریقهم حذو القذة با لقذة

حتی لا یکون فیهم شیء الا فیکم مثله .....

تم بنی اسرائیل سے سب سے زیادہ شباہت رکھنے والی امت ہو۔ تم لوگ ان کے

راستہ پر اس طرح چلو گے جیسے تیر کے پیچھے اس کے پر حتی ان میں کوئی ایسی چیز

نہیں پائی جائے گی جو تم لوگوں میں موجود نہ ہو!

۱۱۔ ''مجمع الزوائد'' میں طبرانی کی ''اوسط'' اور ''کنزل العمال'' سے نقل کر کے ''مستورد بن شداد''[۲] سے

۱۔ ابو عبد الرحمٰن، عبد اللہ بن مسعود بن غافل ہذلی قبیلۂ قریش میں سے ہیں جو پہلے مسلمانوں میں شمار ہوتے ہیں کہا جاتا ہے کہ جن دنوں مکہ میں اظہار اسلام کرنے پر سختیوں و اذیتوں کا سامنا کرنا پڑتا تھا، ابن مسعود پہلے مسلمان تھے جو مکہ میں بلند آواز میں قرآن مجید کی تلاوت کرتے تھے۔ ابن مسعود نے پہلے حبشہ پھر مدینہ ہجرت کی اور پیغمبر خداؐ کی تمام جنگوں میں شرکت کی ہے، ابن مسعود سے ۸۴۸ حدیثیں روایت ہوئی ہیں تمام حدیث لکھنے والوں نے انھیں نقل کیا ہے، عمرؓ نے ابن مسعود کو کوفہ میں دینی امور کے معلم اور بیت المال میں حکومت کا امین و کلید دار معین کیا تھا۔ ابن مسعود حکومت عثمانؓ تک اس عہدہ پر برقرار تھے، کوفہ کا گورنر ولید بن عقبہ، ابن مسعود کے اسلامی احکام کے نفاذ میں وقت خاص کر بیت المال اور حکومتی خزانہ کے امور میں ان کی دقت سے تنگ آ چکا تھا۔ لہذا اس نے خلیفہ عثمانؓ کے پاس ان کی شکایت کی اور عثمانؓ نے بھی اپنے بھانجے کی خواہش کے مطابق ابن مسعود کو مدینہ بلایا اور حکم دیا کہ ان کی پٹائی کی جائے اور سخت پٹائی کی گئی جس کی وجہ سے ان کی پسلیاں ٹوٹ گئیں اس کے بعد حکم دیا کہ ان کی تنخواہ بند کر دی جائے، ابن مسعود اسی جسمانی اذیت کی وجہ سے بیمار ہوئے اور قریب مرگ پہنچے۔ اس حالت میں عثمانؓ ان کے سرہانے پر آئے اور حکم دیا کہ دو سال کے بعد دوبارہ انہیں تنخواہ دی جائے لیکن ابن مسعود نے قبول نہیں کیا۔ ابن مسعود نے ۳۲ھ میں وفات پائی اور انہوں نے وصیت کی تھی کہ عثمان ان کے جنازہ پر حاضر نہ ہو جائے اور اس کی نماز جنازہ نہ پڑھے اور اس کی وصیت کے مطابق عمل کیا گیا۔ ''اسد الغابہ'' (۳/۲۵۶۔۲۵۸)، ''جوامع السیرہ'' ص ۲۷۶ ''تقریب التہذیب'' (۱/۴۵۰)، تاریخ اسلام میں عائشہ کا کردار (۱/۱۶۰۔۱۶۷)

۲۔ مستورد بن شداد بن عمرو قرشی فہری: اس کی ماں دعد بنتِ زین بن جابر بن حسل ہے۔ رسول خداؐ کی رحلت کے وقت نوجوان تھا۔ مستورد نے سات حدیثیں روایت کی ہیں۔ اس کی تمام احادیث کو حدیث لکھنے والوں نے نقل کیا ہے، مستورد نے کوفہ اور مصر میں سکونت کی ہے اور ۴۵ھ میں وفات پائی ہے ''اسد الغابہ'' (۴/۳۵۴)، ''مجمع الزوائد'' ص ۲۸۷ اور ''تقریب التہذیب'' (۲/۲۴۲)

روایت نقل ہوئی ہے کہ رسول خدؐا نے فرمایا۔

لا تترک ھٰذہ الامۃ شیئاً من سنن الاولین حتیٰ تاتیہ

گزشتہ قوموں کی کوئی روش باقی نہیں رہے گی مگر یہ کہ یہ امت اسے انجام دے۔

۱۲۔ احمد بن حنبل نے اپنی ''مسند'' میں اور ''مجمع الزوائد'' نے طبرانی سے نقل کر کے شداد بن اوس [۱] سے روایت کی ہے کہ رسول خداؐ نے فرمایا:

لیحملن شرار ھذہ الامۃ علی سنن الذین خلوا من قبلھم اھل الکتاب حذو القذۃ بالقذۃ''

اس امت کے برے لوگ اپنے سے پہلے اہل کتاب کی روش کی موبمو پیروی کریں گے۔

یہی حدیث شداد بن اوس کے حالات کی تشریح میں ابن اثیر کی کتاب ''اسد الغابہ'' میں ''اپنے سے پہلے'' کی جگہ ''آپ لوگوں سے پہلے'' کی تبدیلی کے ساتھ درج ہوئی ہے۔

۱۔ شداد بن اوس، حسان بن ثابت انصاری خزرجی کا بھتیجا ہے۔ اس نے رسول خداؐ سے ۱۵۰ حدیثیں روایت کی ہیں کہ تمام حدیث لکھنے والوں نے انھیں نقل کیا ہے۔ شداد نے بیت المقدس میں رہائش اختیار کی اور ۴۱ یا ۵۸ یا ۶۴ ھ میں شام میں وفات پائی۔ ''اسد الغابہ'' (۲/ ۳۸۷۔ ۳۸۵)، جوامع السیرہ ص ۲۷۹، ''تقریب التہذیب'' (۱/ ۳۴۷)

آسمانی کتابوں میں گزشتہ امتوں کی تحریفیں:

گزشتہ بحث میں ہمیں معلوم ہوا کہ گذشتہ امتوں میں واقع ہونے والی تحریفوں کے بارے میں خدائے تعالٰی نے خبر دیدی ہے اور پیغمبر خداؐ نے بھی خبر دی ہے کہ یہ امت گزشتہ امتوں کی تمام روشوں پر موبمو عمل کر کے ان کی پیروی کرے گی۔

اب اگر ہم اس امت میں واقع ہوئی تحریفات کا گزشتہ امتوں میں واقع ہوئی تحریفات سے موازنہ کریں تو معلوم ہوگا کہ گزشتہ امتوں نے ان تحریفات کو آسمانی کتابوں میں انجام دیا ہے اور خدائے تعالٰی نے ان کے اس عمل کو یوں یاد فرمایا ہے:

﴿قُل مَنْ اَنْزَلَ الْكِتَابَ الَّذِي جَاءَ بِهِ مُوسىٰ نُوراً وَ هُدىً لِلنَّاسِ تَجْعَلُونَهُ قَراطِيسَ تُبْدُونَهَا وَ تُخْفُونَ كَثيراً﴾[1]

ان سے پوچھئے کہ جو کتاب موسٰی لے کر آئے تھے وہ نور اور لوگوں کیلئے ہدایت تھی اسے تم لوگ کچھ ظاہر کر کے اور اکثر چھپا کر ایک کتاب قرار دے رہے ہو، بتاؤ اسے کس نے نازل کیا ہے

یا فرمایا ہے:

وَ اِنَّ مِنْهُمْ لَفَرِيقاً يَلْوُنَ اَلْسِنَتَهُمْ بِالكِتَابِ لِتَحْسَبُوهُ مِنَ الْكِتَابِ وَ مَا هُوَ مِنَ الْكِتَابِ وَ يَقُولُونَ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَ مَا هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَ

۱۔ انعام/۹۱

يَقُولُونَ عَلَى اللهِ الكَذِبَ وَ هُمْ يَعْلَمُونَ [1]

انہیں یہودیوں میں سے بعض وہ ہیں جو کتاب پڑھنے میں زبان کو توڑ موڑ دیتے ہیں تا کہ تم لوگ اس تحریف کو بھی اصل کتاب سمجھنے لگو، حالانکہ وہ اصل کتاب نہیں ہے اور یہ لوگ کہتے ہیں کہ یہ سب اللہ کی طرف سے ہے حالانکہ اللہ کی طرف سے ہر گز نہیں ہے یہ خدا کے خلاف جھوٹ بولتے ہیں حالانکہ سب جانتے ہیں۔

یا یوں فرماتا ہے:

﴿فَوَيْلٌ لِلَّذِيْنَ يَكْتُبُونَ الْكِتَابَ بِاَيْدِيْهِمْ ثُمَّ يَقُولُونَ هٰذا مِنْ عِنْدِ اللهِ لِيَشْتَرُوا بِهِ ثَمَناً قَلِيلاً فَوَيلٌ لَهُمْ مِمَّاكَتَبَتْ اَيْدِيْهِمْ وَ وَيْلٌ لَهُم مِمَّا يَكْسِبُونَ﴾ [2]

وائے ہوان لوگوں پر جو اپنے ہاتھ سے کتاب لکھ کر یہ کہتے ہیں کہ یہ خدا کی طرف سے ہے تا کہ اسے تھوڑے دام میں بیچ لیں ان کیلئے اس تحریر پر بھی عذاب ہے اور اس کی کمائی پر بھی۔

ہم خدائے تعالیٰ کی آیات کے مصداق کو ان کی موجودہ رائج کتابوں میں واضح اور روشن طور پر دیکھتے ہیں، جیسا کہ توارت کے تکوینی سفر کے تیسرے باب میں آدم کی تخلیق کے بارے میں یوں پڑھتے ہیں۔

خدائے تعالیٰ نے آدم سے جھوٹ بولتے ہوئے کہا: خیر و شر کی معرفت والے درخت

۱۔ آل عمران/۷۸ ۲۔ بقرہ/۷۹

سے کچھ نہ کھانا، اگر کسی دن اس سے کھایا تو مرجاؤ گے، سانپ، جو خشکی کے حیوانوں میں مکارترین حیوان ہے، نے ''حوّا'' سے کہا: اگر آپ لوگ اس درخت سے کھائیں گے تو مرے گیں نہیں، بلکہ خدا جانتا ہے جس دن اس سے کھائیں گے آپ کی آنکھیں کھل جائیں گی اور خدا کے مانند خیر وشر سے واقف ہو جائیں گے۔ آدمؑ اور حواؑ نے اس درخت سے کھایا' آنکھیں کھل گئیں تو انہوں نے اپنے آپ کو برہنہ پایا اور خدا کی آواز اس وقت سنی جب نسیم صبح کے وقت بہشت میں رہا تھا لہذا انہوں نے اپنے آپ کو اس سے چھپایا۔ خدائے تعالیٰ نے بلند آواز میں آدمؑ سے مخاطب ہوکر فرمایا: تم کہاں ہو؟ آدمؑ نے کہا: تیری آواز کو میں نے بہشت میں سنا لیکن چونکہ میں عریاں تھا، ڈر گیا، اس لئے خود کو چھپا لیا۔ خدا نے کہا: کس نے تمہیں اس امر سے آگاہ کیا کہ تم برہنہ ہو؟ کیا تم نے اس درخت سے کھایا جسے میں نے منع کیا تھا؟! آدمؑ نے اپنی داستان خدا کو سنائی، تو خدا نے کہا اب جبکہ آدمؑ بھی ہماری طرح خیر وشر سے آگاہ ہوگئے ہیں لہذا بعید نہیں کہ اپنے ہاتھ کو بڑھا کر درختِ حیات سے بھی کھالیں اور ہمیشہ کیلئے زندہ رہیں۔ لہذا انسان کو نکال باہر کیا اور بہشت کے مشرقی حصہ میں کروبیوں کو بسایا..اور درخت حیات کی نگہبانی کے لئے ایک چمکتی ہوئی تیز دھار تلوار معین فرمائی!!

توریت نے بہشت میں آدمؑ کی داستان کو اس طرح بیان کیا ہے جبکہ قرآن مجید فرماتا ہے کہ یہ شیطان تھا جس نے ان دونوں کو اس ممنوعہ درخت سے کھانے پر اکسایا۔ قرآن مجید کا بیان یوں ہے۔

﴿وَ قَاسَمَهُمَا اِنِّی لَکُمَا لَمِنَ النَّاصِحِینَ فَدَلّٰا هُمَا بِغُرُورٍ فَلَمَّا ذَاقَا الشَّجَرَةَ بَدَتْ لَهُمَا سَوآتُهُما وَ طَفِقَا یَخْصِفَانِ عَلَیهِمَا مِنْ وَرَقِ الجَنَّةِ

وَ نَادَاھُمَا رَ بُّھُمَا اَلَمْ اَنْھَکُمَا عَنْ تِلْکُمَا الشَّجَرَۃِ وَ اَقُلْ لَکُمَا اِنَّ الشَّیْطَانَ لَکُمَا عَدُوٌّ مُبِیْنٌ﴾ (اعراف/۲۱،۲۲)

اور (شیطان نے) دونوں سے قسم کھائی کہ میں تمھیں نصیحت کرنے والوں میں سے ہوں، پھر انھیں دھوکہ کے ذریعہ درخت کی طرف جھکا دیا اور جیسے ہی ان دونوں نے چکھا، شرم گاہیں کھل گئیں اور انہوں نے درختوں کے پتے جوڑ کر شرم گاہوں کو چھپانا شروع کر دیا تو ان کے رب نے آواز دی کہ کیا ہم نے تم دونوں کو اس درخت سے منع نہیں کیا تھا اور کیا میں نے تمھیں نہیں بتایا تھا کہ شیطان تمہارا کھلا ہوا دشمن ہے؟

ہم نے توریت میں ذکر ہوئی آدمؑ کی داستان کا قرآن مجید میں ذکر ہوئی اسی داستان سے موازنہ کیا اور دیکھا کہ توریت میں کس طرح حقیقت تحریف ہو کر خرافات میں تبدیل ہوئی ہے۔

توریت کا مطالعہ جاری رکھتے ہوئے ہم اس کے سفرِ تکوینی کے انیسویں باب میں مشاہدہ کرتے ہیں کہ لوط نبیؑ کی بیٹیاں رات میں اپنے باپ کو مست کر کے ان کے ساتھ ہمبستری کرتی ہیں اور حاملہ ہوتی ہیں۔ اس داستان کو توریت میں یوں پڑھتے ہیں: لوطؑ کی بیٹیاں اپنے باپ سے حاملہ ہوگئیں ان کی بڑی بیٹی نے ایک بیٹے کو جنم دیا جس کا نام ''موآب'' رکھا کہ جس سے قبیلۂ ماآبی کی نسل چلی ہے، چھوٹی بیٹی نے بھی ایک بیٹے کو جنم دیا جس کا نام ''بنی عمی'' رکھا جس سے بنی عمون کی نسل آج تک باقی ہے!!

جب ہم اس مطالعہ کے دوران اس کے تکوینی سفر کے تینتیسویں باب پر پہنچتے ہیں تو پڑھتے ہیں یعقوب پیغمبرؑ ابتدائے شب سے صبح تک ایک قوی پہلوان سے کشتی لڑتے رہے سرانجام ان کا حریف

انہیں اسرائیل کا لقب دیتا ہے یہ داستان توریت میں یوں آئی ہے:

یعقوب کا حریف جب دیکھتا ہے کہ وہ یعقوب کو مغلوب نہیں کر سکتا تو یعقوبؑ کی ران پر ہاتھ مار کر زور سے دبا تا ہے اور کہتا ہے: مجھے چھوڑ دو، پو پھٹنے کو ہے؟! یعقوبؑ جواب میں کہتے ہیں:

جب تک مجھے مبارکباد نہ دو گے تمہیں نہیں چھوڑوں گا وہ پوچھتا ہے: تمہارا نام کیا ہے؟ وہ جواب دیتے ہیں: یعقوبؑ

حریف کہتا ہے:

آج کے بعد تمہارا نام یعقوبؑ نہیں بلکہ اسرائیل ہے کیونکہ تم نے خدا اور انسان سے جنگ کی ہے اور انھیں مغلوب کیا ہے۔

یعقوبؑ نے اس جگہ کا نام "فینیسیل" رکھا اور کہتے تھے: میں نے یہاں خدا کو آمنے سامنے دیکھا ہے اور میری روح نے نجات پائی ہے!

ہم توریت کا مطالعہ جاری رکھتے ہوئے اس کے سفر خروج کے بتیسویں باب میں یوں پڑھتے ہیں:

جب قوم نے دیکھا کہ موسیٰؑ نے اس پہاڑ سے نیچے اترنے میں تاخیر کی تو ہارون کے ہاں جمع ہوئے اور ان سے کہا کہ اٹھو اور ہمارے لئے ایک ایسا خدا بناؤ جو ہمارے سامنے راہ چلے۔ کیونکہ وہ موسیٰؑ، جو ہمیں سرزمین مصر سے باہر لائے نہیں معلوم ان پر کیا گزری ہے۔ ہارونؑ نے ان سے کہا: سونے کے گوشوارے جو تمہاری عورتوں،

بیٹوں اور بیٹیوں کے کانوں میں ہیں، انہیں نکال کر میرے پاس لاؤ۔ لہذا امت کا ر ہر فرد کانوں سے گوشوارے اتار کر ہارونؑ کے پاس لے آیا۔ ہارونؑ نے ان گوشواروں سے لے کر ایک گوسالہ کا مجسمہ بنادیا۔ اس کے بعد لوگوں نے کہا: اے بنی اسرائیل یہ تمہارے خدا ہیں جنہوں نے تمہیں سرزمین مصر سے باہر نکالا۔ ہارونؑ نے جب یہ دیکھا تو ان کے سامنے ایک ذبح خانہ تعمیر کیا اور بلند آواز میں کہا: کل خدا کی عید ہے۔

لیکن قرآن مجید گوسالہ بنانے' قوم کو گمراہ کرنے کی نسبت سامری کی طرف دے کر کہتا ہے کہ ہارونؑ نے انھیں ایسے کام کے انجام دینے سے منع کیا تھا لیکن انہوں نے ان کی بات نہ مانی۔ اس سلسلے میں ہم کلام اللہ میں یوں پڑھتے ہیں:

﴿فَكَذٰلِكَ اَلْقَى السَّامِرِيُّ فَاَخْرَجَ لَهُمْ عِجلاً جَسَداً لَهُ خُوَار فَقَالُوا هٰذَا اِلٰهُكُمْ وَ اِلٰهُ مُوسٰى ... وَلَقَدْ قَالَ لَهُمْ هَارُونُ مِنْ قَبْلُ يَا قَوْمِ اِنَّمَا فُتِنْتُمْ بِهِ وَ اِنَّ رَ بَّكُمْ الرَّحْمٰنُ فَاتَّبِعُونِي وَ اَطِيعُوا اَمْرِيْ قَالُوا لَنْ نَبْرَحَ عَلَيهِ عَاكِفِينَ حَتّٰى يَرْجِعَ اِلَيْنَا مُوسىٰ﴾[1]

پھر سامری نے ان کیلئے ایک گائے کے بچے کا مجسمہ بنایا جس میں آواز بھی تھی تو لوگوں نے کہا: یہی تمہارا اور موسیٰ کا خدا ہے....

ہارون نے تو ان لوگوں سے پہلے ہی کہہ دیا تھا کہ اے قوم اس کے ذریعہ تمہارا امتحان لیا گیا

۱۔ طٰہٰ/۸۷۔۹۱

ہے اور بیشک تمہارا رب رحمان ہی ہے لہذا میرا اتباع اور میرے امر کی اطاعت کرو۔

ان لوگوں نے کہا کہ ہم اس کے گرد جمع رہیں گے یہاں تک کہ موسیٰ ہمارے درمیان واپس آجائیں۔

توریت میں تحریف کے چند ثبوت:

گزشتہ مطالب میں ہم نے توریت میں دو قسم کی تحریفوں کے نمونے بیان کئے۔ ایک میں خدائے تعالیٰ سے ایک ایسی چیز کی نسبت دی گئی ہے جس سے وہ منزہ و پاک ہے۔ اور دوسری تحریف میں خدا کے پیغمبروںؑ ایسی نسبتیں دی گئی ہیں جن سے وہ منزہ و پاک ہیں۔

توریت اور انجیل میں تحریف کے سلسلے میں بہت زیادہ شواہد و ثبوت موجود ہیں ارباب نظر و تحقیق نے انہیں جمع کر کے ان پر بحث، تحقیق اور تنقید کی ہے۔ من جملہ محترم دانشور حجۃ الاسلام بلاغی ہیں جنہوں نے اپنی بحث و تحقیق کے نتیجہ کو اپنی دو کتابوں" الرحلة المدرسية" اور"الهدیٰ الی دین المصطفی" میں منعکس کیا ہے۔

انہوں نے اور دیگر محققین نے توریت و انجیل میں تحریف کے موارد کو اپنی دقیق، مفصل اور تاریخی تحقیق اور جانچ پڑتال کے ذریعہ ثابت کیا ہے۔ امریکہ کے ڈاکٹر" ہانس" نے اپنی کتاب مقدس کی قاموس میں لفظ" انجیل" میں ان کی طرف اشارہ کیا ہے اور اس سلسلے میں قابل اعتراض موارد کو برطرف کرنے کی کوشش کی ہے لیکن اس میں کامیاب نہیں ہوئے۔

اس بحث کے خاتمہ پر ہم ذیل میں سفر تثنیہ کے تینتیسویں باب کے تحریف کے تین نمونے پیش

کرتے ہیں:

ا۔ ذیل میں دیا گیا نمونہ اس نسخہ کی تصویر ہے جسے ''جناب پادری رابنسن'' نے عبرانی زبان سے فارسی میں ترجمہ کیا ہے اور یہ نسخہ لندن کے رچرڈ واٹسن پریس میں ۱۸۳۹ء میں چھپ چکا ہے۔

۲۔ ذیل میں اسی باب کی ایک اور تصویر ہے جو ۱۸۳۱ء میں لندن کے رچرڈ واٹسن پریس میں مشرقی روم کے یہودیوں کی عبادت گاہوں کیلئے ۱۶۷۱ء میں طبع شدہ ایک نسخہ سے نقل کر کے اس کی اشاعت کی گئی ہے:

۳۔ ذیل میں اسی باب کے ایک اور نسخہ کی تصویر ہے جو ۱۹۰۷ء میں بیروت کے ایک امریکی پریس میں طبع ہوا ہے۔[1]

اب ہم دیکھیں گے کہ اس کتاب توریت کے صرف اس ایک باب میں تین بار چھپائی کے دوران کیا چیزیں تحریف ہوئی ہیں۔

اس باب کے نمبر ۱ سے ۴ تک یہ بیان کیا گیا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی وفات سے پہلے تین جگہوں کا نام لیا ہے کہ جہاں خدائے تعالیٰ نے اپنا امر ظاہر کر کے اپنی شریعت نازل کی ہے۔

یہ تین جگہیں حسب ذیل ہیں:

۱۔ توریت کے اس باب کے تیسرے حصہ میں پیغمبر اسلامؐ کے اصحاب کی بات کی گئی ہے، بعید نہیں کہ یہ مطلب اس آیۂ شریفہ کا مصداق ہوں: ﴿ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللهِ وَ الَّذِينَ مَعَهُ اَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُم تَرَاهُمْ رُكَّعاً سُجَّداً يَبْتَغُونَ فَضلاً مِنَ اللهِ وَ رِضْوَاناً سِيمَاهُمْ فِي وُجُوهِهِمْ مِنْ اَثَرِ السُّجُودِ ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّورَاتِ ﴾ (فتح/۲۹)
محمد اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ ان کے ساتھ ہیں وہ کفار کیلئے سخت ترین اور آپس میں انتہائی رحم دل ہیں۔ تم انھیں دیکھو گے کہ بارہ گاہ احدیت میں سر خم کے ہوئے سجدہ ریز ہیں اور اپنے پروردگار سے فضل و کرم اور اس کی خوشنودی کے طلب گار ہیں۔ کثرت سجدہ کی بناء پر ان کے چہروں پر سجدے کے نشانات پائے جاتے ہیں یہی ان کی مثال توریت میں ہے۔

۱۔ سیناء : یہ وہ جگہ ہے جہاں پر خدائے تعالیٰ نے حضرت موسیٰ پر توریت کی شریعت نازل فرمائی جسے چوتھے حصے میں اچھی طرح بیان کیا ہے اور تاکید فرمائی ہے وہ شریعت یعقوب کی میراث ہے جو بنی اسرائیل کے نام سے معروف ہیں۔اس لحاظ سے یہ شریعت قوم بنی اسرائیل سے مخصوص ہے۔

۲۔سعیر یا ساعیر : لفظ''سعیر'' کے بارے میں کتاب قاموس مقدس میں اور لفظ ''ساعیر'' کے بارے میں حموی کے معجم البلدان میں کی گئی تشریح کے پیش نظر یہ ان سرزمینوں کا نام ہے جس کے پہاڑوں کے بیچ میں ''قدس'' واقع ہے۔

اس توصیف کے پیش نظر یہ وہی جگہ ہے جہاں ''حضرت عیسی بن مریمؑ'' پر انجیل کی شریعت نازل ہوئی ہے اور حضرت موسیٰ کے بیانات میں اس کی کوئی وضاحت نہیں کی گئی ہے۔

۳۔ کوہ فاران : جیسا کہ توریت کے سفر تکوینی کے اکیسویں باب میں آیا ہے کہ فاران ایک ایسی جگہ کا نام ہے جہاں حضرت ابراہیمؑ نے اپنی بیوی سارہؑ کی خواہش پر اپنی دوسری بیوی ہاجرؑ اور اکلوتے بیٹے اسماعیل کو چھوڑا تھا۔اس موضوع کی نمبر ۲۱ میں یوں وضاحت ہوئی ہے:

> اسماعیلؑ نے صحرائے ''فاران'' میں رہائش اختیار کی اور ان کی ماں نے ان کیلئے سرزمین مصر سے ایک شریک حیات کا انتخاب کیا۔

تمام مورخین اس بات پر متفق ہیں کہ جناب اسماعیلؑ اپنی ماں کے ساتھ مرتے دم تک وہیں رہے اور وہیں دفن ہوئے آپؑ کی قبر حجر اسماعیلؑ کے نام سے معروف ہے۔

اس لحاظ سے کوہ فاران مکہ کے پہاڑوں میں سے ایک پہاڑ ہونا چاہیئے۔جیسا کہ یاقوت حموی

نے اپنی کتاب ''معجم البلدان'' میں، ابن منظور نے ''لسان العرب'' میں، فیروز آبادی نے ''قاموس'' میں اور زبیدی نے ''تاج العروس'' میں لفظ ''فاران'' میں اس کی وضاحت کی ہے۔

کوہ فاران پر نازل ہونے والے قوانین و شریعت کی تشریح اور اس جگہ پر حکم خدا کے ظہور کی کیفیت کے بارے میں ''پادری رابنسن'' کے ترجمہ کے نمبرا میں یوں بیان ہوا ہے۔

...اور کوہ فاران سے نور افشاں ہوا اور دس ہزار مقربین کے ساتھ وارد ہوا، اس کے دائیں ہاتھ سے ایک آتشین شریعت ان لوگوں کے لئے پہنچی، بلکہ وہ تمام قبیلوں سے محبت کرتا تھا' تمام مقدسات تمہارے اختیار میں ہیں، مقربان بھی تمہاری خدمت میں ہوں گے، تمہارے حکم کی تعمیل کریں گے۔

یہی مطلب روم میں چھپے ہوئے نسخہ میں اس طرح ہے: ...فاران کی پہاڑی سے ہزاروں پاکیزہ لوگوں کے ساتھ ظاہر ہوا' اپنے دائیں ہاتھ میں شریعت لئے ہوئے تمام قوموں سے محبت کرتا ہے اور بھی پاکیزہ لوگ اس کے اختیار میں ہیں جو بھی اس سے نزدیک ہوتے ہیں اس کے حکم کو قبول کرتے ہیں۔

کوہِ فاران سے ظہور، مکہ میں موجود کوہِ فاران کے غار حرا میں خاتم الانبیاءؐ پر نزولِ قرآن مجید پر دلالت کرتا ہے اور یہی پیغمبرؐ ہیں جو دس ہزار افراد لے کر مکہ -- سرزمین فاران -- میں داخل ہوتے ہیں اور اسے فتح کرتے ہیں۔ یہ وہی ہیں جو پرچم شریعت یا ایک آتشین سنت -- جہاد و پیکار کی شریعت -- کے حامل ہیں۔ اور بالآخر یہ وہی پیغمبرؐ ہیں جو قبائل اور لوگوں کو دوست رکھنے والے ہیں،

قرآن مجید اس سلسلے میں فرماتا ہے:

﴿وَ مَا اَرْسَلْنَاکَ اِلَّا رَحْمَةً لِلْعَالَمِينَ﴾[۱]

اور ہم نے آپ کو عالمین کیلئے صرف رحمت بنا کر بھیجا ہے۔

یا یوں فرماتا ہے:

﴿وَ مَا اَرْسَلْنَاکَ اِلَّا کَافَّةً لِلنَّاسِ بَشِيراً وَ نَذِيراً﴾[۲]

اور اے پیغمبر! ہم نے آپ کو تمام لوگوں کیلئے صرف بشیر ونذیر بنا کر بھیجا ہے۔

یہ اشراق اور ظہور صرف حضرت خاتم الانبیاءؐ پر دلالت کرتا ہے اور پیغمبر اسلامؐ کے علاوہ کسی اور پیغمبرؐ پر صدق نہیں آتا ہے۔ کیونکہ:

موسیٰؑ صرف اپنے بھائی ہارونؑ اور عیسیٰؑ چند حواریوں کے ہمراہ تشریف لائے تھے۔ اس لئے یہ جملہ ''اور دس ہزار مقربان کے ساتھ وارد ہوا'' ان میں سے کسی ایک پر صدق نہیں کرتا ہے۔

اسی طرح یہ جملہ: ''اور دائیں ہاتھ سے انہیں آتشین شریعت پہنچی'' ہرگز حضرت عیسیٰؑ پر صادق نہیں آتا ہے۔

اسی طرح یہ جملہ کہ ''قبائل اور لوگوں کو دوست رکھنے والے تھے'' حضرت موسیٰ کیلئے مناسب نہیں لگتا کیونکہ ان کی شریعت قوم بنی اسرائیل کیلئے مخصوص تھی۔

لہذا ان ہی اسباب کی بناء پر تورات کے مختلف نسخے تحریف کی زد میں آ گئے ہیں۔ ہم نے

۱۔ انبیاء/۱۰۷
۲۔ سبا/۲۸

درج ذیل خاکہ میں تحریف کے ہر ایک مورد کو الگ الگ دکھایا ہے[1]

طبع	پہلا جملہ	دوسرا جملہ	تیسرا جملہ
رابینسن	اور دس ہزار مقربان کے ہمراہ تشریف لائے۔	اور اس کے دائیں ہاتھ پر اسے آتشین شریعت پہنچی۔	بلکہ قبائل کو دوست رکھتا تھا۔
رومی	اور ان کے ساتھ ہزاروں پاک لوگ ہیں۔	اور اس کے دائیں ہاتھ پر آگ کی شریعت	لوگوں کو دوست رکھنے والا
امریکی	قدس کی بلندی سے آئے۔	اور دائیں ہاتھ سے ان کیلئے ایک شریعت کی آگ	لہذا لوگوں کو دوست رکھتا ہے۔

ا۔ قابل توجہ بات ہے کہ پہلا جملہ ''اور دس ہزار مقربان کے ہمراہ تشریف لائے'' دوسرے جملہ ''اور ان کے ساتھ ہزاروں پاک لوگ ہیں'' میں تحریف ہوئی ہے۔ آخر میں یہ جملہ حذف ہو کر اس جملہ میں تحریف ہوا ہے کہ ''قدس کی بلندی سے آئے'' تا کہ حضرت عیسیٰ بن مریم کے ظہور پر دلالت کرے!!

دوسرے جملہ ''آتشین شریعت'' میں تحریف کر کے ''آگ کی شریعت'' اور پھر اسے ''شریعت کی آگ'' میں تحریف کیا گیا ہے تا کہ اسلام کے جہاد و پیکار والی شریعت پر دلالت نہ کرے اور اس طرح حضرت خاتم الانبیاءؐ کی شریعت کا مصداق نہ بن جائے۔

تیسرے جملہ میں ''بلکہ قبائل کو دوست رکھتا ہے'' بصورت جمع ہے اسے جملہ ''لوگوں میں'' اور پھر ''لوگوں کو دوست رکھتا ہے'' میں تحریف کی گئی ہے تا کہ پیغمبر اسلام پر دلالت نہ کرے بلکہ دوسروں پر صادق آئے۔

قرآن مجید ایک لافانی معجزہ:

ہم نے توریت کے ایک حصہ میں ۱۸۳۱ء میں واقع ہوئی تحریف کے طرز و طریقہ کو نمونہ کے طور پر بیان کیا۔

لیکن قرآن مجید کے بارے میں خدائے تعالیٰ نے خبر دی ہے کہ وہ ہر قسم کے دخل و تصرف اور تحریف سے خدا کی پناہ میں ہوگا۔ اس سلسلے میں فرماتا ہے:

﴿وَ اِنَّهُ لَكِتَابٌ عَزِيزٌ لَا يَاتِيهِ البَاطِلُ مِنْ بَيْنِ يَدَيهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهِ تَنْزِيلٌ مِنْ حَكِيمٍ حَمِيدٍ﴾[1]

اور یہ ایک عالی مرتبہ کتاب ہے، جس کے قریب، سامنے یا پیچھے کسی طرف سے باطل آ بھی نہیں سکتا ہے کہ یہ خدائے حکیم وحمید کی نازل کی ہوئی کتاب ہے۔

اور خدائے تعالیٰ نے خبر دی ہے کہ وہ خود اس کا محافظ اور بچانے والا ہوگا، جیسے کہ فرماتا ہے:

﴿اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَ اِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ﴾[2]

ہم نے ہی اس قرآن کو نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔

حتی رسول خداؐ بھی اپنی بات کو خدا کے کلام کے برابر قرار نہیں دے سکتے، جیسا کہ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے:

۱۔ فصلت/۴۱۔۴۲۔

۲۔ حجر/۹۔

﴿تَنْزِيلٌ مِنْ رَبِّ العَالَمِينَ وَ لَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْاَقَاوِيلِ لَاَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِينِ ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِينَ فَمَا مِنْكُمْ مِنْ اَحَدٍ عَنْهُ حَاجِزِينَ﴾[1]

یہ (قرآن) رب العالمین کا نازل کردہ ہے، اگر یہ پیغمبر ہماری طرف سے کوئی بات گڑھ لیتا تو ہم اس کے ہاتھ کو پکڑ لیتے اور پھر اس کی گردن اڑا دیتے پھر تم میں سے کوئی مجھے روکنے والا نہ ہوتا۔

یا یہ کہ اگر خدائے تعالیٰ قرآن مجید کو اپنے پیغمبرؐ سے چھین لیتا، تو رسول خداؐ کچھ نہیں کر سکتے:

﴿وَلَئِنْ شِئْنَا لَنَذْهَبَنَّ بِالَّذِی اَوْحَيْنَا اِلَيکَ ثُمَّ لَا تَجِدُ لکَ بِهِ عَلَيْنَا وَكِيلاً﴾[2]

اور اگر ہم چاہیں تو جو کچھ آپ کو وحی کے ذریعہ دیا گیا ہے اسے اٹھا لیں اور اس کے بعد ہمارے مقابلہ میں کوئی ساز گار اور ذمہ دار نہ ملے۔

اس کے علاوہ خدائے تعالیٰ نے خبر دی ہے کہ اگر جن و انسان باہم متفق ہو کر قرآن کے مانند کسی کتاب کو فراہم کرنے کی کوشش کریں گے تو بھی وہ ہرگز اس میں کامیاب نہیں ہوں گے:

﴿قُلْ لَئِنْ اجْتَمَعَتِ الاِنْسُ وَ الْجِنُّ عَلٰی اَنْ يَاْتُوا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرآنِ لَا يَاْتُونَ بِمِثْلِهِ وَ لَو کَانَ بَعْضُهُم لِبَعْضٍ ظَهِيراً﴾

آپ کہہ دیجئے کہ اگر انسان اور جنّات سب اس بات پر متفق ہو جائیں کہ اس قرآن کا مثل لے آئیں تو بھی نہیں لا سکتے، چاہے سب ایک دوسرے کے مددگار اور پشت

۱۔ الحاقۃ/۴۳۔۴۷

۲۔ اسراء/۸۶

۳۔ الاسراء/۸۸

پناہ ہی کیوں نہ ہو جائیں۔

قرآن مجید کے مثل کسی کتاب کو لانے کے بارے میں انسان و جنات کی مجموعی قدرت اور توانائی سے نفی کرتے ہوئے فرماتا ہے:

﴿وَ اِنْ كُنْتُمْ فِي رَيْبٍ مِمَّا نَزَّلْنَا عَلَى عَبْدِنَا فَأْتُوا بِسُورَةٍ مِنْ مِثْلِهِ وَ ادْعُوْا شُهَدائَكُمْ مِنْ دُونِ اللهِ اِنْ كُنْتُم صَادِقِينَ فَاِنْ لَمْ تَفْعَلُوا وَ لَنْ تَفْعَلُوا فَاتَّقُو النَّارَ الَّتِي وَ قُودُهَا النَّاسُ وَ الحِجَارَةُ اُعِدَّت لِلْكَافِرِينَ﴾[1]

اگر تمہیں اس میں کوئی شک ہے، جسے ہم نے اپنے بندے پر نازل کیا ہے تو اس کے جیسا ایک ہی سورہ لے آؤ اور اللہ کے علاوہ جتنے تمہارے مددگار ہیں سب کو بلا لو۔ اگر تم اپنے دعوے اور خیال میں سچے ہو۔ اور اگر تم ایسا نہ کر سکے اور یقیناً نہ کر سکو گے تو اس آگ سے ڈرو، جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہیں اور جسے کافروں کیلئے مہیا کیا گیا ہے۔

اور دوسرے مقام پر فرماتا ہے

﴿اَمْ يَقُولُون افْتَرَاهُ قُلْ فَأْتُوا بِعَشْرِ سُورٍ مِثْلِه مُفتَرَيَاتٍ وَ ادْعُوا مَنِ اسْتَطَعْتُمْ مِنْ دُونِ اللهِ اِنْ كنتُمْ صَادِقِينَ فَاِلَّمْ يَسْتَجِيبُوا لَكُمْ فَاعْلَمُوا اَنَّمَا اُنْزِلَ بِعِلْمِ اللهِ ...﴾[2]

۱۔ بقرہ/۲۳۔۲۴

۲۔ ہود/۱۳۔۱۴

کیا یہ لوگ کہتے ہیں کہ یہ قرآن بندے نے گڑھ لیا ہے تو کہہ دیجئے کہ اس کے جیسے دس سورے گڑھ کر تم بھی لے آؤ اور اللہ کے علاوہ جس کو چاہو اپنی مدد کیلئے بلا لو اگر تم لوگ اپنی بات میں سچے ہو۔ پھر اگر یہ آپ کی بات قبول نہ کریں تو سمجھ لو کہ جو کچھ نازل کیا گیا ہے سب خدا کے علم سے ہے...

اور مزید فرماتا ہے:

﴿وَمَا كَانَ هٰذَا الْقُرآنُ اَنْ يُفْتَرىٰ مِنْ دُوْنِ اللهِ وَ لٰكِنْ تَصْدِيقَ الَّذِى بَيْنَ يَدَيْهِ وَ تَفصِيلَ الْكِتَابِ لاَ رَيْبَ فِيهِ مِنْ رَبِّ الْعَالَمِينَ ، اَمْ يَقُولُونَ افْتَرَاهُ قُلْ فَأْتُوا بِسُورَةٍ مِثْلِهِ وَادْعُو مَنِ اسْتَطَعْتُمْ مِنْ دُونِ اللهِ اِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ﴾

اور یہ قرآن کسی غیر خدا کی طرف سے افتراء نہیں ہے بلکہ اپنے ماسبق کی کتابوں کی تصدیق اور تفصیل ہے جس میں کسی شک کی گنجائش نہیں ہے یہ رب العالمین کا نازل کردہ ہے۔

کیا یہ لوگ کہتے ہیں کہ اسے پیغمبرؐ نے گڑھ لیا ہے تو کہہ دیجئے کہ تم اس کے جیسا ایک ہی سورہ لے آؤ اور خدا کے علاوہ جسے چاہو اپنی مدد کیلئے بلا لو، اگر تم لوگ سچے ہو۔

ا۔ یونس ۳۷-۳۸

قرآن مجید میں تحریف کی ایک ناکام کوشش

جو کچھ ہم نے یہاں تک بیان کیا وہ قرآن مجید کی شان میں خدا کا کلام تھا جو دقیق علمی بحث و تمحیص کے ذریعہ مذکورہ تمام مطلب کی تائید و تصدیق کرتا ہے، اس کے تکرار کی گنجائش نہیں ہے[1]

لیکن حیرت کی بات ہے کہ بعض روایات اس کے برخلاف کہتی ہیں ذیل میں ان کے چند نمونے پیش کئے جاتے ہیں:

۱۔ بخاری اور مسلم کی ''صحیح''، ابوداؤد کی ترمذی اور ابن ماجہ کی ''سنن'' اور مالک کی ''مؤطاء'' میں یہ روایت نقل ہوئی ہے جسے ہم ذیل میں ''صحیح بخاری'' سے بعینہ نقل کرتے ہیں:

خلیفہ دوم عمر بن خطابؓ سے روایت ہے: کہ

خدائے تعالیٰ نے محمدؐ کو مبعوث فرمایا اور قرآن کو آپؐ پر نازل فرمایا۔ جس کی آیات میں آیۂ ''رجم'' بھی موجود تھی کہ ہم نے اس آیت کو پڑھا اور سمجھا و درک کیا ہے۔ رسول خداؐ اور آپؐ کے بعد ہم نے اسی آیت سے استدلال کرکے ''رجم'' یعنی ''سنگسار'' انجام دیا ہے۔ اب مجھے اس بارے میں ڈر ہے کہ زمانہ گزرنے پر کوئی یہ کہے کہ: خدا کی قسم میں نے آیۂ ''رجم'' کو کتابِ خدا میں نہیں دیکھا ہے! اور لوگ اس واجب الٰہی کو ترک کرکے گمراہ ہو جائیں جبکہ قرآن مجید کی رو سے زنائے محصنہ میں رجم کی سزا واجب ہے۔[2]

۱۔ مقدمہ تفسیر الاء الرحمٰن اور مقدمہ تفسیر البیان''۔

۲۔ عن الخليفة عمر بن الخطاب قال: إنّ الله بعث محمداً (ص) و أنزل عليه الكتاب فكان مما انزل الله آية الرجم فقرأناها و وعينا ها، و رجم رسول الله (ص) و رجمنا بعده فاخشیٰ أن طال بالناس زمان ان يقول قائل: و الله ما نجد آية الرجم فی كتاب الله فيضلوا بترک فريضة انزلها الله و الرجم فی كتاب الله حق على من زنی اذا حصن...

اس روایت کے آخر میں عمرؓ کی خیالی آیہ ''رجم'' کے سلسلے میں ابن ماجہ نے اس طرح لکھا ہے: ہم آیہ رجم کو یوں پڑھتے تھے۔

الشیخ و الشیخة اذا زنیا فارجموھما البتة

جب ایک مرد اور عورت زنا کے مرتکب ہو جائیں تو انہیں سنگسار کرو۔

یہی مطلب مالک کی ''موطا'' میں یوں آیا ہے: ہم اس آیت کو اس طرح پڑھتے تھے:

الشیخُ و الشیخَۃُ فَارْجِمُو ھُمَا اَلْبَتّۃ[1]

پھر اسی حدیث میں ''صحیح'' بخاری اور ''مسند'' احمد میں خلیفہ دوم سے منقول ہے کہ: ہم اس آیت کو کتاب خدا میں پڑھتے تھے:

اَلّا تَرْغَبُوا عَنْ آبائِکُمْ فَاِنَّہ کفر بِکُمْ اَنْ تَرْغَبُوا عَنْ آبائِکُمْ

اپنے باپ سے منہ نہ موڑنا اگر ایسا کرو گے تو کفر کے مرتکب ہو گے۔

۲۔ مسلم کی ''صحیح''، ابوداؤد، نسائی اور دارمی کی ''سنن'' اور مالک کی ''موطا'' میں ام المؤمنین عائشہؓ سے ایک روایت نقل کی گئی ہے، ہم یہاں پر ''صحیح مسلم'' میں نقل ہوئی اس حدیث کی عین عبارت نقل کرتے ہیں:

ام المؤمنین عائشہ سے منقول ہے کہ:

قرآن میں نازل ہونے والی آیتوں کے ضمن میں ''باعلم دس مرتبہ دودھ پلانے کی آیت'' بھی

۱۔ ابی بن کعب سے نقل کر کے تقریباً اسی مضمون کی حدیث ''مسند'' احمد (۱۳۲/۵) اور زید بن ثابت انصاری سے ''مسند'' احمد (۱۸۳/۵) میں آئی ہے۔

نازل ہوئی تھی اور پیغمبر خداؐ کے زمانے میں اس آیت کو قرآن مجید میں پڑھا جاتا تھا۔

''سنن'' ابی ماجہ میں حدیث عائشہؓ یوں نقل ہوئی ہے:

عائشہؓ نے کہا کہ آیۂ ''رجم'' اور ''بالغون کو دس مرتبہ دودھ پلانے'' کی آیت ___ محرم بنانے کیلئے ___ کاغذ کے ایک ٹکڑے پر لکھی ہوئی تھی اور میں نے اسے اپنے سونے کے تخت کے نیچے چھپا رکھا تھا۔ جب رسول خداؐ نے رحلت فرمائی، ہم آپؐ کی تجہیز و تکفین میں لگ گئے اور دیگر امور سے غفلت کی، ایک مرغی کمرے میں داخل ہوئی اور اس کاغذ کو کھا گئی!![1]

۳۔ ''صحیح'' مسلم میں آیا ہے کہ ابوموسیٰ اشعری نے بصرہ کے قاریوں کیلئے جن کی تعداد تین سو تھی ایک پیغام بھیجا کہ ہم قرآن مجید میں ایک سورہ پڑھتے تھے جسے بلندی اور پائیداری کے لحاظ سے سورۂ برائت کے شبیہ جانتے تھے اور میں نے اسے فراموش کردیا۔ اس میں سے صرف یہ حصہ یاد ہے کہ ارشاد ہوتا ہے:

اگر فرزند آدم کے پاس دو بیابانوں کے برابر مال و دولت ہوجائے تو وہ تیسرے بیاباں کی بھی آرزو کرے گا۔ فرزند آدمؑ کا پیٹ مٹی کے علاوہ کسی اور چیز سے نہیں بھر سکتا[2]

ابوموسی اپنی بات کو جاری رکھتے ہوئے کہتا ہے:

۱۔ نزلت آیة الرجم و رضاعة الکبیر عشراًلقد کان فی صحیفة تحت سریری ، فلما مات رسول الله تشاغلنا بموته فدخل داجن فاکلها !!

۲۔لو کان لابن آدم وادیان من مالٍ لا بتغیٰ وادیا ثالثا و لا یملاء جو ف ابن اٰدم الا التراب !

قرآن مجید میں ایک ایسا سورہ بھی تھا جو تسبیحات کی شبیہ تھا میں نے اسے بھی فراموش کرڈالا۔صرف اس کا یہ حصہ یاد ہے کہ ارشاد ہوتا ہے:

اے ایمان لانے والو! تم جس چیز کو انجام نہیں دیتے اسے زبان پر کیوں لاتے ہو؟ تا کہ تمہاری گردن پر گواہی لکھ جائے اور قیامت کے دن تم سے پوچھ تاچھ کی جائے؟!

ایسی بناوٹی اور جھوٹی احادیث[۱] اگر کسی مطلب پر دلالت کرسکتی ہیں تو وہ مطلب یہ ہوگا کہ حدیث نبوی کے مطابق اس امت میں بھی ایسے افراد ہیں جو گزشتہ امتوں کے مانند آسمانی کتاب میں تحریف کرنے پراتر آئیں گے۔اس سلسلے میں آنحضرتؐ فرماتے ہیں:

تم لوگ اپنے اسلاف کی روش پر تیر کے پروں اور جوتوں کے جوڑے کے مانند چلو گے۔اس حد تک کہ اگر وہ کسی چھپکلی کے بل میں گھس گئے ہوں گے تو تم لوگ بھی اس میں گھس جاؤ گے۔

لیکن قرآن مجید میں تحریف کے بارے میں ان خود غرضوں کی تمام کوششیں ناکامی اور رسوائی سے دوچار ہوئیں۔جیسا کہ خداوند فرماتا ہے: ''قرآن کے قریب، سامنے یا پیچھے کی طرف سے باطل آ بھی نہیں سکتا ہے'' اور خدائے تعالیٰ اپنی کتاب کو ایسے بیہودہ مطالب کی آلودگیوں سے بچالے گا جن سے عربوں کا ذوق سلیم بھی نفرت کا اظہار کرتا ہے۔ جیسا کہ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے: ''ہم

۱۔معتبر اور گراں قدر کتابوں کے ایک حصہ میں ان ہی روایات کا وجود ہمیں اپنے معین کردہ ارادہ میں مصمم تر کرتا ہے کہ حقائق تک پہنچنے اور بیہودہ مطالب اور جھوٹ کو محکم و متین مضامین سے جدا کرنے کیلئے اپنی بحث و تحقیق کو جاری رکھیں۔)

نے ہی اس قرآن کو نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں''۔

ارادۂ الٰہی کے تحت، قرآن مجید لاکھوں مسلمانوں کے ذریعہ دست بدست پھرانے اور عصر رسالتمآبؐ سے آج تک نسل بہ نسل منتقل ہونے کے باوجود ہر قسم کی تحریف اور آلودگیوں سے پاک اور محفوظ رہ کر اسی حالت میں موجود ہے جس حالت میں رسول خداؐ نے اسے تبلیغ فرمایا تھا اور انشاء اللہ اسی صورت میں آئندہ بھی محفوظ رہے گا۔

اسلامی مصادر کی تحقیق ضروری ہے:

اس کے باوجود ہم دیکھتے ہیں کہ اس قسم کے بیہودہ اور توہمات پر مشتمل مطالب اگر چہ قرآن مجید میں نفوذ نہیں کر سکے ہیں لیکن بہر صورت روایات و احادیث اور گراں قدر کتابوں میں سرایت کر چکے ہیں جنہوں نے ذہنوں کو مشغول کر رکھا ہے۔

اگر چہ قرآن مجید تحریف سے محفوظ رہا ہے لیکن سنت کسی صورت میں تحریف اور دخل و تصرف سے محفوظ نہیں رہی ہے۔ اس سلسلے میں دشمنان اسلام، من جملہ یہود، نصاریٰ، زندیقی اور دیگر منافقین' اسلام کا لبادہ اوڑھ کے مسلمانوں کے اندر گھس کر مختلف صورتوں میں اور وسیع پیانے پر رسولؐ خدا کی احادیث، آپؐ کی سیرت، اصحاب کی سیرت، تاریخ اسلام، احادیث اور تفسیر قرآن میں ہر قسم کی تحریف اور دخل و تصرف کرنے میں کامیاب ہوئے ہیں !! یہاں تک کہ شاید ہمیں گزشتہ امتوں میں کوئی ایسی امت نہیں مل سکے گی جس نے اپنے پیغمبر کیلئے ایک سو پچاس اصحاب جعل کئے ہوں اور انھیں حقیقی و مسلم صحابیوں کے عنوان سے اپنے ہم عقیدوں کے سامنے پیش کیا ہو! جس چیز کو اس کتاب

میں مدنظر رکھا گیا ہے، وہ یہ ہے کہ اسلامی مصادر کی حتی الامکان تحقیق و جستجو کر کے پیغمبر اسلامؐ کیلئے جعل کئے گئے اس قسم کے اصحاب کو پہچنوایا جائے۔ انشاء اللہ اس کام کو انجام دیا جائے گا۔

لیکن مسلمانوں کی بڑی اکثریت یہ اعتقاد رکھتی ہے کہ جو کچھ انھیں اپنے اسلاف سے ملا ہے وہ سب کا سب صحیح ہے اور اسے ہر قسم کی آلودگی اور دخل و تصرف سے پاک و منزہ جانتے ہیں۔ چنانچہ بحث و تحقیق کے ضمن میں اگر تاریخ طبری میں کسی صحابی کی خبر یا سیرۂ ابن ہشام میں پیغمبر اسلامؐ سے مربوط کسی خبر یا آنحضرتؐ سے مربوط کسی بھی حدیث کو اپنی مورد اعتماد و احترام کتابوں میں یا اس قسم کے دوسرے مصادر میں پاتے ہیں تو چوں و چرا کے بغیر اطمینان کامل کے ساتھ اس مطلب کو آنکھیں بند کر کے قبول کر لیتے ہیں۔ اور اس کے صحیح یا غلط ہونے کے بارے میں بحث و تحقیق کرنے کی ہرگز اپنے آپ کو تکلیف نہیں دیتے۔ بلکہ اس کے برعکس ان کے علماء اور دانشور بھی، مذکورہ مصادر کے مؤلفین نے جو کچھ اپنے فہم، ذوق اور سلیقہ کے مطابق لکھا ہے، اسے آنکھیں بند کر کے قبول کرتے ہیں۔

ہم کتاب ''عبداللہ بن سبا'' کے مختلف حصوں کی تحقیق و جستجو کے دوران پیروان مکتبِ خلفاء کے مطمئن ترین منبع یعنی ''تاریخ طبری'' میں چند بڑی تحریفات سے دوچار ہوئے جو اصحاب سے مخصوص ہیں۔ یہ تحریفات، تاریخی حقائق کو الٹ پلٹ کر دینے کا سبب بنی ہیں اور انھیں اپنے اصلی راستے سے منحرف کر کے رکھ دیا ہے۔

اگر ایک محقق، انکے نزدیک سیرت میں مطمئن ترین کتاب ''سیرہ ابن ہشام'' یا انکی انتہائی

مورد اعتماد حدیث کی کسی بھی کتاب کی تحقیق کرے تو ان میں حیرت انگیز حد تک جھوٹ اور تحریف کا سامنا کرے گا۔

گزشتہ بحث کے پیش نظر ہم اس قسم کی سیرت، حدیث و تاریخ کی کتابوں کے بارے میں درج ذیل تین راہوں میں سے کسی ایک کو انتخاب کرنے پر ناگزیر ہیں:

۱۔ صرف قرآن مجید پر اکتفا کریں اور اپنے اسلام کو اسی میں تلاش کریں لیکن جیسا کہ ہم نے پہلے بیان کیا ہے کہ اس قسم کے اقدام کا نتیجہ ترکِ اسلام ہے جو قرآن کو ترک کرنے کے برابر ہے۔

۲۔ انہیں کتابوں کو، کہ جن پر اکثر مسلمانوں کو اطمینان ہے اور ان میں درج مطالب کے صحیح ہونے پر ایمان رکھتے ہیں تسلیم کر لیں اور جو کچھ ان میں درج ہے اسے بلا چوں و چرا قبول کر لیں اور کسی بحث و تحقیق کے بغیر ان کی روایتوں کے مضامین، راویوں کے سلسلہ، ان کا تاریخ و سیرت کی دوسری کتابوں میں موجود مطالب سے موازنہ وغیرہ سے چشم پوشی کر کے سب کچھ قبول کر لیں۔

ہماری اس بحث و تحقیق کے پیش نظر نتیجہ یہ نکلے گا کہ ہم صحیح کے بجائے تحریف اور حق کے بجائے باطل کو قبول کر لیں اور اس طرح وہی پہلا نتیجہ حاصل ہوگا۔

۳۔ یہ کہ حدیث، سیرت اور تاریخ کی تمام کتابوں کا مطالعہ کر کے ان پر بحث، تحقیق، تنقید اور جانچ پڑتال کر کے ان سند، متن اور مضمون کے لحاظ سے موازنہ کریں اور علمی بنیادوں پر حاصل شدہ تحقیق کے نتیجہ کو قبول کریں۔

قرآن مجید کے علاوہ تمام اسلامی مصادر کے بارے میں ہم مجبور ہیں کہ مذکورہ تین راہوں میں سے کسی ایک کا انتخاب کریں۔ لیکن ہم نے دیکھا کہ پہلے دو راستے اسلام اور قرآن سے منہ موڑنے

کے مترادف ہیں، پس جب صحیح اسلام اور اس کے سچے قوانین کی پیروی کے خواہاں ہیں تو ہم ناگزیر ہیں کہ اسی تیسرے طریقے یعنی بحث و تحقیق اور تنقید جو صحیح اور علمی ہے اس کا انتخاب کرنے کو ہی قبول کریں۔

اس انتخاب میں ضروری ہے کہ اصحاب کی سیرت پر بحث و تحقیق کو دوسرے امور پر مقدم قرار دیں، ہم نے بھی اسی بحث کو دوسری بحثوں پر مقدم قرار دیا ہے۔

کیونکہ صحابہ ہمارے اور حدیث کے درمیان رابطے کی کڑی ہیں۔ ہم نے اس سلسلے میں دیکھا کہ سیرت سے مربوط بعض روایات بعض ایسے اصحاب سے روایت کی گئی ہیں کہ خدائے تعالیٰ نے ابھی انھیں پیدا ہی نہیں کیا ہے!

اس طرح ہمیں چاہئے کہ اس بحث و تحقیق میں تنقید، تحقیق اور جانچ پڑتال کرتے وقت انتہائی اہم کتابوں کو اہم پر اہم کو غیر اہم کتابوں پر مقدم قرار دیں۔ یا سادہ الفاظ میں امکان کی حد تک اپنی بحث و تحقیق میں انتہائی مشہور کتابوں کو دوسرے درجہ کی مشہور کتابوں اور دوسرے درجے کی کتابوں کو غیر مشہور کتابوں پر مقدم قرار دیں۔

اب میں نے انتہائی انکساری کے ساتھ فیصلہ کیا ہے کہ اس بحث و تحقیق کے سلسلہ کو اسی پروگرام کے تحت جاری رکھوں اور اگر خدائے تعالیٰ نے اس پروگرام میں میری مدد فرمائی تو اس کا شکر گزار رہوں گا ورنہ اسلام کے علماء اور محققین کی ذمہ داری ہے کہ پیغمبر خداؐ کی سنت کو آلودگیوں اور تحریفات سے پاک کرنے کیلئے قدم اٹھائیں۔

خلاصہ

چونکہ تمام اسلام قرآن وسنت میں ہے، لہذا صحیح اسلام کو درک کرنے کیلئے ضروری ہے کہ ان دونوں کی طرف رجوع کیا جائے کوئی شخص قرآن کو سنت سے جدا نہیں کرتا مگر وہ شخص کہ جو اپنی خواہش و مرضی کے مطابق عمل کرنا چاہتا ہے اور قرآن مجید کی اپنی نفسانی خواہشات کے مطابق تأویل وتفسیر کرنا چاہتا ہے۔ خدائے تعالی اور پیغمبر خداؐ نے حکم دیا ہے کہ قرآن وسنت کی طرف ایک ساتھ رجوع کیا جائے۔ لیکن جب ہم اسلام کو حاصل کرنے کیلئے سنّت کی طرف رجوع کرتے ہیں تو دیکھتے ہیں کہ یہ سنت مختلف صورتوں میں تحریف کا شکار ہوئی ہے۔ اس تحریف اور دخل وتصرف میں امت اسلامیہ مو بمو گزشتہ امتوں کے نقش قدم پر چلی ہے۔

خدائے تعالی نے گزشتہ امتوں کی تحریف کے بارے میں اور پیغمبر خداؐ نے اس امت کے گزشتہ امتوں کے تمام امور میں پیروی کرنے کی خبر دی ہے۔ یہی امر دسیوں ہزار بناوٹی اور تحریف شدہ روایتوں، سیرت، تاریخ اسلام، عقائد اسلامی، تفسیر قرآن میں اور ایسے ہی دوسرے امور میں شامل ہو کر صحیح اسلام کے نظروں سے اوجھل ہو جانے اور حقیقت تک رسائی کے بہت مشکل ہو جانے کا سبب بنا ہے۔ اس کے علاوہ یہی تحریفات اور دخل وتصرف مسلمانوں کی یکجہتی، اتحاد و اتفاق کو پارہ پارہ کر کے انھیں مختلف ٹولیوں اور گروہوں میں تقسیم کرنے کا سبب بنے ہیں۔

اس لحاظ سے اگر ہم صحیح اسلام کو سمجھنا چاہیں تو ہمیں اس قسم کی بحث وتحقیق کی سخت ضرورت ہے اور اس ضرورت کا اسلام کے احکام پر عمل کرتے وقت شدت سے احساس کرتے ہیں۔

اس کے علاوہ اگر مسلمانوں کے اموراوران کا اتحاد ہمارے پیش نظر ہے تو ہم اس قسم کی بحث و تحقیق کے سخت محتاج ہوں گے، کیونکہ آج کل مسلمانوں کے درمیان اختلاف وافتراق کا سرچشمہ اسلام کے تمام امور میں ہزاروں کی تعداد میں ضد ونقیض احادیث کے وجود کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔

اسی طرح اس قسم کی تحقیقات و بحث ومباحثہ کے بغیر پیغمبر اسلامؐ کے لائے ہوئے اصلی اسلام کو سمجھنا، اس کے احکام پر عمل کرنا اور مسلمانوں کا اتحادو اتفاق بھی ممکن نہیں ہے۔

لہذا گزشتہ بحث کے تناظر میں لازم بن جاتا ہے کہ ہم اس بحث وتحقیق کے کام کو جاری رکھیں تاکہ صحیح کو غلط سے جدا کرکے پہچان سکیں، اس مشکل، سنجیدہ اور زبردست کام کیلئے دانشوروں کی ایک جماعت کو قدم اٹھانا چاہئے۔ پھر یہ امت اسلامیہ کا فرض بنتا ہے کہ ان کی بحث وتحقیق کے نتیجہ پر راضی ہوکر اسے خدا کی راہ میں اور اس کی خوشنودی کیلئے قبول کریں۔

لیکن یہ کہنا کہ "چپ رہو" __ اس خدا کی قسم جس نے زمین وآسمان کو خلق کیا ہے اور پیغمبرؐ کو حق پر مبعوث فرمایا ہے __ علم ودانش کے خلاف ناپاک ترین جملہ ہے اور دین کیلئے سب سے بڑا نقصان ہے۔ یہ بات جس کے منہ سے بھی نکلے شیطان کا کلام اور اس کا وسوسہ ہے۔ میں اس قسم کے بیہودہ گو افراد کے بارے میں اس کے سوا کچھ نہیں کہہ سکتا:

﴿رَبّ اَهْدِ قَوْمِی اِنَّهُمْ لَا یَعلَمُونَ﴾

وہ جو چاہیں کہیں، لیکن میں خدا کو شاہد وگواہ قرار دیکر کہتا ہوں کہ میں نے صرف اسلام اور اس کی پہچان کیلئے ان مباحث وتحقیقات کے سلسلہ کی اشاعت کا قدم اٹھایا ہے اور خاص کر رسول خداؐ کے

ان اصحاب کو پہچنوانے کیلئے جنھیں آپ ؐ کی مصاحبت اور ادراک کا شرف حاصل ہوا ہے اور انہی حقیقی اصحاب کو جعلی اصحاب سے جدا کرنے کیلئے میں نے ''۱۵۰ جعلی اصحاب'' نامی اپنی کتاب شائع کی ہے۔

اب ہم کتاب کے اس حصہ میں سیف کے پچپیں دیگر جعلی ''اصحاب، حدیث کے راوی، جنگی سپہ سالار، شعراء، اور رجز خوانوں'' کے بارے میں بحث و تحقیق شروع کرتے ہیں اور خدائے تعالیٰ سے اس کام میں کامیابی کی دعا کرتے ہیں۔

پہلے حصہ کے

مصادر وماآخذ

حسان بن ثابت انصاری کی حدیث:

ا۔ کتاب "سنن" دارمی (۱/۱۴۵) باب "السنۃ قاضیہ علی کتاب اللہ" کا مقدمہ۔

مقدام کی حدیث:

ا۔ "سنن" ابوداؤد (۲/۲۵۵)

۲۔ "سنن" ترمذی باب "ما نھی عنہ ان یقال عند حدیث النبی" (۱۰/۱۳۲)

۳۔ "سنن" ابن ماجہ باب "تعظیم حدیث رسول اللہ" (۱/۶)

۴۔ "سنن" دارمی، باب "السنۃ قاضیۃ علی کتاب اللہ" کا مقدمہ (۱/۴۰)

۵۔ "مسند" احمد بن حنبل (۴/۱۳۰۔۱۳۱و۱۳۲)

عبیداللہ بن ابی رافع کی حدیث:

ا۔ "سنن" ابوداؤد، کتاب "السنۃ"، "لزوم السنۃ" (۲/۲۵۶)

۲۔ "سنن" ترمذی (۱۰/۱۳۳)

۳۔ "سنن" ابن ماجہ (۱/۶)

۴۔ "مسند" احمد بن حنبل (۶/۸)

عرباض بن ساریہ کی حدیث:

ا۔''سنن'' ابوداؤد(۶۴/۲)باب ''تعشیر اھل الذمہ'' کتاب ''خراج'' سے۔

ابوہریرہ کی حدیث:

ا۔''مسند'' احمد بن حنبل۔(۳۶۷/۲)

اس امت کے اپنے اسلاف کی تقلید کرنے کا موضوع

حضرت امام صادقؑ کی اپنے جد بزرگوار سے حدیث:

ا۔''اکمال الدین'' شیخ صدوق، ص۵۷۶ طبع حیدری تہران ۱۳۹۰ھ

۲۔''بحار الانوار'' مجلسی، شیخ صدوق سے نقل کر کے، طبع کمپانی (۲/۸)

۳۔''مجمع البیان'' مرحوم طبرسی، ''جلاء الاذہان'' گازر، تفسیر آیہ شریفہ:

﴿لَتَرْكَبُنَّ طَبَقاً عَنْ طَبَقٍ﴾

شافعیوں کے پیشوا امام شافعی کی حدیث:

ا۔''فتح الباری'' ابن حجر (۶۴/۱۷)

ابوسعید خدری کی حدیث:

ا۔''مسند'' طیالسی، حدیث نمبر ۲۱۷۸۔

۲۔''مسند'' احمد، (۹۴/۳) و (۸۴/۳)

۳۔''صحیح مسلم'' نووی کی شرح، کتاب العلم (۲۱۹/۱۶)

۴۔''صحیح'' بخاری، کتاب ''الانبیاء'' باب '' ماذکر عن بنی اسرائیل'' (۱۷۱/۲)

اس کے علاوہ کتاب بخاری، شرح فتح الباری ''کتاب الاعتصام بالکتاب والسنۃ' پیغمبرؐ خدا کی فرمائش:

لتتبعن سنن من کان قبلکم .. ''(۱۷/۶۳۔۶۴)

۵۔ کنزل العمال' (۱۱/۱۲۳)

حدیث ابو ہریرہ:

۱۔ ''فتح الباری' در شرح صحیح بخاری (۱۷/۶۳)

۲۔ ''سنن' ابن ماجہ، حدیث نمبر: ۳۹۹۴۔

۳۔ ''مسند' احمد بن حنبل (۲/۳۲۷، ۳۶۷، ۴۵۰، ۵۱۱، ۵۲۷)

۴۔ کنز العمال (۱۱/۱۲۳)

ابو واقد لیثی کی حدیث:

۱۔ ''سنن' ترمذی (۹/۲۷۔۲۸)

۲۔ ''مسند' طیالسی، حدیث نمبر ۱۳۴۶۔

۳۔ ''مسند' احمد (۵/۲۱۸)

۴۔ ''کنزل العمال' (۱۱/۱۲۳) باب (الاقوال من کتاب الفتن)

عبداللہ بن عمرو کی حدیث:

۱۔ ''سنن' ترمذی (۱۰/۱۰۹) ابواب الایمان۔

۲۔ ''درالمنثور'' سیوطی (۴/۶۲) تفسیر آیہ ''وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ تَفَرَّقُوا'' آل عمران مستدرک حاکم کے مطابق۔

ابن عباس کی حدیث:

۱۔ ''مجمع الزوائد'' (۲۶۱/۷) بزاز اور حاکم سے روایت کی ہے۔

۲۔ ''کنزل العمال'' (۱۲۳/۱۱) مستدرک حاکم سے نقل کیا ہے۔

سہل بن سعد کی حدیث:

۱۔ ''مسند'' احمد بن حنبل (۲۴۰/۵)

۲۔ ''مجمع الزوائد'' (۲۶۱/۷) طبرانی سے نقل کر کے۔

عبداللہ مسعود کی حدیث:

۱۔ ''مجمع الزوائد'' (۲۶۱/۷) طبرانی سے نقل کر کے۔

مستورد کی حدیث:

۱۔ ''مجمع الزوائد'' (۲۶۱/۷)

۲۔ کنزل العمال (۱۲۳/۱۱) طبرانی کی ''اوسط'' سے نقل کر کے۔

شداد بن اوس کی حدیث:

۱۔ ''مسند'' احمد (۱۲۵/۴)

۲۔ ''مجمع الزوائد'' (۲۶۱/۷)

۳۔ قاموس الکتاب المقدس'' تالیف: مسٹر ماکس، امریکی طبع امریکی مطبع، بیروت ۱۹۲۸ء

۴۔ ''توریت''، طبع، امریکی مطبع، بیروت ۱۹۰۷ء

آیہ رجم کے بارے میں عمرؓ کی روایت:

۱۔ ''صحیح'' بخاری (۱۲۰/۴) کتاب حدود۔

۲۔ ''صحیح'' مسلم (۱۱۶/۵)

۳۔ ''سنن'' ابی داؤد (۲۲۹/۲) باب رجم، کتاب حدود۔

۴۔ ''صحیح'' ترمذی (۲۰۴/۶) باب ''ماجاء فی تحقیق الرجم'' کتاب حدود

۵۔ ''سنن'' ابن ماجہ، باب رجم، کتاب حدود، نمبر: ۲۵۵۳

۶۔ ''سنن'' دارمی (۱۷۹/۲) باب حد زنائے محصنہ، کتاب حدود۔

۷۔ ''موطاء مالک'' (۴۲/۳) کتاب حدود۔

۸۔ ''مسند'' احمد (۴۰/۱) نمبر: ۲۷۶، (۴۷/۱) ۳۳۱، نمبر: (۵۵/۱) ۳۹۱ نمبر

بناوٹی آیت لا تَرغبُو عَنْ آبائِکُمْ کی روایت:

۱۔ ''مسند'' احمد (۴۷/۱) نمبر: ۳۳۱

۲۔ ''مسند'' احمد (۵۵/۱) نمبر ۳۹۱

''دس مرتبہ دودھ پلانے'' کے بارے میں عائشہ کی روایت:

۱۔ ''صحیح'' مسلم (۱۶۷/۴) باب '' التحریم بخمس رضعات '' کتاب رضاع

۲۔ ''سنن'' ابی داؤد (۲۷۹/۱) باب '' ھل یحرم ما دون خمس رضعات؟'' کتاب نکاح

۳۔ ''سنن'' نسائی (۸۲/۲) باب '' القدر الذی یحرم من الرضاعۃ '' کتاب نکاح ہے۔

۴۔سنن ابن ماجہ (۶۲۶/۱) باب ''رضاع الکبیر'' کتاب نکاح، نمبر ۱۹۴۴۔

۵۔سنن دارمی (۱۵۷/۱) باب ''کم رضعۃ ترحم'' کتاب نکاح

۶۔''موطأ'' مالک (۱۱۸/۲) باب ''جامع ماجاء فی الرضاعۃ'' کتاب نکاح

دو خیالی سورتوں کے بارے میں ابوموسیٰ کی روایت

۱۔''صحیح'' مسلم (۱۰۰/۳) باب ''لو ان لابن آدم .. '' کتاب زکات۔

۲۔''حلیہ'' ابونعیم، ''ابوموسیٰ'' کے حالات کی تشریح میں۔

دوسرا حصہ

سیف بن عمر تمیمی کا تحفہ

- سیف کے جعلی اصحاب کا ایک اور گروہ۔
- رسول خداؐ کی خدمت میں پہنچنے والے نمائندے
- رسول خداؐ اور ابوبکرؓ کے گماشتے اور کارندے
- پیغمبر خداؐ کے چند ایلچی
- ہم نام اصحاب
- گروہ انصار سے چند اصحاب

سیف کے جعلی اصحاب کا ایک اور گروہ

ہم نے اس کتاب کی پہلی اور دوسری جلد کو سیف کے قبیلۂ تمیم سے جعل کئے گئے اصحاب اور ان کے بارے میں خیالی عظمت و افتخارات کیلئے مخصوص کیا، اور اس کے افسانوں سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ سیف کی نظر میں پوری دنیا قبیلۂ تمیم میں خلاصہ ہوتی ہے۔ کیونکہ سیف کی باتوں سے ایسا لگتا ہے کہ صرف اسی خاندان کے افراد تھے جنہوں نے پیغمبر خداؐ کے گرد جمع ہو کر آپ ؐ کی مصاحبت اور اطاعت کا شرف حاصل کیا ہے۔ حد یہ ہے کہ سیف کے خیال میں رسول اللہؐ کے پرورده، گماشتے اور کارندے، نمائندے اور ایلچی بھی قبیلۂ تمیم سے تعلق رکھتے تھے!

پیغمبر خداؐ کی رحلت کے بعد بھی اسی قبیلہ کی معروف شخصیتیں تھیں جنہوں نے سقیفۂ بنی ساعدہ کی میٹینگ میں شریک ہو کر، ابوبکرؓ کی بیعت کی اور اس سلسلے میں اپنے نظریات پیش کئے!!

ارتداد کی جنگوں میں بھی، تمیمیوں کی ایک جماعت دین سے منحرف ہو کر مرتد ہو گئی تھی۔

اور انہوں نے اپنے عقائد کے دفاع میں سخت جنگ کر کے اپنی پائیداری کا ثبوت دیا ہے۔

اور اس خاندان کے ان لوگوں نے بھی اپنے ایمان و عقیدہ کے دفاع میں مجاہدانہ طور پر تلوار

کھینچ کر شجاعت کے جوہر دکھائے ہیں، جو اسلام پر باقی اور پائندہ رہے تھے۔

اسی قبیلۂ تمیم کے افراد تھے، جنہوں نے جنگوں اور لشکر کشیوں میں سپہ سالاری کے عہدے سنبھال کر میدان کارزار میں شجاعت، بہادری اور دلاوریوں کے جوہر دکھائے ہیں اور کافی رجز خوانیاں کی ہیں۔

خلاصہ کے طور پر یہ تمیمی ہی تھے جنہوں نے رزم و بزم کے تمام میدانوں میں دوسروں پر سبقت حاصل کر کے پہلا مقام حاصل کیا ہے:

☆ پہلا شخص جس نے راہ خدا میں مکہ میں شہادت پائی تمیمی تھا۔

☆ پہلا شہسوار جس نے جنگ اور کشور گشائی کیلئے ایران کی سرزمین پر قدم رکھا اسی قبیلہ سے تھا۔

☆ پہلا شخص اور دلاور جس نے دمشق کے قلعہ کی سر بفلک دیوار پر کمند ڈالکر اوپر چڑھنے کے بعد اسے فتح کیا، ایک تمیمی سردار تھا۔

☆ پہلا شخص جس نے سرزمین ''رہا'' پر قدم رکھا انہی میں سے تھا۔

☆ پہلا بہادر جس نے گھوڑے پر سوار ہو کر دریائے دجلہ کو عبور کر کے اسلامی فوج کے حوصلے بلند کئے تا کہ اس کی اطاعت کریں، تمیمی تھا۔

☆ پہلا سورما جو فاتح کی حیثیت سے مدائن میں داخل ہوا انہی میں سے تھا۔

☆ پہلا بہادر جو کسی خوف و وحشت کے بغیر جلولا کی جنگ میں دشمن کے مورچوں پر حملہ کر کے انھیں شکست دینے میں کامیاب ہوا، تمیمی تھا۔

''ارماث، اغواث وعماس'' کے خونین دنوں کو خلق کرنے والے یہی ہیں۔ یہی ہیں جنہوں

نے اس وقت کے دنیا کے پادشاہوں، جیسے کسریٰ، ہرمز، قباد، فیروز، ہراکلیوس، چین کے خاقان، ہندوستان کے پادشاہ داہر، بہرام، سیاوش، نعمان اور دیگر عرب پادشاہوں کے جنگی ساز وسامان کو غنیمت کے طور پر حاصل کیا ہے۔

انہوں نے ہی علاقوں اور شہروں پر حکومت اور فوجی کیمپوں اور چھاؤنیوں کی کمانڈ سنبھالی ہے

عمرؓ کے قاتل کو موت کی سزا دینے والے بھی یہی ہیں۔

خلافتِ عثمانؓ کے دوران کوفیوں کی بغاوت کو کچلنے والے بھی یہی ہیں۔

یہی تھے جو عثمانؓ کی مدد کیلئے دوڑ پڑے۔

انہوں نے ہی جنگِ جمل میں امیر المؤمنین علیؑ اور عائشہؓ، طلحہ وزبیر کے درمیان صلح کرنے کی کوشش کی۔

جنگِ جمل میں عام معافی کا اعلان کرکے جنگ کے شعلوں کو خاموش کرنے والا بھی انہی میں سے تھا۔

جنگلی جانوروں نے جس سے فصیح زبان میں گفتگو کی ہے وہ ان ہی میں سے تھا۔

جس کی زبان پر فرشتوں نے فارسی کے کلمات جاری کیئے اور وہ ایک بڑی فتح کا سبب بنا، ان ہی میں سے تھا۔

جی ہاں! یہی خیالی خصوصیات سبب بنی ہیں کہ فرشتے اور جنات یک زبان ہو کر قبیلۂ تمیم کے فضائل اور افتخارات کے نغموں کو سیف کے خیالی راویوں کے کانوں تک پہنچائیں تا کہ وہ بھی

اپنی ذمہ داری کو نبھاتے ہوئے ان افسانوں کو سیف کے کان میں گنگنائیں۔

جو کچھ ہم نے یہاں تک بیان کیا ہے اسے بلکہ اور بھی بہت سی چیزیں ہم نے سیف کے تیئس (۲۳) جعلی اصحاب کی زندگی کے حالات کا مطالعہ کرنے کے دوران حاصل کی ہیں۔

اب ہم اس جلد میں بھی خاندان تمیم سے متعلق سیف کے چھ جعلی اصحاب کے علاوہ دیگر عرب قبائل سے خلق کئے گئے سیف کے انیس جعلی اصحاب کے سلسلہ میں حسب ذیل مطالعہ اور بحث وتحقیق کریں گے:

تیسرا حصہ: رسول خدا ؐ کی خدمت میں پہنچنے والے نمائندے:

۲۴۔ عبدۃ بن قرط تمیمی عنبری۔

۲۵۔ عبد اللہ بن حکیم ضبی

۲۶۔ حارث بن حکیم ضبی

۲۷۔ حلیس بن زید ضبی

۲۸۔ حر، یا حارث بن حکیم خضرامہ ضبی

۲۹۔ کبیس بن ہوذہ، سدوسی۔

چوتھا حصہ: رسول خدا ؐ اور ابو بکرؓ کے گماشتے اور کارندے

۳۰۔ عبید بن صخر بن لوذان، انصاری۔

۳۱۔ صخر بن لوذان انصاری۔

۳۲ عکاشہ بن ثور، الغوثی۔

۳۳۔عبداللہ بن ثور، الغوثی۔

۳۴۔عبیداللہ بن ثور الغوثی

پانچواں حصہ: رسول خدا کے ایلچی اور کارندے

۳۵۔وبرۃ بن یحنس خزاعی

۳۶۔اقرع بن عبداللہ، حمیری۔

۳۷۔جریر بن عبداللہ حمیری۔

۳۸۔صلصل بن شرحبیل

۳۹۔عمرو بن محجوب عامری

۴۰۔عمرو بن خفاجی عامری

۴۱۔عمر بن خفاجی عامری

۴۲۔عوف ورکانی

۴۳۔عویف، زرقانی۔

۴۴۔قحیف بن سلیک، ہالکی۔

۴۵۔عمرو بن حکیم، قضاعی، قینی۔

۴۶۔امرؤالقیس، ازبنی عبداللہ۔

چھٹا حصہ: ہم نام اصحاب

۴۷۔خزیمۃ بن ثابت انصاری (غیواز ذی شہادتین)

۴۸۔سماک بن خرشہ،انصاری (غیر از ابی دجانہ)

ساتواں حصہ: گروہ انصار سے چند اصحاب

۴۹۔ابوبصیرہ

۵۰۔حاجب بن زید۔

۵۱۔سہل بن مالک

۵۲۔سہل بن یربوع

۵۳۔ام زُمل، سلمٰی بنت حضیفہ

تیسرا حصہ:

رسول خداؐ

کی خدمت میں پہنچنے والے

مختلف قبائل کے منتخب نمائندے

- ۲۴۔ عبدۃ بن قرط تمیمی عنبری
- ۲۵۔ عبداللہ بن حکیم ضبی
- ۲۶۔ حارث بن حکیم ضبی
- ۲۷۔ حلیس بن زید ضبی
- ۲۸۔ حر، یا حارث بن خضرامہ ضبی
- ۲۹۔ کبیس بن ہوذہ، سدوسی۔

چوبیسواں جعلی صحابی

عبدة بن قرط تمیمی

اس نام کا ابن حجر کی ''الاصابہ'' میں یوں تعارف ہوا ہے:

عبدۃ بن قرط، خباب بن حرث تمیمی عنبری کا پوتا ہے۔ابن شاہین نے سیف بن عمر سے نقل کر کے، قیس بن سلیمان بن عبدہ عنبری سے اس نے اپنے باپ اور جد سے، انہوں نے عبدۃ بن قرط سے ۔۔جو بنی عنبر کے نمائندوں کے ساتھ پیغمبر خداؐ کی خدمت میں پہنچا ہے۔۔روایت کی ہے:

''وردان'' اور ''حیدہ'' مخزم بن مخرمہ بن قرط کے بیٹے نمائندہ کی حیثیت سے رسول خداؐ کی خدمت میں پہنچے اور آنحضرتؐ نے ان کے حق میں دعائے خیر فرمائی ہے۔

میں ۔۔ابن حجر۔۔ نے ''حیدہ'' کے حالات کی تشریح میں اس موضوع کی طرف اشارہ کیا ہے۔

ابن حجر نے اس سے قبل ''حیدہ'' کے حالات کی تشریح میں یوں لکھا ہے:

انشاءاللہ اس کے حالات کی تشریح حرف ''ع'' میں ''عبدہ'' کی تشریح کے دوران آئے گی۔

یہ بھی کہدوں کہ رسول خداؐ نے اس کے حق میں دعا کی ہے۔

عبدہ کا خاندان اور اس کی داستان کا آغاز

سیف نے عبدہ کو 'عمرو بن تمیم' کے خاندان بنی عنبر سے خلق کیا ہے۔اس کی داستان کے آغاز کو یوں جعل کیا ہے کہ بنی عنبر کے نمائندوں کا ایک گروہ ،جس میں ' حیدہ' اور' وردان' کے علاوہ عبدۃ بن قرط بھی تھا، پیغمبر خدا کی خدمت میں پہنچے اور آنحضرتؐ نے ''حیدہ' اور' وردان' کے لئے مخصوص دعائے خیر کی۔

داستان کے مآخذ کی تحقیق

سیف کہتا ہے کہ مذکورہ داستان عبدۃ بن قرط نے اپنے بیٹے عبدہ سے اور اس نے اپنے بیٹے سلیمان سے اور سلیمان نے بھی اپنے بیٹے قیس سے بیان کی ہے۔جبکہ جس عبدۃ بن قرط کو۔۔سیف نے پیغمبرؐ خدا کی خدمت میں قبیلے کے سفیر کے عنوان سے پہنچوایا ہے اس کا حقیقت میں کوئی وجود تھا اور نہ اس کے ان بیٹوں کا جن کی فہرست سیف نے مرتب کی ہے۔

بلکہ عبدۃ بن قرط نامی سیف کا صحابی۔ جسے اس نے نمایندہ کی حیثیت سے رسول خداؐ کے پاس پہنچایا ہے۔اور اس کے بیٹے'' عبدہ،سلیمان،اور قیس' سب کے سب سیف کی تخلیق ہیں۔

روایت کی تحقیق

ہم نے اس کتاب کی دوسری جلد میں، جہاں ''اسود بن ربیعہ'' کے بارے میں گفتگو کی ہے، تمیم کے نمائندوں کے پیغمبر خداؐ کی خدمت میں حاضر ہونے کے تاریخی حقائق بیان کئے ہیں اور واضح

کیا ہے کہ سیف نے مذکورہ روایت میں کیوں اور کس طرح تحریف کی ہے!! یہاں پر اس کی تکرار ضروری نہیں سمجھتے۔

یہ بھی ہم بتادیں کہ تمیم کے نمائندوں کے بارے میں سیف کے علاوہ دوسروں کی روایتوں میں نہ تو عبدۃ بن قرط کا کہیں نام ونشان نہیں ملتا ہے اور نہ ہی اس کی روایت کے راویوں کے سلسلہ کا سراغ ملتا ہے، کیونکہ یہ صرف سیف بن عمر ہے جس نے یہ داستان خلق کی ہے اور ابن حجر نے بھی اس پر اعتماد کر کے عبدۃ بن قرط کے نام کو حرف ''ع'' میں اپنی کتاب ''الاصابۃ'' میں پیغمبر اسلامؐ کے پہلے درجے کے اصحاب میں درج کیا ہے۔

مصادر وماآخذ

’’عبدۃ بن قرط‘‘ کے حالات:

ا۔الاصابۃ‘ابن حجر‘(۲/۴۲۷)نمبر ۵۲۸۶ کے نیچے

حیدہ کے حالات

ا۔الاصابۃ‘‘ابن حجر،(۲/۳۶۴)

بنی عنبر کا شجرۂ نسب:

ا۔’’جمہرۂ انساب‘‘ابن حزم(۲۰۸۔۲۰۹)

اقرع بن حابس اور قعقاع بن معبد کے حالات:

ا۔’’الاصابۃ‘‘ابن حجر اور اس کے علاوہ دیگر منابع میں بھی آئے ہیں۔

پچیسواں جعلی صحابی

عبداللہ بن حکیم ضبی

ابن اثیر نے اپنی کتاب ''اسدالغابہ'' میں اس صحابی کا یوں تعارف کرایا ہے:

سیف بن عمر نے صعب بن عطیہ بن بلال بن ہلال سے، اس نے اپنے باپ سے اس نے ''عبدالحارث بن حکیم'' سے روایت کی ہے کہ وہ ۔۔عبدالحارث بن حکیم۔۔ جب رسول خداؐ کی خدمت میں پہنچا تو آنحضرتؐ نے اس سے پوچھا:

تمہارا نام کیا ہے؟

اس نے جواب دیا: عبدالحارث بن حکیم

آنحضرتؐ نے فرمایا: آج کے بعد تمہارا نام عبداللہ ہوگا۔

اس کے بعد رسول خداؐ نے اسے اپنے قبیلہ ''بنی ضبہ'' کے صدقات جمع کرنے کے لئے مأمور فرمایا:

ابوموسیٰ نے اس صحابی کو ابن مندہ سمجھ لیا ہے....

ابن حجر نے بھی اپنی کتاب ''الاصابۃ'' میں یوں بیان کیا ہے:

دارقطنی نے سیف کی کتاب ''فتوح'' سے نقل کر کے صعب ابن عطیہ سے روایت کی ہے ...اور اسی مذکورہ داستان کو نقل کیا ہے

اس صحابی کی زندگی کے حالات کی تشریح کرتے ہوئے کتاب ''التجرید'' میں اس طرح درج کئے گئے ہیں:

سیف بن عمر کے ذریعہ نقل ہوا ہے کہ وہ ۔۔عبدالحارث بن حکیم ۔۔نمائندہ کی حیثیت سے رسول اللہؐ کی خدمت میں پہنچا ہے۔

چھبیسواں جعلی صحابی

حارث بن حکیم ضبی

ابن اثیر نے کتاب ''اسد الغابہ'' میں اس صحابی کا تعارف یوں کرایا ہے:

ابوموسیٰ کی کتاب میں آیا ہے.... (اس کے بعد عبدالحارث کی وہی داستان اور رسول خداؐ کی خدمت میں نمائندہ کے طور پر پہنچنے کا موضوع بیان کیا ہے!)

کتاب ''الاصابۃ'' میں یوں آیا ہے:

ابن شاہین اور ابوموسیٰ دونوں نے سیف سے نقل کیا ہے.... (یہاں پر عبدالحارث کی وہی مذکورہ داستان بیان ہوئی ہے)

ذہبی بھی اپنی ''التجرید'' میں لکھتا ہے:

ناقابل اطمینان طریقے سے روایت کی گئی ہے کہ اس کا نام عبدالحارث تھا اور پیغمبر خداؐ نے اس کا نام بدل کر عبداللہ رکھا۔

ہم نے سیف کی گزشتہ روایت میں دیکھا کہ اس نے ایک نمائندہ کے رسول خداؐ کی خدمت میں پہنچنے کی خبر دی ہے اور پیغمبر خداؐ نے اس کا نام عبدالحارث بن حکیم سے بدل کر ''عبداللہ بن حکیم'' رکھا ہے۔

لیکن دانشوروں نے سیف کے تخلیق کردہ اسی ایک آدمی کو دو آدمیوں میں تبدیل کر کے صحابی

رسول اللہؐ کے عنوان سے زندگی کے حالات پر الگ الگ روشنی ڈالی ہے۔

لیکن ''اسد الغابہ'' کے مطابق سیف نے دوسری روایت میں ان کی اس داستان کو ''عبداللہ بن زید بن صفوان'' سے منسوب کیا ہے۔ابن اثیر لکھتا ہے:

> دار قطنی نے سیف بن عمر سے اس نے صعب بن عطیہ سے، اس نے بلال بن ابی بلال ضبی سے اس نے اپنے باپ سے روایت کی ہے کہ عبد الحارث بن زید ضبی نمائندہ کی حیثیت سے پیغمبر خداؐ کی خدمت میں اس نے اپنا تعارف کرایا، اور پیغمبر خداؐ نے اس کے حق میں دعا کی۔

یہ صحابی نے رسول خداؐ کی خدمت میں پہنچے کے بعد اسلام لایا اور رسول خداؐ نے اس سے فرمایا: کہ اس کے بعد تمہارا نام ''عبداللہ'' ہوگا نہ عبد الحارث۔اس نے جواب میں کہا:

> آپ حق پر ہیں اور آپؐ نے کیا اچھا فرمایا ہے۔کیونکہ کسی بھی قسم کی پرہیز گاری اور تقویٰ تائید الٰہی کے بغیر میسر نہیں ہوتی اور کوئی بھی کام توفیق الٰہی کے بغیر ممکن نہیں ہے، شائستہ ترین کام وہ ہے جس کی انجام دہی میں ثواب ہو اور جس چیز سے دوری اختیار کرنا چاہئے وہ ایسا کام ہے جس کے پیچھے عذاب الٰہی ہوتا ہے۔
>
> اللہ جیسے خدا کو رکھتے ہوئے ہم خوش ہیں، ہم اس کے حکم کی اطاعت کرتے ہیں تا کہ اس کے اچھے اور خیر خواہانہ وعدوں سے استفادہ کر سکیں اور اس کے غضب اور عذاب سے امان میں رہیں!

عبدالحارث جو" عبداللہ" بن چکا تھا اپنے قبیلے کی طرف لوٹا اور اس نے ہجرت نہیں کی۔

اس مطلب کو ابوموسیٰ نے بھی ذکر کیا ہے...

ابن حجر کی "الاصابۃ" میں بھی آیا ہے:

دار قطنی نے سیف بن عمر سے اس نے بلال بن ابی بلال سے اس نے اپنے باپ سے روایت کی ہے کہ... (یہاں پر مذکورہ داستان کو نقل کرتا ہے)

مذکورہ روایت ابن کلبی کی "جمہرہ" میں یوں آئی ہے:

عبدالحارث بن زید... (اس کا نسب بیان کرنے کے بعد لکھتا ہے:)

وہ نمائندہ کی حیثیت سے پیغمبر خداؐ کی خدمت میں پہنچا اور آنحضرتؐ نے اس کے نام کو بدل کر "عبداللہ" رکھا۔

ابن حزم نے بھی اپنی کتاب "جمہرہ" میں ان ہی مطالب کو بیان کیا ہے۔

مذکورہ داستان کو ابن عبدالبر نے "استیعاب" میں، ابن اثیر نے "اسد الغابہ" میں اور ابن حجر نے "الاصابہ" میں ابن کلبی، محمد بن حبیب اور ابن ماکولا جیسے دانشوروں سے نقل کیا ہے۔

اس بناء پر اس روایت کی سند ابن کلبی پر ختم ہوتی ہے۔ کیونکہ ابن حبیب ابن حزم اور ابن ماکولا سب کے سب ابن کلبی سے روایت کرنے والے تھے۔ اور چونکہ اس دانشور نے ۲۰۴ھ میں وفات پائی ہے اور سیف کی کتاب "فتوح" بھی اس تاریخ سے آدھی صدی سے زیادہ پہلے لکھی جا چکی ہے۔ لہذا یہ اطلاعات ہمیں یہ حق دیتے ہیں کہ ہم یہ کہیں کہ: ابن کلبی نے مذکورہ خبر کو سیف سے نقل کر کے اسے خلاصہ کیا ہے۔

بہر حال ہم زید بن صفوان کو سیف کی تخلیق شمار نہیں کرتے ہیں، کیونکہ ہمیں ابن کلبی کی کتاب ''جمہرہ'' نہیں ملی جس کے ذریعہ ہم اس کی خبر کی یقینی طور پر تائید کرتے۔

قابل ذکر بات یہ ہے کہ یہی ایک شخص ۔۔۔ زید بن صفوان ۔۔۔ رجال کی تشریح میں لکھی گئی کتابوں میں حسب ذیل تین روپوں میں درج ہوا ہے:

۱۔ عبداللہ بن حارث بن زید بن صفوان'' جو ''اسد الغابہ''، ''تجرید''، ''الاصابہ'' اور ابو موسی کے ذیل میں اسی نام سے آیا ہے۔

۲۔ ''عبداللہ بن حارث بن زید بن صفوان'' جو ''استیعاب''، ''اسد الغابہ''، ''تجرید'' اور ابو موسیٰ ذیل میں اسی نام سے ذکر ہوا ہے۔

۳۔ ابن حجر کی ''الاصابہ'' میں عبداللہ بن حارث کا دو شخصیتوں کے عنوان سے دوجگہ پر تعارف کیا گیا ہے۔

رسول خداؐ کی خدمت میں پہنچے ہوئے نمائندہ ''عبداللہ بن حارث'' کے نام میں تعدّد کا سر چشمہ شاید پہلی بار ''استیعاب'' میں واقع ہونے والی تحریف جس کے نتیجہ میں ابوموسیٰ ہے نے بھی غلطی کی ہے اور اپنی کتاب ذیل میں ایک بار ''عبداللہ بن حارث بن زید'' دوسری بار ''عبداللہ بن زید'' کی زندگی کے حالات لکھے ہیں اور اس کے بعد دانشوروں نے اس کی پیروی کی ہے۔

ابن حجر اس غلطی کے علاوہ ایک دوسری غلطی کا بھی مرتکب ہوا ہے اور ''عبداللہ بن حارث بن زید'' کی زندگی کے حالات پر دوبار، دو جگہوں پر اپنی کتاب میں روشنی ڈالی ہے۔ اس طرح ایک جعلی شخص تین روپوں میں نمودار ہوا ہے۔

ستائیسواں جعلی صحابی

حلیس بن زید بن صفوان

اس صحابی کا ''اسد الغابہ'' میں یوں تعارف کیا گیا ہے:

ابوموسیٰ نے ابن شاہین سے نقل کر کے ذکر کیا ہے کہ سیف بن عمر نے روایت کی ہے کہ وہ ــ حلیس بن زید بن صفوان ــ اپنے بھائی ''حارث'' کی وفات کے بعد نمائندہ کی حیثیت سے پیغمبر خداؐ کی خدمت میں پہنچا اور آنحضرتؐ نے اس کے سر پر دست شفقت پھیرنے کے بعد اس کے حق میں دعا فرمائی ہے۔

حلیس نے اس ملاقات میں رسول خداؐ سے کہا:

اگر مجھ پر کسی قسم کا ظلم ہو تو اس کی تلافی کیلئے اٹھتا ہوں تا کہ اپنا حق حاصل کر سکوں۔

پیغمبر خداؐ نے جواب میں فرمایا:

شائستہ ترین کام جسے انجام دیا جا سکتا ہے، عفو و بخشش ہے۔

حلیس نے کہا:

اگر کوئی حسد کرے گا تو اس سے زبردست مقابلہ کر کے تلافی کروں گا۔

پیغمبرؐ نے فرمایا:

کون ہے جو کرم کرنے والوں کے لطف و کرم کا برا جواب دے؟! جو بھی لوگوں سے حسد کرتا ہے اس کا غصہ ٹھنڈا نہیں ہوتا اور اس کا دل آرام نہیں پاتا۔ یہ مطالب ابوموسیٰ نے بیان کئے ہیں (ابن اثیر کی بات کا خاتمہ)

کتاب ''اصابہ'' میں ہم یوں پڑھتے ہیں:

ابن شاہین نے اس کا نام لیا ہے اور سیف بن عمر سے نقل کر کے روایت کی ہے کہ...(یہاں پر مندرجہ بالا داستان نقل کی گئی ہے)

لیکن کتاب ''تجرید'' میں اس صحابی ''حلیس بن زید'' ۔۔ کے تعارف اور زندگی کے حالات کے بارے میں حسب ذیل مطالب پر اکتفا کی گئی ہے:

غیر مطمئن طریقہ سے روایت ہوئی ہے کہ وہ۔۔ حلیس ۔۔ نمائندہ کی حیثیت سے پیغمبر خداؐ کی خدمت میں پہنچا ہے۔

اٹھائیسواں جعلی صحابی

حر، یا حارث بن خضرامہ، ضبی

''اسد الغابہ'' میں یوں ذکر ہوا ہے:

حارث بن خضرامہ ضبی ہلالی کے بارے میں '' حارث بن حکیم'' کے سلسلے میں بیان کئے گئے مآخذ کے مطابق آیا ہے کہ سیف بن عمر نے صعب بن ہلال ضبی اور اس نے اپنے باپ سے روایت کی ہے کہ اس نے کہا:

حر، پیغمبر خدا کی خدمت میں پہنچا... (تا آخر)

حر بن خضرامہ ضبی یا ہلالی:

ابن حجر کی کتاب ''اصابہ'' میں حر کی داستان یوں درج ہوئی ہے:

ابن شاہین نے سیف سے نقل کر کے صعب بن ہلال ضبی سے اور اس نے اپنے باپ سے یوں روات کی ہے:

حر بن خضرامہ بنی عباس کا ہم پیمان تھا۔ گوسفندوں کے ایک ریوڑ اور چند غلاموں کے ہمراہ مدینہ میں رسول خداؐ کی خدمت میں پہنچا۔ رسول خداؐ نے اسے ایک کفن اور قدرے حنوط عنایت فرمایا!

اس کے بعدزیادہ وقت نہ گزرا کہ حر مدینہ میں فوت ہوگیا۔اس کے پسماندگان مدینہ آ گئے ۔رسول خداؐ نے گوسفندوں کوانھیں لوٹا دیا اورحکم دیا کہ غلاموں کو مدینہ میں بیچ کر انکی قیمت انہیں دی جائے ۔ابو موسیٰ مدائنی نے دارقطنی سے ابن شاہین کے راوی سے روایت کی ہے کہ اس نے اس صحابی کے بارے میں کہا ہے: حارث بن خضرامہ،!اورخدازیادہ جاننے والا ہے!

ضبّہ کا شجرۂ نسب

ضبی ، یہ ایک نسبتی لفظ ہے اور یہ نسبت تمیم کے چچا ''صنبتہ بن ادبن طابختہ بن الیاس بن مضر'' تک پہنچتی ہے۔

داستان کے مآخذکی تحقیق:

علماء نے سیف کے اسنادحلیس کی داستان میں ذکرنہیں کئے ہیں۔لیکن باقی حدیث کوسیف کے ذریعہ،صعب سے، بلال بن ابی بلال اوراس کے باپ سےنقل کیا ہے۔

یعنی حقیقت میں ایک بناوٹی راوی نے دوسرے جعلی اورخیالی راوی سے اوراس نے بھی ایک جعلی شخص سےنقلِ قول اورروایت کی ہے۔

ساتھ ہی سیف نے اپنے افسانوں میں سے ایک افسانہ کواسی ماخذ کے ذریعہ اپنے جعلی صحابی تک ربط دیکرنقل کیا ہے۔ہم نے اس موضوع کے بارے میں اپنی کتاب'' رواة مخلتقون'' میں اشارہ کیا ہے۔

سیف کی روایت کا دوسروں سے موازنہ

سیف تنہا شخص ہے جس نے مذکورہ داستانوں کی روایت کی ہے۔ جبکہ جن افراد نے انتہائی دقت اور احتیاط کے ساتھ رسول خدا کی خدمت میں پہنچے وفود اور نمائندوں کے بارے میں تفصیلات لکھے ہیں، ان میں سیف کے مذکورہ مطالب کا ذکر نہیں کیا ہے۔ ابن سعد جیسے عالم نے اپنی کتاب ''طبقات'' میں سیف کی روایتوں پر کوئی توجہ نہیں کی ہے اور ان پر اعتماد بھی نہیں کیا ہے۔

بلاذری نے بھی ۔۔۔ اپنی کتاب ''انساب'' کے پہلے حصہ میں، جو پیغمبر خداؐ کی سیرت سے مخصوص ہے ۔۔۔ سیف کی روایتوں پر کوئی اعتماد نہیں کیا ہے اور اسی طرح یعقوبی نے بھی اپنی تاریخ میں سیف کی روایتوں پر بھروسہ نہیں کیا ہے۔

جیسا کہ ہم نے کہا کہ ''عبداللہ بن زید صفوان'' کے بارے میں نمائندگی کی روایت کو ہم نے ابن کلبی کے ہاں پایا۔ مگر خود ابن کلبی نے اس روایت کو کہاں سے حاصل کیا ہے، ہمیں اب تک اس کے مآخذ کا پتہ نہ مل سکا۔

خلاصہ:

سیف نے قبیلہ بنی ضبّہ کے چند افراد کے نمائندہ کے طور پر پیغمبر خداؐ کی خدمت میں پہنچنے کی داستان کو چار روایتوں میں بیان کیا ہے۔ علماء نے بھی دیگر صحابیوں کے ضمن میں ان کی زندگی کے حالات پر حسب ذیل روشنی ڈالی ہے:

۱۔ سیف کی روایت کے پیش نظر ''عبدالحارث بن حکیم ضبی'' کی نمایندگی، رسول اللہؐ کا اس کا

نام بدل کر ''عبداللہ'' رکھنے اور اسے اپنے قبیلہ کے صدقات جمع کرنے کی ماموریت دینے کے مسئلہ کو علماء نے دو صحابیوں کے حق میں الگ الگ بیان کیا ہے:

الف: حارث بن حکیم ضبی

ب: عبداللہ بن حکیم ضبی

اور اسی ترتیب سے مذکورہ دو صحابی پیغمبر خداؐ کے اصحاب کی فہرست میں ثبت ہوئے ہیں۔

۲۔ سیف' عبدالحارث بن زید بن صفوان کے پیغمبر خداؐ کی خدمت میں بعنوان نمایندہ پہنچنے کی روایت نقل کرکے مدعی ہوا ہے کہ آنحضرتؐ نے اس کا نام بدل کر ''عبداللہ بن زید'' رکھا ہے، اور نام بدلنے کے بعد یہ نیا عبداللہ رسول خداؐ کو تعلیم و نصیحت کرنے پر اتر کر آپؐ سے کہتا ہے:

کوئی پرہیزگاری و تقویٰ خدا کی توفیق حفاظت کے بغیر ممکن نہیں ہے اور کوئی بھی کام توفیق الٰہی کے بغیر انجام نہیں پاسکتا۔ بہترین اور شائستہ ترین کام جسے انجام دیا جاسکتا ہے وہ ہے جس میں ثواب ہو اور جس کام سے پرہیز کرنا چاہئے وہ ایسا کام ہے جس پر پروردگار غصہ اور غضب کرے...

اس طرح یہ عبداللہ بن زید صفوان ہے جو خود رسول خداؐ کو تعلیم اور درس دیتا ہے چہ جائے کہ پیغمبر خداؐ اسے درس دیں!!!

اس کے علاوہ اس صحابی کی نمائندگی کی خبر' اس کی رسول خداؐ کو نصیحت اور تعلیم کے ذکر کے بغیر ہمیں ابن کلبی اور اس کی حدیث کے راویوں کے ہاں ملی ہے۔ چونکہ سیف زمانہ ابن کلبی سے پہلے ہے لہذا ہمیں یہ کہنے کا حق ہے کہ ابن کلبی نے بھی اس خبر کو سیف سے نقل کیا ہوگا!

ہم نے مشاہدہ کیا کہ یہی ایک شخص، اصحابِ رسول خداؐ کے حالات لکھنے والوں کے ہاں تین روپوں میں ظاہر ہوا ہے!!!

۳۔ سیف بن عمر نے حلیس بن زید کی نمائندگی کا ذکر اس کے بھائی ''حارث بن زید'' کی وفات کے بعد کیا ہے اور اس امر کی تاکید کی ہے کہ پیغمبر خداؐ نے اس کے سر پر دستِ شفقت پھیر کہ اس کیلئے دعا کی پھر نصیحت کی ہے۔

علماء نے اسی روایت کے پیش نظر اور اسی پر اعتماد کر کے حلیس کی زندگی کے حالات پر روشنی ڈالتے ہوئے اسے رسول خداؐ کے دوسرے اور حقیقی صحابیوں کی فہرست میں قرار دیا ہے۔

۴۔ سیف نے حریا حارث بن خضرامہ کی گوسفندوں کے ریوڑ اور چند غلاموں کے ہمراہ پیغمبر خدا کی خدمت میں نمائندگی کو بیان کیا ہے لیکن اتنی طاقت نہیں رکھتا تھا کہ اپنے اس نئے خلق کئے ہوئے صحابی کو صحیح و سالم اپنے وطن اور اہل و عیال کے پاس لوٹا دے، بلکہ اس کے برعکس رسول خداؐ سے اس کیلئے کفن اور قدرے حنوط لے لیتا ہے اور اس مفلس کو وہیں پر مسافرت میں مار ڈالتا ہے اور وہیں پر اسے دفن کرتا ہے! پیغمبر خداؐ بھی ایسی شخصیت کے مرنے کے بعد حکم دیتے ہیں کہ اس کے غلاموں کے بیچنے کے بعد ان کی قیمت اور گوسفندوں کے ریوڑ کو مرحوم کے پسماندگان کے حوالے کر دیں۔ اس طرح اسے اصحاب کی فہرست میں قرار دیکر اس کی زندگی کے حالات پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

سیف کی داستان کے نتائج

۱۔ ایسے چار اصحاب کی تخلیق کرنا جو نمائندہ ہونے کا افتخار بھی رکھتے تھے!!

۲۔ پیغمبر خداؐ کیلئے ایک ایسا صحابی خلق کرنا جو آپ کا گماشتہ اور کارندہ بھی ہے!

۳۔ رسول خداؐ کی احادیث کے چار راوی خلق کرنا۔

۴۔ رسول خداؐ کے لئے تین روایتیں جعل کرنا۔

مختصر یہ کہ یہ سب سیف جھوٹ کے پوٹ ہیں جس پر زندیقی ہونے کا بھی الزام تھا!!

احادیث سیف کے مآخذ

عطیہ بن بلال نے اپنے باپ (بلال بن ہلال) سے اس نے اپنے باپ (ہلال) سے کہ جنہیں سیف نے خلق کیا ہے۔ اور ایک روایت کو اس کے جعل کئے گئے ایک صحابی سے نقل کیا ہے!!

سیف کی روایت کے راوی:

۱۔ دارقطنی (وفات ۳۸۵ھ) نے "مؤتلف" میں "اسد الغابہ" اور "اصابہ" کے مؤلفین کے کہنے کے مطابق، انہوں نے "عبداللہ بن زید، وعبداللہ بن حکیم و حارث بن خضرامہ" کے حالات کو اس سے نقل کیا ہے۔

۲۔ ابن شاہین (وفات ۳۸۵ھ) ابن اثیر اور ابن حجر نے "حلیس بن زید، عبداللہ بن حکیم، حارث بن حکیم اور حر بن خضرامہ" کی زندگی کے حالات کے بارے اس سے نقل کیا ہے۔

۴۔ ابن اثیر (وفات ۶۳۰ھ) نے "حارث بن حکیم، حلیس بن زید اور حارث بن خضرامہ" کے حالات کو اپنی کتاب "اسد الغابہ" میں درج کیا ہے۔

۵۔ ذہبی (وفات ۷۴۸ھ) نے اپنی کتاب "تجرید" میں "حارث بن حکیم اور حلیس" کے

حالات کو درج کیا ہے۔

۶۔ابن حجر (وفات ۸۵۲ھ) نے ''اصابہ'' میں ''حارث بن حکیم، حلیس بن زید اور حر بن خضرامہ'' کی زندگی کے حالات درج کئے ہیں۔

مصادر وماخذ

عبداللہ حکیم ضبی کے حالات

۱۔ابن اثیر کی ''اسد الغابہ'' (۳/۱۴۵)

۲۔ابن حجر کی ''اصابہ'' (۲/۲۹۰) نمبر ۶۳۳۳ کے ذیل میں ق/۱

۳۔ذہبی کی ''تجرید'' (۱/۳۲۸) نمبر: ۳۱۴۶

حارث بن حکیم ضبی کے حالات:

۱۔ابن اثیر کی ''اسد الغابہ'' (۱/۳۲۵)

۲۔ابن حجر کی ''اصابہ'' (۱/۳۸۵) نمبر: ۲۰۳۴ ق/۴

۳۔ذہبی کی ''تجرید'' (۱/۱۰۵) نمبر ۹۲۵

عبدالحارث بن زید کے حالات اور رسول خداؐ کے ساتھ اس کی گفتگو:

۱۔ابن اثیر کی ''اسد الغابہ'' (۳/۱۶۷)

۲۔ابن حجر کی ''اصابہ'' (۲/۳۰۴) نمبر: ۴۶۸۷ ق/۱

۳۔ابن کلبی کی ''تلخیص جمہرہ'' (ص ۸۱) قلمی نسخہ، جو قم میں آیت اللہ مرعشی نجفی کی لائبریری میں موجود ہے۔

۴۔ابن حزم کی ''جمہرۂ انساب''(ص۲۰۶)

عبداللہ بن حارث کے حالات

۱۔ابن عبدالبر کی ''استیعاب''(۳۴۴/۱)نمبر:۱۴۷۹

۲۔ابن اثیر کی ''اسدالغابہ''(۱۳۸/۳)

۳۔ابن حجر کی ''اصابہ''(۱۳۰/۳)نمبر:۶۵۸۸

عبداللہ بن زید بن صفوان کے حالات:

۱۔ابن اثیر کی ''اسدالغابہ''(۱۶۷/۳)

۲۔ابن حجر کی ''اصابہ''(۳۰۴/۲)نمبر:۴۶۸۷۔

عبداللہ بن حرث کے حالات:

۱۔ابن حجر کی ''اصابہ''(۱۳۰/۳)نمبر:۶۵۸۸و۶۵۸۹

حلیس بن زید کے حالات:

۱۔ابن اثیر کی ''اسدالغابہ''(۴۴/۲)

۲۔ابن حجر کی ''اصابہ''(۳۵۰/۱)نمبر:۱۸۱۰

۳۔ذہبی کی ''تجرید''(۱۴۷/۱)نمبر:۱۳۲۱

حارث بن خضرامہ کے حالات:

۱۔ابن اثیر کی ''اسدالغابہ''(۳۲۷/۱)

حر بن خضرامہ کے حالات اور رسول خداؐ کے ساتھ اس کی داستان

۱۔ابن حجر کی ''اصابہ''(۳۲۲/۱)نمبر:۱۶۹۱

انتیسواں جعلی صحابی

کبیس بن ہوذہ سدوسی

اس صحابی کا نام ونسب:

''استیعاب''، ''اصابہ'' اور ''تجرید'' میں اس صحابی کا نام ''کبیس بن ھوذہ'' لکھا گیا ہے۔

ابن حجر اپنی کتاب ''اصابہ'' میں اسی نام کو درج کرتے ہوئے لکھتا ہے:

''ابن شاہین'' کے ایک قدیمی نسخہ میں یہ نام ''کنیس'' ثبت ہوا ہے۔

ابن مندہ کی کتاب ''اسماء الصحابہ'' کے قلمی نسخہ میں یہ نام ''کبیش بن ہودہ'' درج ہوا ہے اور ابن اثیر نے بھی اپنی کتاب ''اسد الغابہ'' میں اسی نام کو قبول کر کے ''ابن مندہ کی پیروی کی ہے۔

اس صحابی کا نسب: ''اسماء الصحابہ''، ''اسد الغابہ'' اور ''اصابہ'' میں لکھا گیا ہے کہ سیف بن عمر نے اس صحابی کا تعارف ''خاندان بنی بکر وائل عدنانی'' کے قبیلۂ بنی حارث بن سدوس'' سے کرایا ہے۔

ابن حزم نے اپنی کتاب ''جمہرہ'' میں بنی حارث کے ایک گروہ کے حالات کی تشریح کی ہے، لیکن ان میں ''کبیس'' یا ''کنیس'' یا ''کبیش'' نام کا کوئی صحابی اور ''ھوذہ'' یا ''ھودہ'' نام کا کوئی باپ۔

''سمعانی'' نے بنی حارث بن سدوس کے ایک گروہ کا نام لفظ السدوسی'' میں لیا ہے لیکن ان باپ بیٹوں کا کہیں نام بھی نہیں لیا ہے۔

کبیس بن ہوذہ کی داستان:

ابن عبدالبر اپنی کتاب ''استیعاب'' میں اس صحابی کے بارے میں صرف اتنا لکھتا ہے کہ:

''ایاد بن لقیط نے اس سے روایت کی ہے''

اس کے بعد کسی چیز کا اضافہ نہیں کیا ہے اور اس کی سند بھی ذکر نہیں کی ہے۔

ابن مندہ اپنی کتاب ''اسماء الصحابہ'' میں اپنے ہی اسناد سے لکھتا ہے:

سیف بن عمر نے عبداللہ بن شبرمہ سے اس نے ایاد بن لقیط سدوسی سے اس نے بنی حارث بن سدوس کے ایک شخص کبیش بن ہوذہ سے روایت کی ہے کہ وہ ـــ بیش ـــ پیغمبر خداؐ کی خدمت میں پہنچا، آنحضرتؐ کی بیعت کی اور رسول خداؐ نے بھی اس کیلئے کچھ فرمان مرقوم فرمائے ہیں۔

اس داستان کے آخر میں ابن مندہ اظہار نظر کرتے ہوئے لکھتا ہے:

''ابن شبرمہ کی یہ حدیث حیرت انگیز دکھائی دیتی ہے''

ابن اثیر اپنی کتاب ''اسد الغابہ'' میں مذکورہ داستان کو درج کیا ہے اور اس کے آخر میں یوں اضافہ کرتا ہے:

اس مطلب کو تین مصادر (ب۔ع۔د) [1]

ا۔''ب'' کتاب ''استیعاب'' کے مصنف ابن عبدالبر ''ع'': ابونعیم، کتاب ''معرفۃ الصحابہ'' کے مصنف، ابونعیم، حافظ احمد بن عبداللہ بن احمد اصفہانی (۳۶۰۔۴۳۰ھ)

''د'': ابن مندہ، حافظ ابوعبداللہ بن مندہ، محمد بن اسحاق اصفہانی، جس نے احادیث کی جستجو میں دنیا کے مختلف ممالک کا سفر کیا ہے۔ اس کی تالیفات میں سے ''اسماء الصحابہ'' ہے جو خاص طور سے ابن اثیر کی توجہ کا مرکز تھی۔

نے ذکر کیا ہے۔

ذہبی نے بھی اپنی کتاب ''تجرید'' میں لکھا ہے:

سیف نے ''ایاد بن لقیط'' سے نقل کیا ہے کہ ''کبیس'' اپنے قبیلہ کے نمائندہ کی حیثیت سے رسول خداؐ کی خدمت میں پہنچا ہے۔ (ب۔ع۔د) ابن حجر نے بھی اپنی کتاب ''اصابہ'' میں لکھا ہے:

ابن شاہین[۱] اور ابن مندہ نے سیف بن عمر سے اس نے عبداللہ بن شبرمہ سے اس نے ایاد بن لقیط سے اس نے کبیس بن ہوذہ سے روایت کی ہے کہ... (یہاں پر وہی مذکورہ داستان نقل کی ہے)

اس کے بعد ابن حجر اضافہ کر کے لکھتا ہے:

یہ داستان صرف اسی طریقہ سے پہنچی ہے اور ابن مندہ نے بھی کہا ہے کہ: ابن شبرمہ کی یہ داستان تعجب خیز ہے!!!

خلاصہ:

سیف نے اس حدیث میں کبیس بن ہوذہ کو بنی حارث بن سدوس کے ان صحابیوں میں سے خلق کیا ہے جن کے ہمراہ اس نے پیغمبرؐ کی خدمت میں پہنچ کر آپؐ کی بیعت کی تھی اور رسول خداؐ نے بھی اس کیلئے ایک فرمان مرقوم فرمایا تھا۔ یہیں سے اس قسم کا نام پیغمبر خداؐ کے صحابیوں کی

۱۔ ابن شاہین، حافظ ابوحفص بن شاہین، عمر بن احمد بن عثمان بغدادی (۲۹۷۔۳۸۵) ہے۔ اس کی تالیفات وتصنیفات کی تعداد چھتیس بتائی گئی ہے، من جملہ کتاب ''معجم الشیوخ'' ہے جس میں سرکردہ روات حدیث شامل ہیں۔ ابن حجر نے اپنی کتاب ''اصابہ'' میں اس کتاب سے نقل کیا ہے۔

فہرست اور ''معجم الشیوخ'' کے سرکردہ راویوں میں قرار پاتا ہے اور اس کے نام رسول خداؐ کا ایک خیالی خط ایک حقیقی اور مسلم سند کے طور پر کتاب ''مجموعۃ الوثائق السیاسیۃ'' میں درج کیا جاتا ہے!!

ہم نے اس نمائندہ صحابی کو پہچاننے کیلئے سیرت اور تاریخ کی کتابوں جیسے، ابن سعد کی ''طبقات'' ابن ہشام کی ''سیرۃ'' بلاذری کی ''انساب الاشراف'' اور مقریزی کی ''امتاع الاسماع'' کے علاوہ دوسری کتابوں کا بھی مطالعہ کیا لیکن پیغمبر خداؐ کی خدمت میں پہنچنے والے مختلف وفود اور آنحضرتؐ کے اصحاب میں کہیں بھی ''کبیس'' کا نام نہیں دیکھا اور آنحضرتؐ کے فرامین میں کبیس کے نام پیغمبر خداؐ کے کسی فرمان یا خط کا مشاہدہ نہیں کیا! بلکہ ہم نے سیف کے اس خلق کردہ صحابی کو صرف سیف کی احادیث میں اور اس کے راویوں کے ہاں پایا۔

افسانۂ کبیس کے اسناد کی پڑتال

ہم نے کہا کہ کتاب ''استیعاب'' کے مصنف ابن عبدالبر نے اس صحابی کے حالات کی تشریح میں اس کی سند کا ذکر نہیں کیا ہے۔

ابن مندہ نے کبیس کی داستان کو سیف سے نقل کر کے اور ابن اثیر نے اسے تین مآخذ ''ب۔ ع، ذ'' کی علامت کے ساتھ درج کیا ہے۔

ذہبی نے اپنی کتاب ''تجرید'' میں کبیس کی نمائندگی کو سیف کی روایت کے مطابق ایاد بن لقیط سے نقل کیا ہے اور آخر میں ابن اثیر کے مآخذ کی اختصاری علامت ''ب، ع، ذ'' کی قید لگا دی ہے۔

ابن حجر نے اپنی کتاب ''اصابہ'' میں داستان کبیس کو ابن مندہ اور ابن شاہین کے قول کے

مطابق نقل کیا ہے۔

دوسری طرف ہم نے دیکھا کہ ابن مندہ، ابن شبرمہ کی اس حدیث پر تعجب کا اظہار کرتا ہے اور ابن حجر نے بھی اعتراف کیا ہے کہ یہ داستان صرف اس سند کے علاوہ کسی اور راوی سے نہیں ملی ہے، یعنی ابن شبرمہ تنہا شخص ہے جس نے یہ داستان بیان کی ہے۔ اس روایت کی تنہا سند ''ایاد بن لقیط'' ہے اور اس کا مرکزی کردار ''کبیس بن ہوذہ'' ہے!! یہی مسئلہ اس امر کا سبب بنتا ہے کہ مذکورہ دو دانشور ابن شبرمہ کی حدیث پر تعجب کا اظہار کریں جبکہ وہ اس امر سے غافل تھے کہ بیچارہ ابن شبرمہ کا کوئی قصور ہی نہیں ہے بلکہ اصلی مجرم اور قصوروار سیف بن عمر ہے جس نے جھوٹ گڑھ کر ابن شبرمہ کے سر تھوپا ہے!

کتاب ''تجرید'' میں ذہبی کی بات بھی ہمارے دعوے کو ثابت کرتی ہے جب وہ داستان کبیس بیان کرتے وقت کنایہ کے طور پر لکھتا ہے:

''سیف کی روایت کی بناء پر''

اس بنا پر سیف کی اس حدیث کے مآخذ حسب ذیل ہیں:

۱۔ عبداللہ بن شبرمہ ضبی کوفی (۷۲۔۱۴۴ھ) جو ان علماء کے نزدیک ثقہ اور ایک قابل اعتماد شخص تھا۔

۲۔ ایاد بن لقیط سدوسی: اسے تابعین کے چوتھے درجے میں قرار دیا گیا ہے اور ان کی نظر میں ثقہ ہے۔

۳۔ بنی حرث بن سدوس سے خود کبیس بن ہوذہ، چونکہ ہم نے اس کی داستان اور نام سیف

اور اس کے راویوں کے علاوہ کہیں نہیں دیکھا لہذا اس کو سیف کے جعلی اصحاب اور راویوں میں شمار کرتے ہیں۔

داستان کبیس کا نتیجہ

۱۔ایک نمائندہ صحابی، جس کے حالات پیغمبرؐ کے حقیقی صحابیوں کی فہرست میں قرار دیئے گئے ہیں۔

۲۔پیغمبر خداؐ کی حدیث شریف کا ایسا راوی جس کے حالات ''معجم الشیوخ'' کی روایتوں میں ملتے ہیں۔

۳۔پیغمبر خداؐ کا ایک خط، جس کا ذکر بعض متاخرین کے ذریعہ کتاب ''مجموعۃ الوثائق السیاسیہ'' میں کیا گیا ہے...

ان سب کو سیف نے تن تنہا خلق کیا ہے اور اپنے اس جعلی صحابی اور دو نامور راویوں --کہ ہم جن کی گردن پر ابن مندہ وابن حجر کے برخلاف سیف کے جھوٹ کا گناہ ڈالنا نہیں چاہتے --کی زبانی روایت نقل کی ہے۔

افسانۂ کبیس کی اشاعت کے ذرائع:

۱۔ابن شاہین (وفات ۳۸۵ھ) نے کتاب ''معجم الشیوخ'' میں۔

۲۔ابن مندہ (وفات ۳۹۵ھ) نے کتاب ''اسماء الصحابہ میں۔

۳۔ابونعیم (وفات ۴۳۰ھ) نے کتاب ''معرفۃ الصحابہ'' میں۔

۴۔ابن عبدالبر (وفات ۴۶۳ھ) نے کتاب ''الاستیعاب فی معرفۃ الصحابہ'' میں۔

۵۔ابن اثیر (وفات ۶۳۰ھ) نے کتاب ''اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ'' میں۔

۶۔ذہبی (وفات ۷۴۸ھ) نے کتاب ''تجرید اسماء الصحابہ'' میں۔

۷۔ابن حجر (وفات ۸۵۲ھ) نے کتاب ''الاصابۃ فی تمییز الصحابہ'' میں ابن شاہین سے نقل کر کے۔

۸۔اور حال ہی میں محمد حمید اللہ نے کتاب '' مجموعۃ الوثائق السیاسیۃ'' میں ابن کثیر سے نقل کر کے اس نے لکھا ہے کہ اس خط کا متن نقل نہیں ہوا ہے۔

مصادر وماخذ

کبیس کا نسب، اس کے حالات اور داستان:

۱۔ابن عبدالبر کی ''استیعاب'' (۲۲۷/۱) نمبر: ۹۷۰

۲۔ابن مندہ کی ''اسماء الصحابہ'' مدینۂ منورہ میں شیخ الاسلام لائبریری میں موجود قلمی نسخہ۔

۳۔ابن اثیر کی ''اسد الغابہ'' (۲۳۱/۴)

۴۔ذہبی کی ''تجرید'' (۲۹/۲)

۵۔''اصابہ'' (۲۷۰/۳) نمبر: ۷۳۷۶

۶۔سمعانی کی ''انساب'' لفظ ''السدوسی'' نمبر: ۲۹۴

۷۔ابن حزم کی ''جمہرہ'' (ص ۲۹۸۔۲۹۹)

ابن شاہین کے حالات

۱۔''تاریخ بغداد'' (۲۶۵/۱۱) نمبر: ۶۰۲۸

۲۔''کشف الظنون'' (۱۷۳۵/۲)

۳۔''ھدیۃ العارفین'' (۷۸۱/۲)

۴۔''شذرات'' (۱۱۷/۳)

۵۔اعلام زرکلی (۱۹۶/۵)

۶۔ ''معجم المؤلفین'' (۷/۲۷۳)

ابن مندہ کے حالات:

۱۔ ''عبر ذہبی'' (۳/۵۹)

۲۔ ''کشف الظنون'' (۱/۸۹)

۳۔ ''ھدیۃ العارفین'' (۲/۵۷)

ابونعیم کے حالات:

۱۔ ''عبر ذہبی'' (۳/۱۷۰)

۲۔ ''کشف الظنون'' (۲/۱۷۳۹)

عبداللہ شبرمہ کے حالات

۱۔ تاریخ بخاری ۳/ق (۱/۱۱۷)

۲۔ ''جرح وتعدیل'' رازی ۲/ق (۲/۸۲) اسی طرح تہذیب میں۔

ایاد بن لقیط کے حالات:

۱۔ تاریخ بخاری ا/ق (۲/۶۹)

۲۔ ابن عساکر کی ''تہذیب'' (۱/۳۸۶)

۳۔ ''الجمع بین رجال الصحیحین'' (۱/۵۲)

۴۔ ''تقریب'' (۱/۸۶)

ڈاکٹر محمد حمید اللہ کا نظریہ:

۱۔ مجموعہ وثائق سیاسی ص ۹۹ نمبر: ۲۳۴ طبع قاہرہ، انجمن تالیف وترجمہ ونشر کتاب ۱۹۴۱ء

اسناد

۱۔ معجم قبائل العرب' رضا کحالہ ج ۲ طبع ہاشمیہ' دمشق ۱۹۴۹ء

۲۔ ابن درید کی ''اشتقاق''

۳۔ نویری کی ''نہایۃ الارب''

۴۔ ابن اثیر کی ''لباب الانساب''

چوتھا حصہ

رسول خداؐ اور ابو بکرؓ کے گماشتے اور کارگزار

- ۳۰۔ عبید بن صخر بن لوذان انصاری، سلمی
- ۳۱۔ صخر بن لوذان
- ۳۲۔ عکاشہ بن ثور
- ۳۳۔ عبد اللہ بن ثور
- ۳۴۔ عبید اللہ بن ثور

تیسواں جعلی صحابی

عبید بن صخر

اس صحابی کے تعارف کے سلسلہ میں ہم کتاب ''استیعاب'' میں یوں پڑھتے ہیں:

عبید بن صخر بن لوذان انصاری ان افراد میں سے ہے جسے پیغمبر خداؐ نے اپنے گماشتے اور کارگزار کی حیثیت سے یمن میں مأمور فرمایا تھا۔

کتاب ''اسد الغابہ'' اور ''تجرید'' میں آیا ہے:

عبید ان افراد میں سے ہے جسے رسول خداؐ نے معاذ بن جبل[1] کے ہمراہ یمن بھیجا ہے وہ....

کتاب ''اصابہ'' میں بھی یوں لکھا ہے:

بغوی اور دوسروں نے اس ـــ عبید بن صخر ـــ کو رسول خداؐ کے اصحاب میں شمار کیا ہے۔ ابن سکن کہتا ہے: کہا گیا ہے کہ اس نے پیغمبر خداؐ کی مصاحبت کا شرف حاصل کیا ہے۔ لیکن اس حدیث کے اسناد صحیح اور قابل اعتبار نہیں ہیں۔

۱۔ معاذ بن جبل انصاری ۲۱ سالہ تھے جب انہوں نے جنگِ بدر میں شرکت کی تھی۔ عمرؓ، دوسرے خلیفہ نے معاذ کی تعریف میں کہا ہے: ''عورتیں معاذ جیسے مرد کو جنم دینے میں بے بس ہیں'' معاذ نے ۱۷ یا ۱۸ھ میں طاعون میں مبتلا ہونے کی وجہ سے وفات پائی۔ ''اسد الغابہ (۴۰۶/۳)

اس صحابی کا نسب

طبری نے اپنی تاریخ میں سیف کی روایت سے استناد کر کے عبید کے نسب کو یوں بیان کیا ہے:

''عبید بن صخر بن لوذان سلمی''

البتہ اس شجرۂ نسب کو سیف نے گھڑ لیا ہے اور طبری نے اسے اپنی کتاب میں درج کیا ہے۔ جبکہ نہ مادۂ ''سلمی'' میں انصار کے زمرہ میں عبید بن صخر کا کہیں نام آیا ہے اور نہ بنی لوذان۔ یہ بات بھی کہہ دیں: جیسا کہ انساب کی کتابوں میں آیا ہے کہ'' لوذان'' اور ''سلمی'' ایک قبیلہ میں قابل جمع نہیں ہیں، کیونکہ سلمی بنی تزید بن جشم بن خزرج کے سلسلۂ سلمۃ بن سعد'' کی طرف نسبت ہے[1]

اب اگر لوذان ''اوسی'' ہو تو اس قبیلہ سے ہوگا: ''لوذان بن عمرو بن عوف ابن مالک بن اوس'' اس صورت میں واضح ہے کہ یہ قبیلہ سلمی خزرجی کے نسب سے وابستہ نہیں ہو سکتا ہے۔

لیکن اگر ''لوذان'' خزرجی ہو تو درج ذیل تین قبیلوں میں سے ایک میں قرار پائے گا:

۱۔ لوذان بن سالم، بنی عوف بن خزرج سے۔

۲۔ لوذان بن عامر، بنی حارث بن خزرج سے۔

۱۔ کتاب لباب الانساب میں یہ نسب اس طرح آیا ہے، ضمناً نحویوں نے ''سلمی'' کے ''لام'' کو مفتوح (زبر) اور محدثین نے مکسور (زیر) پڑھا ہے۔

۳۔لوذان بن حارثہ،بنی مالک بن زید مناۃ سے،غضب بن جشم بن خزرج کے پوتوں میں سے۔

یہ سب ۔۔لوذان[1]۔عوف بن خزرج، حارث بن خزرج اور غضب بن خزرج کے بیٹے ہیں

جبکہ سلمٰی کی اولاد بنی تزید بن جشم بن خزرج کے فرزند ہیں۔

عبید بن صخر کی داستان

عبید کی یمن میں ماموریت: عبید کی داستان درج ذیل سات روایتوں کے ذریعہ معتبر مصادر میں ثبت ہوئی ہے:

ا۔''تاریخ طبری''میں سیف بن عمر سے روایت ہوئی ہے کہ اس نے کہا:

سہل بن یوسف نے اپنے باپ سے اس نے عبید بن صخر لوذان انصاری سلمی سے حکایت کی ہے کہ رسول خداؐ نے ۱۰ھ میں حجۃ الوداع کے مناسک انجام دینے کے بعد اپنے چند دیگر گماشتوں اور کارندوں کے ہمراہ عبید کو مأموریت دی ...

(یہاں تک کہ کہتا ہے) :

معاذ بن جبل کو بھی احکام اور قوانین اسلام کے معلم کے عنوان سے علاقہ حضرموت کی طرف روانہ فرمایا۔

ابن حجر نے بھی اپنی کتاب ''اصابہ'' میں عبید کے حالات پر روشنی ڈالتے ہوئے اسی روایت کی طرف اشارہ کیا ہے۔

ا۔''لوذان'' کے بارے میں ابن حزم کی کتاب ''جمہرہ'' کی طرف رجوع فرمائیں۔

۲۔طبری پھر اسی مذکورہ سند سے استناد کر کے لکھتا ہے: عبید بن صخر سے روایت ہوئی ہے کہ اس نے کہا:

جب ہم ''جَنَد''[۱] میں تھے اور وہاں کے باشندوں پر شائستہ صورت میں حکومت کرتے تھے۔ ہمارے درمیان خطوط اور قراردادوں کا تبادلہ ہوتا تھا، اسی اثناء میں اسود کی طرف سے مندرجہ ذیل مضمون کا ایک خط ہمارے پاس آیا:

ہمارے اوپر مسلط ہوئے تم لوگوں کو میں خبردار کرتا ہوں کہ جو کچھ ہماری سرزمینوں سے لے چکے ہو، انہیں ہمارے لئے ایک جگہ جمع کر دو کہ ہم ان چیزوں پر تم سے تصرف کا تم سے زیادہ حق رکھتے ہیں....(یہاں تک کہ عبید کہتا ہے) ہمیں اطلاع ملی ہے کہ۔۔۔اسود۔۔۔نے ''باذام''[۲] کو قتل کر کے ایرانیوں کو وہاں سے بھگا دیا ہے اور صنعا پر قبضہ کر لیا ہے۔ معاذ بن جبل نے بھی فرار کر کے ابوموسیٰ اشعری[۳] کے ہمراہ حضرموت میں پناہ لے لی ہے۔ دوسرے گورنر اور علاقہ کے

۱۔حموی کی ''معجم البلدان'' میں لفظ ''جَنَد'' کے بارے میں یوں آیا ہے: اسلام کے دور میں حکومتی لحاظ سے یمن تین علاقوں میں تقسیم ہوتا تھا۔ ان میں سے سب سے بڑا ''جَنَد'' نام کا علاقہ تھا۔ یہ صنعا سے ۵۸ فرسخ کی دوری پر واقع ہے....

۲۔باذام یا باذان ایک ایرانی تھا جو گزشتہ زمانے میں ایران کے بادشاہ کی طرف سے یمن پر حکومت کرتا تھا۔ ایران کے بادشاہ کے مرنے کے بعد باذام اسلام لایا اور مرتے دم تک یا مدعی پیغمبری ''اسود'' کے ہاتھوں قتل ہونے تک اسی حالت میں یمن میں زندگی بسر کرتا رہا ''اصابہ'' ابن حجر (۱/۱۷۱) ''فتح البلدان'' بلاذری (۱۲۶)

۳۔ابوموسیٰ اشعری، اس کا نام عبداللہ بن قیس ہے جو قبائل قحطان کے بنی اشعر سے ہے ابوموسیٰ مکہ آیا اور سعید بن عاص اموی سے عہد و پیمان کر کے پھر اسلام لایا۔ عمرؓ نے اپنی خلافت کے زمانے میں اسے بصرہ کا گورنر منصوب کیا۔ لیکن عثمان کے خلافت پر بیٹھنے کے بعد اسے معزول کیا گیا اور ایک بار پھر لوگوں کے مطالبے پر اسے کوفہ کا گورنر مقرر کیا اور امیر المؤمنین کی خلافت تک اسی عہدے پر فائز تھا۔ امیر المؤمنین نے ابوموسیٰ کو کوفہ کی گورنری سے معزول کیا۔ جب صفین کی جنگ میں مسئلہ حکمیت پیش آیا>>>>>

گماشتے طاہر ابو ہالہ کے گرد جمع ہوئے ہیں۔

ابن حجر بھی عبید کے حالات پر روشنی ڈالتے ہوئے اپنی کتاب ''اصابہ'' میں اس داستان کا آغاز کرتا ہے:

اور سیف نے اپنی کتاب ''فتوح'' میں ذکر کیا ہے...(مذکورہ داستان کو نقل کرتا ہے)

۳۔ طبری ایک دوسری جگہ پر اپنی کتاب میں اسی گزشتہ سند کے مطابق لکھتا ہے:

عبید بن صخر سے روایت ہوئی ہے کہ اس نے کہا: اسود عنسی کے کام میں آغاز سے انجام تک تین مہینے لگ گئے۔

طبری کے ہاں عبید کی یہی روایتیں تھی جو ہم نے بیان کیں۔ لیکن دوسروں کے ہاں درج ذیل مطالب دیکھنے میں آتے ہیں:

۴۔ ابن مندہ نے اپنی کتاب ''اسماء الصحابہ'' میں اور ابن اثیر نے ''اسد الغابہ'' میں سیف بن عمر سے اس نے سہل بن یوسف بن سہل انصاری سے اس نے اپنے باپ سے اس نے عبید بن صخر بن لوذان انصاری سے نقل کر کے لکھا ہے:

رسول خدا نے یمن میں موجود اپنے تمام گماشتوں اور کارندوں کو یہ حکم دیا کہ: قرآن زیادہ پڑھیں، ایک دوسرے کی مسلسل پند و نصیحت کریں، کیونکہ ماموریت کے علاقہ میں گماشتوں اور کارندوں کیلئے وہ سب سے زیادہ طاقتور پشت پناہ ہے جو خدا کی

>>> تو عراق کے لوگوں نے امیر المؤمنین کی مرضی کے خلاف ابو موسیٰ کو حکم کے عنوان سے انتخاب کیا۔ ابو موسیٰ نے یہاں پر عمرو عاص سے دھوکہ کھایا اور شرمندگی کی حالت میں مکہ چلا گیا اور وہیں پر ۴۲ یا ۴۴ یا ۵۲ میں وفات پائی، ''استیعاب''، ''اسد الغابہ'' اور ''اصابہ'' میں اس کے حالات درج ہیں۔

مرضی کے مطابق عمل کرے۔ دوسروں کی ملامت اور سرزنش سے خوفزدہ نہ ہونا اور جس خدا کی طرف پلٹنا ہے اسے مدنظر رکھنا۔

ابن حجر نے اپنی کتاب ''اصابہ'' میں اسی مطلب کو ابن سکن، بغوی اور طبری سے نقل کر کے درج کیا ہے جبکہ ہم نے تاریخ طبری کے نسخوں میں اس قسم کی حدیث کو نہیں پایا۔

۵۔ ابن عبدالبر ''استیعاب'' میں لکھتا ہے:

سیف نے سہل بن یوسف بن سہل سے اس نے اپنے باپ سے اور اس نے عبید بن صخر لوذان[1] انصاری سے روایت کی ہے کہ اس نے کہا:

رسول خداؐ نے حکم دیا تھا کہ آپؐ کے گماشتے اور کارندے یمن میں ہر تیس گائے میں سے ایک سالہ گائے کا ایک بچھڑا اور ہر چالیس گائے میں سے ایک گائے کو صدقات کے طور پر وصول کریں اور ان دو حد نصاب کے درمیان ادا کرنے والے پر کوئی اور چیز بعنوان زکات نہیں ہے۔

ابن اثیر اسی حدیث کو ''اسد الغابہ'' میں نقل کرتے ہوئے اضافہ کرتا ہے اس حدیث کو دیگر تین مصادر نے بھی نقل کیا ہے۔

ابن اثیر کی مراد یہ ہے کہ سیف کی اس حدیث کو ابن عبدالبر نے ''استیعاب'' میں ابن مندہ نے ''اسماء الصحابہ'' میں اور ابو نعیم نے ''معجم الصحابہ'' میں نقل کیا ہے۔

۶۔ چند دانشوروں جیسے: بغوی نے اپنی کتاب ''معجم الصحابہ'' میں، معاذ بن جبل کے حالات

۱۔ لوذان'' کے سلسلے میں ابن حزم کی ''جمہرۃ انساب'' مطالعہ کی جائے۔

میں ابن قانع نے اپنی کتاب ''معجم الصحابہ'' میں اور ابن مندہ نے اپنی کتاب ''اسماء الصحابہ'' میں عبید بن صخر کے حالات پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھا ہے:

سیف بن عمر نے سہل بن یوسف بن سہل سے، اس نے اپنے باپ سے اس نے عبید بن صخر بن لوذان سے ۔۔ جو خود ان افراد میں سے تھا جسے رسول خداؐ نے اپنے دیگر گماشتوں کے ہمراہ مأموریت پر یمن بھیجا تھا ۔۔ روایت کی ہے کہ رسول خداؐ نے معاذ بن جبل کو یمن کی طرف بعنوان معلم روانہ کرتے وقت فرمایا:

میں دین میں تمہارے مقام و منزلت اور یہ کہ تم نے کس حد تک دین سے استفادہ کیا ہے، جانتا ہوں، میں نے ''تحفہ و تحائف'' تم پر حلال کر دئے پس اگر تم نے تحفہ کے عنوان سے کوئی چیز دی جائے تو اسے قبول کرنا! معاذ بن جبل جب یمن سے مدینہ واپس آ رہے تھے، تو تیس جانوروں کو اپنے ہمراہ لے آ رہے تھے جو انہیں ہدیہ کے طور پر دئے گئے تھے!!

ابن حجر نے بھی اس حدیث کو عبید کے حالات کی تشریح میں ابن سکن اور طبری سے نقل کر کے اور معاذ کے حالات کی تشریح میں براہ راست سیف کی کتاب ''فتوح'' سے نقل کر کے اپنی کتاب ''اصابہ'' میں درج کیا ہے جب کہ ہم نے مذکورہ حدیث کو تاریخ طبری کے موجودہ نسخوں میں نہیں پایا۔

۷۔ ذہبی اپنی کتاب ''سیر اعلام النبلاء'' میں معاذ بن جبل کے حالات میں لکھتا ہے:

سیف بن عمر نے سہل بن یوسف بن سہل سے اس نے اپنے باپ سے اس نے عبید بن صخر سے روایت کی ہے کہ جب معاذ بن جبل رسول خداؐ کی طرف سے مأموریت پر صوب کی طرف روانہ ہو رہے تھے تو رخصت کے وقت آنحضرتؐ نے

ان سے فرمایا:

خدا تجھے ہر حادثہ کے مقابلے میں محفوظ رکھے اور تجھے جن وانسان کے شر سے بچائے۔ جب معاذ چلے گئے تو رسول خداؐ نے انکی ستائش میں فرمایا: وہ ایسی حالت میں دنیا سے اٹھے گا کہ اس کا مقام علماء و محققین سے بہت بلند ہوگا!!

بغوی نے بھی اس حدیث کو چند الفاظ کے اختلاف کے ساتھ معاذ کی تشریح میں درج کیا ہے۔

جیسا کہ ہم نے دیکھا کہ جن دانشوروں نے عبید بن صخر کے حالات کی تشریح میں اس کو اصحاب کے زمرہ میں شمار کیا ہے انہوں نے سیف کی ان ہی سات احادیث پر اعتماد کیا ہے۔

ابن قدامہ نے بھی سیف کی پانچویں حدیث پر اعتماد کر کے اپنی کتاب ''انصاری اصحاب کا نسب'' میں عبید کے حالات کی تشریح کرتے ہوئے دو جگہوں پر یوں بیان کیا ہے۔

ا۔ کتاب کے آخر میں چند معروف و مشہور اصحاب کا تعارف کراتے ہوئے عبید کے حالات کی تشریح میں لکھتا ہے:

عبید بن صخر بن لوذان انصاری کو رسول خداؐ نے اپنے گماشتے کے طور پر مأموریت دی ہے۔ یوسف بن سہل نے اس سے روایت کی ہے کہ اس نے کہا: پیغمبر خداؐ نے حکم فرمایا تھا کہ آپ کے گماشتے ہر تیس گائے کے مقابلہ میں ایک سالہ گائے کا ایک بچھڑا اور ہر چالیس گائے کے مقابلے میں ایک گائے کو صدقات کے

طور پر وصول کریں اور ان دو حدِ نصاب کے درمیان کسی چیز کا تعین نہیں ہوا ہے۔

۲۔''بنو مالک بن زید مناۃ'' کے باب میں بھی اس کے حالات کی تشریح کی گئی ہے۔ابن قدامہ نے عبید کے حالات کی وضاحت معروف و مشہور اصحاب کے باب میں کی ہے، کیونکہ عبید کی روایت کا ماخذ صرف سیف تھا اور سیف نے بھی عبید، اس کے باپ اور جد کے نام کے علاوہ کسی اور کا نام نہیں لیا ہے۔ چونکہ ''ابن قدامہ'' کو سیف کے اس جعلی صحابی کے شجرۂ نسب کا کوئی پتا نہ ملا لہذا مجبور ہو کر اسے ان صحابیوں کے باب میں قرار دیا ہے جو اپنے نام سے پہچانے گئے ہیں۔

''ابن قدامہ'' نے عبید کے نام کو دوبارہ ''بنو مالک بن زید مناۃ'' کے باب میں ذکر کیا ہے، کیونکہ اس نے یہ تصور کیا ہے کہ جس لوذان کو سیف نے عبید کے جد کے طور پر پہچنوایا ہے وہ وہی بنی مالک بن زید مناۃ کا لوذان بن حارثہ ہے لیکن وہ اس امر سے غافل رہا ہے کہ بنی مالک بن زید مناۃ، بنی غضب بن جشم خزرج میں سے ہے اور وہ قبیلہ سلمی کے علاوہ ہیں کہ جس قبیلہ سے سیف نے اپنے عبید کو خلق کیا ہے۔

کیونکہ جیسا کہ بیان کیا گیا کہ انصاریوں کے سلمی بنی سلمہ بن سعد، بنی تزید بن جشم بن خزرج سے ہیں کسی اور قبیلہ سے نہیں۔

ساتویں صدی ہجری کا نامور نسب شناس ابن قدامہ عبید بن صخر اور اس کی داستان کو مندرجہ ذیل مشہور و معروف کتابوں میں دیکھ کر متأثر ہوا ہے:

۱۔سیف ابن عمر کی کتاب ''فتوح'' (۱۲۰ھ تک باحیات تھا)

۲۔امام المؤرخین طبری کی تاریخ (وفات ۳۱۰ھ)

۳۔بغوی کی ''معجم الصحابہ'' (وفات ۳۱۷ھ)

۴۔ابن قانع کی ''معجم الصحابہ'' (وفات ۳۵۱ھ)

۵۔اسحاق بن مندہ کی ''اسماء الصحابہ'' (وفات ۳۹۵ھ)

۶۔ابونعیم (وفات ۴۳۰ھ) کی ''معرفۃ الصحابہ'' ابن اثیر کی روایت کے مطابق ''اسد الغابہ'' میں۔

۷۔ابن عبدالبر (وفات ۴۶۳ھ کی ''استیعاب'' میں

۸۔ابن مندہ (وفات ۴۷۰ھ) کی ''التاریخ المستخرج من الحدیث''

۹۔آخر میں ابن قدامہ (وفات ۶۲۰ھ) کی ''نسب الصحابہ من الانصار''۔ابن قدامہ نے مذکورہ کتابوں کے علاوہ ان جیسی دیگر کتابوں میں عبید کا نام دیکھا ہے اور یہ تصور کیا ہے کہ عبید رسولؐ خدا کا صحابی تھا۔اسی لئے اس کے نام کو اپنی کتاب میں درج کیا ہے۔

لیکن اس نے اور مذکورہ دوسرے دانشوروں نے اس مطلب کی طرف توجہ نہیں کی ہے کہ ان تمام روایتوں کا ماخذ صرف سیف بن عمر ہے جو کہ دروغ سازی اور زندیقی ہونے کا ملزم ٹھہرایا گیا ہے۔

عبید بن صخر کو اصحاب کے حالات پر روشنی ڈالنے والے تمام علماء نے رسول خداؐ کے اصحاب کے زمرے میں قرار دیا ہے۔لیکن ان حجر کے بقول ابن سکن (وفات ۳۵۳ھ) کا کہنا ہے: کہ

لوگ کہتے ہیں: وہ۔۔عبید۔۔اصحاب میں سے ہے۔لیکن اس کی حدیث کے اسناد صحیح اور قابل اعتماد نہیں ہیں۔

اس سے پتا چلتا ہے کہ ابن سکن اس صحابی اور اس کی حدیث کے بارے میں مشکوک تھا لیکن

اس نے اپنے شک وشبہہ کے سبب کا اظہار نہیں کیا ہے۔

ایسا لگتا ہے کہ ابن حجر بھی اس صحابی کے بارے میں غلط فہمی کا شکار ہوا ہے شاید اسی لئے اس نے اپنی بات کے اختتام پر اس کے بارے میں ''ز'' کی علامت لگائی ہے۔ اور ہم جانتے ہیں کہ ابن حجر اس رمز سے اس وقت کام لیتا جب اس صحابی کے بارے میں دوسرے تذکرہ نویسوں جیسے، ابن اثیر کی ''اسد الغابہ'' میں اور ذہبی کی ''تجرید'' میں لکھے گئے مطالب پر کچھ اضافہ کرتا یا ممکن ہے یہ غلطی عبارت نقل کرنے والے کی ہو۔

خلاصہ

ہم نے عبید بن صخر کو جس طرح اسے سیف نے خلق کیا ہے اس کی مذکورہ سات روایتوں میں پایا اور سیف نے اپنی اس تخلیق کو اس طرح پہنچوایا ہے:

۱۔ عبید وہ شخص تھا جسے پیغمبر خداؐ نے ۱۰ھ میں حجۃ الوداع کے بعد اپنے گماشتے کی حیثیت سے یمن بھیجا تھا۔

۲۔ پیغمبر خداؐ نے اس دن اپنے کارندوں اور گماشتوں کو یمن کیلئے مأمور فرماتے ہوئے تاکید فرمائی ہے کہ اپنے امور میں زیادہ تر قرآن مجید کی طرف رجوع کریں اور...

۳۔ تیس گائے کیلئے حد نصاب گائے کے ایک سالہ ایک بچھڑے کو تعیین فرمایا ہے و...

۴۔ اور معاذ بن جبل کو اس کے ہمراہ اہالی یمن اور حضر موت کیلئے معلمؐ بن فرما کر فرمایا: میں نے تحفہ وتحائف تمہارے لئے حلال کر دیے ہیں۔ اور معاذ تیس جانوروں کو لئے مدینہ لوٹا، جو اسے تحفہ

کے طور پر ملے تھے۔

۵۔ یہاں پر پیغمبرؐ نے معاذ کے حق میں دعا کرتے ہوئے فرمایا: وہ قیامت کے دن اس حالت میں اٹھے گا کہ اس کا مقام تمام علماء اور محققین سے بلند ہوگا۔

۶۔ جھوٹی پیغمبری کا دعویٰ کرنے والے ''اسود'' نے پیغمبر خداؐ کے گماشتوں کو لکھا کہ ہماری جن سرزمینوں پر قابض ہوئے ہو، انھیں واپس کر دو، اس نے ایرانیوں سے جنگ کر کے انھیں شکست دی اور نتیجہ کے طور پر پیغمبر خداؐ کے دو گماشتے اور گورنر معاذ اور ابوموسیٰ جو یمانی قحطانی تھے، حضرموت بھاگ گئے اور باقی افراد نے یمانی گورنر طاہر ابوہالہ کے گرد جمع ہو کر وہاں پناہ لی۔

داستان عبید کے ماخذ کی پڑتال

سیف بن عمر نے مذکورہ سات احادیث کو سہل بن یوسف بن سہل سلمی سے اس نے اپنے باپ سے اور اس عبید بن صخر سے کہ سہل، یوسف اور عبید تینوں سیف کے خیالات کی ہیں، نقل کر کے بیان کیا ہے....

اس بحث و تحقیق کا نتیجہ

سیف نے روایت کی ہے کہ عبید بن صخر یمن میں رسول خداؐ کا کارندہ و گماشتہ تھا، لیکن ہم نے اس کا نام رسول خداؐ کے گماشتوں اور کارندوں کی فہرست میں سیف کے علاوہ اور وہ بھی افسانۂ طاہر میں، کہیں اور نہیں دیکھا۔ سیف نے عبید کی زبانی رسول خداؐ سے ایک حدیث نقل کی ہے جو کہ گائے کی زکات کا نصاب مقرر کرنے، آنحضرتؐ کے گماشتوں اور کارندوں کی راہنمائی معاذ کیلئے تحفہ لینے کو

حلال قرار دینے سے مربوط ہے اس کے علاوہ اس کی زبان سے مدعی پیغمبر ''اسود'' کی بغاوت، پیغمبر کے گماشتوں اور کارندوں کے ابو ہالہ مضری کے ہاں پناہ لینے اور ارتداد کے دیگر واقعات کے بارے میں بھی ایک روایت نقل کی ہے ہمیں اس قسم کے مطالب رجال اور روات کی تشریح سے مربوط کتابوں میں کہیں بھی نہیں ملے۔

جو کچھ ہم نے سیف کے ہاں عبید بن صخر کے بارے پایا یہی تھا جس کا ہم نے ذکر کیا سیف نے ان روایتوں میں عبید کی شجاعتوں اور دلاوریوں کا کوئی ذکر نہیں کیا ہے اور قصیدوں، رزمی اشعار اور میدان کارزار میں خودستائیو کا کوئی ذکر نہیں کیا ہے۔ اس کا سبب یہ ہے کہ سیف شجاعتوں' پہلوانیوں، جنگی کارناموں اور رجز خوانیوں کو پہلے مرحلہ میں صرف خاندان تمیم کیلئے اور دوسرے درجے میں مضر اور ان کے ہم پیمانوں کیلئے خلق کرتا ہے اس کے بعد کے درجے کے کردار ان کے حامیوں اور طرفداروں کیلئے مخصوص کرتا ہے تا کہ وہ سیف کے اصلی سورماؤں کیلئے مداحی اور قصیدہ خوانی کریں، اور گرفتاری و مشکلات میں ان کے ہاں پناہ لیں اور ان کے سائے میں اطمینان اور آرام کا سانس لیں۔ اور یہ وہی دوسرا کردار ہے جسے سیف نے اس افسانہ میں عبید بن صخر انصاری سبائی یمانی کیلئے بیان کیا ہے۔

یہاں پر بیجا نہیں ہوگا اگر ہم یہ کہیں کہ سیف نے رسول خداؐ سے نسبت دی گئی جھوٹی حدیث کے مطابق اور اس کے دعوے کے مطابق رسول خداؐ معاذ بن جبل سے فرماتے ہیں ''تحفہ وتحائف کو میں نے تم پر حلال کر دیا ہے'' یہاں تک کہ کہتا ہے: ''معاذ اپنی ماموریت کی جگہ سے تیس حیوانوں کو لے کر مدینہ لوٹے، جو انہیں تحفہ کے طور پر ملے تھے'' یہ سب اسلئے ہے کہ سیف خاندان ''بنی امیہ''

کے حکام کا دفاع کرے اور حکمرانی کے دوران ان کے نامناسب اقدام اور جبری طور پر لوگوں سے مال لینے اور رشوت ستانیوں کی معاذ کے اس افسانہ کے ذریعہ توجیہ کرے

بنی امیہ کے سرداروں کے اجبار، زبردستی اور رشوت ستانی کی توجیہ کرنے کی سیف کی کوشش اس لئے ہے کہ وہ اس خاندان سے تعلق رکھتے ہیں جن کے مقام ومنزلت کا تحفظ اوران کے افتخارات کا دفاع درحقیقت سیف کا اپنا مشن ہے۔

اکتیسواں جعلی صحابی

صخر بن لوذان انصاری

یہاں تک جو کچھ ہم نے بیان کیا وہ سیف بن عمر کے صرف ایک جعلی اور خیالی صحابی عبید بن صخر کے بارے میں اس کے جھوٹ پر مبنی روایتیں تھیں۔ لیکن بعض علماء اس سلسلے میں غلط فہمی کا شکار ہوئے ہیں اور اسی سیف کے ایک جعلی صحابی کو دو شخص تصور کر بیٹھے ہیں اور ہر ایک کے حالات پر الگ الگ تشریحیں لکھی ہیں، ملاحظہ فرمایئے:

ابوالقاسم، عبدالرحمان بن محمد بن اسحاق بن مندہ (وفات ۴۷۰ھ)[1] اپنی کتاب " التاریخ المستخرج من کتب الناس فی الحدیث" کے باب "صاد" میں یوں لکھتا ہے:

صخر بن لوذان، حجاز کا رہنے والا اور عبید کا باپ ہے۔ رسول خداؐ نے اسے عمار کے ہمراہ مأموریت پر بھیجا ہے۔ درج ذیل حدیث اس کے بیٹے عبید نے اس سے روایت کی ہے:

تعاهدو الناس بالتذكرة و الموعظة

اس کے بعد باب "عین" میں لکھتا ہے:

عبید بن صخر بن لوذان حجاز کا باشندہ ہے اور یوسف بن سہل انصاری نے اس سے حدیث قرآن اور

۱۔ جیسا کہ کتاب "العبر" (۳/۴/۲۷) میں آیا ہے کہ ابوالقاسم دراصل اصفہانی تھا، وہ حافظِ حدیث اور بہت سی کتابوں کا مصنف تھا، اس کے بہت سے مرید تھے اہل سنت، مکتف خلفاء کی پیروی کرنے میں سخت متعصب انسان تھا اور خدا کے لئے جسم کا قائل تھا، ابوالقاسم نے ۸۹ سال زندگی کی ہے)

کتاب کی روایت کی ہے۔

اس طرح ابن مندہ کا پوتا ابوالقاسم غلط فہمی کا شکار ہوا ہے اور سیف کے ایک جعلی صحابی کو دو شخص سمجھ کر اس کی ایک من گڑھت حدیث کو دو حدیث تصور کیا ہے اور انہیں اپنی کتاب میں درج کیا ہے!

یہ اس حالت میں ہے کہ سیف کا جعلی صحابی وہی عبید بن صخر لوذان ہے جس کے لئے سیف نے حدیث گڑھی ہے جو ابن اثیر کی ''اسد الغابہ'' اور ابن حجر کی ''اصابہ'' میں درج ہوئی ہے، حسبِ ذیل ہے:

سیف بن عمر نے سہل بن یوسف بن سہل سے اس نے اپنے باپ سے اور اس نے عبید بن صخر بن لوذان سے روایت کی ہے کہ رسول خداؐ نے اپنے گماشتوں اور کارندوں کو یمن میں متعین کر کے فرمایا:

تعاهدوا القرآن بالمذاكرة و اتبعوا الموعظة

لیکن اس جعلی حدیث کا متن ابن مندہ کی کتاب ''اسماء الصحابہ'' میں تحریف ہو کر یوں ذکر ہوا ہے:

تعاهدوا الناس بالمذاكرة و اتبعوا الموعظة

اور یہی امر ابوالقاسم کے غلط فہمی سے دوچار ہونے کا سبب بنا ہے اور وہ اس ایک حدیث کو دو تصور کر بیٹھا ہے ان میں سے ایک '' تعاهدوا الناس بالمذاكره'' کو اس کے خیال میں عبید نے اپنے باپ صخر سے نقل کیا ہے اور دوسری '' تعاهدوا القرآن بالمذاكره...'' جسے اس کے زعم میں یوسف بن سہل نے عبید سے قرآن و کتاب کے بارے میں نقل کیا ہے۔

یہاں پر ہم تقریباً یقین کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ ان دو دانشوروں کے سیف کی ایک خیالی حدیث کو دو جاننے کا سبب یہی تھا۔لیکن ہم یہ سمجھنے سے قاصر ہیں کہ کس طرح عبید کے باپ، صخر کے بارے میں غلطی فہمی کا شکار ہوا ہے اور تصور کیا ہے کہ سیف نے اس سے اس کے بیٹے عبید کے ذریعہ یہ حدیث روایت کی ہے؟ جبکہ ہم نے گزشتہ تمام مصادر میں کہیں ایسی چیز نہیں دیکھی۔

ہم یہ بھی کہہ دیں کہ یہ دانشور اسی سلسلہ میں چند دیگر غلط فہمیوں کا بھی شکار ہوا ہے جیسے لکھتا ہے :رسول خداؐ نے صخر کو عمار کے ہمراہ یمن بھیجا، جبکہ اس قسم کا کوئی مطلب سیف کی احادیث میں نہیں آیا ہے۔

بہر حال سیف کی حدیث کو غلط پڑھنا اس امر کا سبب بنا ہے کہ سیف کے جعلی اصحاب کی فہرست میں ''صخر بن لوذان'' نامی ایک اور صحابی کا اضافہ ہو جائے اور اس کے جعلی صحابیوں کی تعداد بڑھ جائے۔

سیف کی احادیث کا نتیجہ

۱۔انصار میں سے دو صحابیوں کی تخلیق جن کے حالات کی تشریح اصحاب پیغمبرؐ سے مربوط کتابوں میں آئی ہے۔ان میں سے ایک کو پیغمبر خداؐ کے گماشتہ اور کارندہ بننے کی سعادت بھی حاصل ہوئی

۲۔آداب واحکام کے سلسلے میں رسول خداؐ کی ایک حدیث۔

۳۔ارتداد کی جنگوں کے بارے میں ایک خبر۔

یہ سب چیزیں اس سیف کی احادیث کے وجود کی برکت سے حاصل ہوئی ہیں جو وہ زندیقی

ہونے کا ملزم بھی ہے۔

۴۔ حجاز کے باشندوں میں سے رسول خدا کیلئے چند راویوں کی تخلیق، جن کے حالات پر علم رجال کی کتابوں میں روشنی ڈالی گئی ہے۔

سیف نے کن سے روایت کی؟

گزشتہ روایات کو سیف نے چند خیالی راویوں سے نقل کیا ہے۔

۱۔ سہل بن یوسف بن سہل سلمی اور ایسا ظاہر کیا ہے کہ اس سہل نے اپنے باپ یوسف سے روایت کی ہے۔

۲۔ یوسف بن سہل سلمی، کہ اس یوسف نے خود داستان کے کردار عبید سے روایت کی ہے۔

۳۔ عبید بن صخر بن لوذان سلمی، کہ یہ تینوں راوی سیف کے خیالات کی تخلیق ہیں۔

اس جھوٹ کو پھیلانے کے منابع:

ہم نے اس بحث کے دوران عبید کی روایت کو سیف سے نقل کرنے والے آٹھ منابع کا ذکر کیا ہے۔ باقی مصادر حسبِ ذیل ہیں:

۹۔ ابن سکن (وفات ۳۵۳ھ) ابن حجر کی روایت کے مطابق اس نے اپنی کتاب ''حروف الصحابہ'' میں ذکر کیا ہے۔

۱۰۔ ابن اثیر (وفات ۶۳۰ھ) نے ''اسد الغابہ'' میں۔

۱۱۔ ذہبی (وفات ۷۴۸ھ) نے اپنی ان کتابوں میں:

الف) ''تجرید اسماء الصحابہ''

ب) ''سیر اعلام النبلاء''

۱۲۔ ابن حجر (وفات ۸۵۲ھ) نے ''اصابہ'' میں۔

مصادر و مآخذ

عبید بن صخر کے حالات

۱۔ ابن عبد البر کی استیعاب (۲/۴۰۸)

۲۔ ابن اثیر کی ''اسد الغابہ'' (۳/۳۵۱)

۳۔ ذہبی کی ''تجرید'' (۱/۱۸۵۲)

۴۔ تاریخ طبری (۱/۱۸۵۲)

۵۔ ابن قانع کی ''معجم الصحابہ'' اس کا قلمی نسخہ کتاب خانہ حضرت امیر المؤمنینؑ نجف اشرف میں موجود ہے۔ ورقہ ۱۰۷ ب

۶۔ ابن مندہ کی ''تاریخ مستخرج'' (ص ۱۵۲)

۷۔ ''نسب الصحابہ من الانصار'' از ابن قدامہ (۱۸۲ اور ۳۵۰)

بنی سلمہ کا نسب

۱۔ ابن حزم کی ''جمہرۃ انساب'' (۳۵۸۔۳۶۱)

۲۔ ''اللباب'' لفظ ''سلمی'' (۱/۵۵۴)

قبیلۂ اوس میں بنی لوذان کا نسب

۱۔ ابن حزم کی ''جمہرہ'' صفحات (۳۳۲، ۳۳۷، ۳۴۰) اور (۳۵۳، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۵۶)

اسود عنسی کی داستان اور عبید بن صخر کی بات

ا۔ ''تاریخ طبری'' (۱/۱۸۵۳، ۱۸۶۸، و ۱۸۶۸)

۲۔ ابن مندہ کی ''اسماء الصحابہ'' عبید کے حالات کے ضمن میں۔

اس کا قلمی نسخہ کتاب خانہ ''عارف افندی'' مدینہ منورہ میں موجود ہے۔

معاذ بن جبل کے حالات

ا۔ بغوی کی ''معجم الصحابہ'' (۲۱/۱۰۶) اس کتاب کا ایک نسخہ کتاب خانہ آیت اللہ مرعشی نجفی، قم میں موجود ہے۔

۲۔ ابن حجر کی ''اصابہ'' (۳/۴۰۶)

۳۔ ذہبی کی ''سیر اعلام النبلاء'' (۱/۳۱۸۔۳۲۵)

صخر بن لوذان کے حالات:

ا۔ تاریخ المستخرج'' تالیف ابوالقاسم عبدالرحمان بن اسحاق بن مندہ، ورقہ ۱۴۰۔

بتیسواں جعلی صحابی

عکاشہ بن ثور الغوثی

عکاشہ، یمن میں ایک کارگزار کی حیثیت سے:

طبری، مدعی پیغمبری ''اسود'' کی داستان اور ۱۱ھ کے واقعات کے ضمن میں سیف بن عمر سے نقل کر کے لکھتا ہے:

۱۰ھ میں جب رسول خداؐ نے فریضہ حج (وہی حجۃ الوداع) انجام دیا، تو آنحضرتؐ کے گماشتہ ''باذام'' نے یمن میں وفات پائی۔ رسول خداؐ نے اس کی مأموریت کے علاقہ کو حسبِ ذیل چند اصحاب میں تقسیم فرمایا:

اس کے بعد طبری، پیغمبر خداؐ کے یمن کیلئے مأموریت پر بھیجے گئے اشخاص میں طاہر ابو ہالہ ـــ جسے سیف نے حضرت خدیجہؑ کا بیٹا اور رسول اللہ کا پروردہ بتایا ہے ـــ کا نام لے کر کہتا ہے:

اور زیاد بن لبید بیاضی کو حضرموت پر اور عکاشہ بن ثور بن اصغر غوثی کو سکاسک و سکون اور بنی معاویہ بن کندہ پر مأمور فرمایا....(تا آخر)

طبری نے، اس روایت کے بعد ایک دوسری روایت میں لکھا ہے:

رسول خداؐ، مناسک حج انجام دینے کے بعد مدینہ لوٹے اور یمن کی حکومت کو چند سر کردہ اصحاب کے درمیان تقسیم فرمایا اوران میں سے ہر ایک کی مأموریت کے حدود کو معین فرمایا۔

(یہاں تک کہ لکھتا ہے:)

عک اور اشعریین پر طاہر ابو ہالہ کو معین فرمایا اور حضر موت کے اطراف جیسے، سکاسک وسکون پر عکاشہ بن ثور کو مأمور فرمایا اور بنی معاویہ بن کندہ پر عبد اللہ[1] یا مہاجر کو نامزد فرمایا۔ لیکن مہاجر بیمار ہو گیا اور مأموریت کی جگہ پر نہ جا سکا مگر، صحت یاب ہونے اور رسولؐ خدا کی رحلت کے بعد ابو بکرؓ نے اسے مأموریت پر بھیجا۔ عکاشہ[2] اور دیگر لوگ اپنی مأموریت کی طرف روانہ ہوئے۔

حضر موت پر زیاد بن لبید کو مأمور فرمایا گیا اور وہ مہاجر کی عدم موجودگی میں اس کی مسئولیت کو بھی نبھاتا رہا۔

یہ لوگ پیغمبر خداؐ کی رحلت تک یمن اور حضر موت میں آنحضرتؐ کے گماشتے اور کارگزار تھے۔

طبری نے ایک اور روایت میں عبید بن صخر۔ سیف کے افسانہ کے مطابق جو خود بھی یمن میں رسول

۱۔ یہاں پر عبد اللہ سے سیف کی مراد عبد اللہ بن ثور ہے جو اس کا اپنا خلق کردہ ہے، تعجب کی بات ہے کہ سیف اپنے جھوٹ کو پیش کرنے میں اس طرح احتیاط و تقدس کا اظہار کرتے ہوئے کہتا ہے: مجھے نہیں معلوم یہ عبد اللہ تھا یا مہاجر!! تا کہ اس کا جھوٹ حق کی جگہ لے لے اور دلوں کو آرام ملے۔

۲۔ اصل میں "محصن" لکھا گیا ہے جو غلط ہے، کیونکہ عکاشہ بن محصن مدینہ میں تھا اور اس نے خالد کی فوج میں ہراول دستے کے طور پر طلیحہ سے جنگ میں شرکت کی ہے اور اس کے ہاتھوں قتل ہوا ہے اس مطلب کو سیف اور دوسروں نے ذکر کیا ہے لیکن جو کچھ یمن میں رسول اللہؐ کے گماشتوں اور کارگزاروں کے بارے اور حضر موت میں ارتداد کی جنگوں کے بارے میں سیف کی روایتوں میں آیا ہے وہ "عکاشہ بن ثور" سے مربوط ہے۔

خداؐ کا کارگزار تھا۔ سے نقل کر کے لکھا ہے:

جب ہم اس علاقہ ۔۔ مأموریت کی جگہ۔۔ کو شائستہ طریقے پر چلا رہے تھے، ہمیں پیغمبری کا دعویٰ کرنے والے اسود کا ایک خط ملا، اس میں لکھا تھا۔

اے لوگو! جو ناخواستہ ہم پر مسلط ہوئے ہو! اور ہماری ملکیت میں داخل ہوئے ہو جو کچھ ہماری سرزمین سے لوٹ چکے ہو' اسے ایک جگہ ہمارے لئے جمع کردو، ہم تمہاری نسبت اس پر تصرف کرنے کے زیادہ سزاوار ہیں...(یہاں تک لج کہتا ہے:)

ہمیں خبر ملی کہ اسود نے صنعا پر قبضہ کیا کرلیا ہے اور پیغمبرؐ کے تمام کارگزار وہاں سے بھاگ گئے ہیں اور باقی امراء اور حاکم طاہر ابوہالہ کے ہاں جا کر پناہ لے چکے ہیں۔

طبری حضرموت کے باشندوں کے مرتد ہونے کے بارے میں ۱۱ ھ کے حوادث کے ضمن میں لکھتا ہے:

پیغمبر خداؐ کی رحلت کے وقت حضرموت اور دیگر شہروں میں آنحضرتؐ کے گماشتے اور کارگزار حسبِ ذیل تھے:

زیاد بن لبید بیاضی، حضرموت پر، عکاشہ بن ثور سکاسک وسکون پر اور مہاجر کندہ پر، مہاجر اسی طرح مدینہ میں رہا اور جائے مأموریت پر نہ گیا یہاں تک کہ رسول خداؐ نے رحلت فرمائی۔ اس کے بعد ابو بکرؓ نے اسے باغیوں سے نمٹنے کیلئے یمن بھیجا اور حکم دیا کہ بغاوت کو کچلنے کے بعد اپنی مأموریت کی جگہ پر جائے۔

اس روایت کو نقل کرنے کے بعد طبری ایک دوسری روایت میں لکھتا ہے:

رسول خداؐ نے مہاجر بن ابی امیہ کو کندہ کیلئے ماٴمور فرمایا لیکن مہاجر بیمار ہو گیا اور ماٴموریت کی جگہ پر نہ جا سکا، لہذا آنحضرتؐ نے زیاد کے نام ایک خط لکھا تا کہ مہاجر کے فرائض نبھائے۔

مہاجر کے صحت یاب ہونے کے بعد، ابوبکرؓ نے اس کی ماٴموریت کی تائید کی اور حکم دیا کہ پہلے نجران کے باغیوں سے نپٹنے کیلئے یمن کے دور دراز علاقوں تک جائے۔ یہی وجہ تھی کہ زیاد بن ولید اور عکاشہ نے کندہ کی لڑائی میں مہاجر کے آنے تک تاخیر کی۔

تینتیسواں جعلی صحابی

عبداللہ بن ثور الغوثی

عبداللہ ثور، ابوبکرؓ کا کارگزار

طبری نے سیف بن عمر سے نقل کر کے طاہر ابو ہالہ کی داستان میں لکھا ہے:

اس سے پہلے ابوبکرؓ نے ''عبداللہ بن ثور بن اصغر'' کو فرمان جاری کیا تھا کہ اعراب اور تہامہ کے لوگوں میں سے جو بھی چاہے اس کی فوج میں شامل ہو سکتا ہے، اور عبداللہ کو تاکید کی تھی کہ ابوبکرؓ کے حکم کے پہنچنے تک وہیں پر رکا رہے....

سیف کہتا ہے:

جب مہاجر ابوبکرؓ سے رخصت لے کر مأموریت پر روانہ ہوا تو عبداللہ ثور تمام سپاہیوں سمیت اس سے ملحق ہوا..(اس کے بعد کہتا ہے:)

مہاجر نجران سے ''لجبیہ'' کی طرف روانہ ہوا۔ وہاں پر اسود کے بھاگے مرتد سپاہیوں نے اس سے پناہ کی درخواست کی۔ لیکن مہاجر نے ان کی یہ درخواست منظور نہیں کی۔

طبری اس مطلب کے ضمن میں لکھتا ہے:

مہاجر کے سوار فوجیوں کی کمانڈ عبداللہ بن ثور غوثی کے ہاتھ میں تھی اخابث کے راستہ

پر عبداللہ کی ان فراریوں سے مڈبھیڑ ہوئی۔ اس نے ان سب کا قتل عام کیا۔

طبری نے ان تمام روایتوں کو صراحت کے ساتھ سیف بن عمر سے نقل کیا ہے اس کے بعد طبری صدقات کے امور میں ابوبکرؓ کے کارگزاروں کے بارے میں وضاحت کرتے ہوئے لکھتا ہے:

کہتے ہیں ..اس کے علاوہ عبداللہ بن ثور نے ۔۔۔قبیلۂ غوث کے افراد میں سے ایک شخص ۔۔کو علاقہ ''جرش'' پر مامور کیا۔

طبری نے اس حدیث کی سند کا ذکر نہیں کیا ہے لیکن ابن حجر عبداللہ کے حالات کی تشریح میں صراحت سے کہتا ہے کہ یہ حدیث سیف بن عمر سے نقل ہوئی ہے۔

عکاشہ اور عبداللہ کی داستان کے مآخذ کی تحقیق

ہم نے جو روایتیں سیف سے نقل کیں ہیں، ان میں درج ذیل جعلی راویوں کے نام دکھائی دیتے ہیں:

۱۔ سہل بن یوسف، چار روایتوں میں۔

۲۔ یوسف بن سہل، دو روایتوں میں۔

۳۔ اور درج ذیل سیف کے جعلی راوی میں سے ہر ایک نے ایک روایت نقل کی ہے:

۳۔ عبید بن صخر

۴۔ مستنیر بن یزید

۵۔ عروہ بن غزیہ

سیف کی روایتوں کا موازنہ

مذکورہ روایت، داستانِ اخابث (ناپاک) اور داستان عبید بن صخر میں طاہر ابو ہالہ کی روایت کی متمم ہے اور ہم نے ان دو صحابیوں کی بحث کے دوران ثابت کیا ہے کہ خود یہ اور ان کی داستانیں جعلی اور سیف بن عمر تمیمی کے خیالات کی تخلیق ہیں اور حقیقت میں ان کا کوئی وجود نہیں ہے۔

ان میں سے بعض روایات پیغمبری کے مدعی، اسود عنسی کی داستان سے مربوط ہیں' ہم نے کتاب ''عبداللہ بن سبا'' کی دوسری جلد میں اس پر مفصل روشنی ڈالی ہے اور وہاں پر ہم نے بتایا ہے کہ سیف نے کس طرح حقائق کو بدل کر رکھدیا ہے اور کن چیزوں میں تحریف اور تبدیلی کی ہے۔ یہاں پر اس کی تکرار کی مجال اور گنجائش نہیں ہے۔

ہاں، رسول خداؐ اور ابو بکرؓ کی طرف سے ان کی نمائندگی اور کارندوں کی حیثیت سے مأموریت کے بارے میں سیف کی روایت کو ہم نے تحقیق کے دوران خلیفہ بن خیاط اور ذہبی جیسے دانشوروں کے ہاں نہیں پایا اور نہ ہی رسول خداؐ اور ابو بکرؓ کے کارگزاروں کے حالات کی تشریح لکھنے والوں کے ہاں۔ یہ دو جعلی اصحاب کہیں دکھائی دیئے۔

روایت کا نتیجہ

سیف نے عکاشہ بن ثور غوثی اور اس کے بھائی عبد اللہ بن ثور غوثی کی روایت اپنی کتاب ''فتوح'' میں درج کر کے طبری جیسے دانشور کو ۱۰ـ۱۲ھ کے حوادث کے ضمن میں ان ہی مطالب کو نقل کر کے اپنی کتاب میں درج کرنے پر مجبور کیا ہے۔

ابن اثیر، ابن کثیر، ابن خلدون اور میر خواند نے بھی ان ہی مطالب کو طبری سے نقل کر کے اپنی تاریخوں میں درج کیا ہے۔

ابن عبد البر نے سیف کی تحریر پر اعتماد کر کے حسبِ ذیل مطالب کو اپنی کتاب ''استیعاب'' میں نقل کیا ہے:

عکاشہ بن ثور بن اصغر قرشی، رسول خداؐ کی طرف سے سکاسک، سکون اور بنی معاویۂ کندہ پر بعنوان گماشتہ اور کارندہ مأمور تھا۔ ان مطالب کو سیف نے اپنی کتاب میں درج کیا ہے، اور میں۔۔ ابن عبد البر۔۔ اس کے بارے میں اتنا ہی جانتا ہوں۔

ابن اثیر نے ابن عبد البر کی کتاب ''استیعاب'' سے عین عبارت کو نقل کیا ہے اور ذہبی نے انہی مطالب کو خلاصہ کے طور پر اپنی کتاب ''تجرید'' میں نقل کیا ہے۔

ابن حجر نے اپنی کتاب ''اصابہ'' میں یوں لکھا ہے:

عکاشہ بن ثور بن اصغر کا نام سیف نے داستان ارتداد کی ابتداء میں سہل بن یوسف سے اس نے اپنے باپ سے اس نے عبدی بن صخر بن لوذان سے نقل کر کے لکھا ہے کہ وہ سکاسک و سکون پر پیغمبر خداؐ کا گماشتہ اور کارندہ تھا۔ ابو عمر۔۔ ابن عبد البر۔۔ نے ان مطالب کو نقل کیا ہے۔

اس طرح ان دانشوروں نے سیف کی روایت پر اعتماد کر کے عکاشہ کے حالات سند کے ذکر کے ساتھ اپنی کتابوں میں پیغمبر خداؐ کے اصحاب کے حالات کی فہرست میں درج کیا گئے ہیں۔

روایات سیف پر اس اعتماد کی بنا پر، اس کے خیالی بھائی کے حالات کو بھی دیگر اصحاب پیغمبرؐ کی فہرست میں قرار دیا گیا ہے۔ توجہ فرمائیے کہ ابن حجر اس سلسلے میں کہتا ہے:

عبداللہ بن ثور، قبیلۂ بنی غوث کا ایک فرد ہے۔ اس کا نام سیف نے اپنی کتاب ''فتوح'' میں چند جگہوں پر ذکر کیا ہے۔ وہ ارتداد کی جنگوں میں سپاہ اسلام کا ایک سپہ سالار تھا۔ رسول خداؐ کی رحلت کے بعد ابوبکرؓ نے اس کے حق میں ایک فرمان جاری کیا کہ اعراب اور تہامہ کے باشندے اس کی اطاعت کریں اور اسی ۔۔عبداللہ۔۔ کے پرچم تلے جمع ہو جائیں۔ اور عبداللہ وہیں پر رکا رہے جب تک اس کیلئے حکم نہ پہنچے۔ سیف نے یہ بھی روایت کی ہے کہ وہ مہاجر بن ابی امیہ کے ہمراہ ''جرش'' کی گورنری کا عہدہ سنبھالنے کیلئے وہاں گیا اور وہاں سے صوب کی طرف کوچ کیا۔ اور ہم نے ۔۔ابن حجر۔۔ چند بار کہا ہے کہ ان دنوں رسم یہ تھی علاقائی حکومت یا فوجی کمانڈ کیلئے صرف رسول خداؐ کے صحابی کو ہی منصوب کرتے تھے (ز)

ابن حجر نے جو تشریح عبداللہ کے بارے میں لکھی ہے اس میں یہ مطالب ظاہر ہوتے ہیں:

۱۔ سیف نے اپنی کتاب ''فتوح'' میں چند جگہوں پر عبداللہ ابن ثور کا نام ذکر کیا ہے۔

۲۔ عبداللہ ارتداد کی جنگوں میں سپہ سالار تھا۔

۳۔ ابوبکرؓ نے اس کیلئے فرمان جاری کیا ہے کہ اعراب اور تہامہ میں اس کے حامی اس کے گرد جمع ہو کر حکم پہنچنے تک منتظر رہیں۔

۴۔ عبداللہ جب ''جرش'' کے گورنر کے طور پر منصوب ہوا تو وہ مہاجر کے ہمراہ روانہ ہوا تھا۔

تمام مطالب کو طبری نے سیف کی سند کے ذکر کے ساتھ اپنی تاریخ میں درج کیا ہے۔

صرف عبداللہ کی گورنری، جس کی سند طبری نے ذکر نہیں کی ہے۔ لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ ابن حجر نے اس حصہ کی سند بھی سیف کے نام کی صراحت کے ساتھ ذکر کی ہے۔

چونتیسواں جعلی صحابی

عبیداللہ بن ثور غوثی

ایسا لگتا ہے کہ ابن حجر جیسا جلیل القدر عالم سیف کی کتاب ''فتوح'' میں عبداللہ بن ثور کا نام پڑھتے وقت سخت غلطی کا شکار رہوا ہے اور اسے ''عبیداللہ بن ثور'' پڑھا ہے یا یہ کہ اس کے پاس موجود نسخہ میں اس نام میں یہ تبدیلی کتابت کی غلطی کی وجہ سے انجام پائی ہو۔

بہر حال خواہ یہ غلطی کتابت کی ہو یا محترم دانشور نے اسے غلط پڑھا ہو، اصل میں جو چیز ہے وہ یہ ہے کہ ابن حجر نے عبیداللہ بن ثور کے حالات پر اپنی کتاب ''اصابہ'' میں الگ سے روشنی ڈالی ہے اور لکھا ہے:

عکاشہ کے بھائی، عبیداللہ بن ثور بن اصغر عرنی کے بارے میں سیف نے کہا ہے کہ رسول خداؐ نے عکاشہ کو سکاسک اور سکون کیلئے اپنا گماشتہ مقرر فرمایا اور پیغمبر خداؐ کے بعد ابوبکرؓ نے اس کے بھائی عبیداللہ کو یمن کی حکمرانی پر منصوب کیا۔

ہم نے اس سے پہلے بھی کہا ہے کہ ان دنوں رسم یہ تھی کہ صرف صحابی کو حکومت اور سپہ سالاری پر منصوب کیا جاتا تھا۔(ز)

ابن حجر کی اس بات ''اس سے پہلے بھی ہم نے کہا ہے کہ اس زمانے میں یہ رسم...'' پر انشاء اللہ ہم اگلی بحثوں میں وضاحت کریں گے۔

جو کچھ ہم نے یہاں تک کہا وہ ثور کے تین بیٹوں کی داستان تھی جسے ہم نے تاریخ کی عام کتابوں اور رجال اور اصحاب کے حالات پر لکھی گئی کتابوں سے حاصل کیا ہے۔

لیکن جس چیز کو آپ ذیل میں مشاہدہ کر رہے ہیں وہ سیف کے ان تین جعلی اصحاب کے بارے میں انساب کی کتابوں میں درج ذیل مطالب ہیں:

مذکورہ تین اصحاب کا نسب

تاریخ طبری میں، سیف کی روایتوں کے مطابق ان تین ''غوثی'' صحابیوں کا شجرۂ نسب درج ہوا ہے۔ لیکن ''استیعاب'' میں غلطی سے ''قرشی''، 'اسد الغابہ' اور ''تجرید' میں ''غرثی'' اور ابن حجر کی ''اصابہ'' میں ''عرنی'' ثبت ہوا ہے۔

یہ اس حالت میں ہے کہ ہم نے ان نسب شناس علماء کے ہاں ''عکاشہ'' اور ''عبید اللہ'' کا نام نہیں پایا، جنہوں نے بنی غوث بن طے کے بارے میں تفصیلات لکھی ہیں۔ جیسے ابن حزم نے اپنی کتاب ''جمہرہ'' میں اور ابن درید نے ''اشتقاق'' میں اور اس طرح کی دوسری کتابوں کا بھی ہم نے مطالعہ کیا لیکن ان میں سے کسی ایک میں بھی اس سلسلے میں درج ذیل مطالب کے علاوہ کچھ نہیں پایا:

ابن ماکولا اپنی کتاب ''اکمال'' میں لفظ 'غوثی'' کے بارے میں لکھتا ہے:

عکاشہ بن ثور بن غوثی کو رسول خداؐ نے سکاسک، سکون اور معاویہ بن کندہ کیلئے مأمور فرمایا تھا اور ابوبکر صدیقؓ نے اس کے بھائی عبداللہ بن ثور اصغر کو یمن کا حاکم منصوب کیا تھا۔

سمعانی نے بھی لفظ ''غوثی'' کے بارے میں اپنی کتاب انساب میں لکھا ہے:

''غوثی'' درحقیقت غوث کی طرف نسبت ہے۔ اس قبیلہ کے سرکردہ صحابیوں میں عکاشہ بن ثور بن اصغر غوثی ہے جسے رسول خداؐ نے سکاسک، سکون اور معاویہ بن کندہ کا حاکم مقرر فرمایا تھا۔

ابن اثیر نے سمعانی سے نقل کر کے اس کی عبارت کو من عن اپنی کتاب ''لباب الانساب'' ۔۔ جو سمعانی کی کتاب ''انساب'' کا خلاصہ ہے ۔۔ میں ثبت کیا ہے اور اس میں کسی اور چیز کا اضافہ نہیں کیا ہے۔

ابن حجر بھی اپنی دوسری کتاب ''تحریر المشتبہ'' میں لکھتا ہے:

عکاشہ بن ثور غوثی اصحاب میں سے تھا

فیروز آبادی نے اپنی کتاب ''قاموس'' میں لفظ ''عکش'' میں یوں لکھا ہے:

عکاشه الغوثی ،ابن ثور اور ابن محصن تینوں اصحاب رسول خداؐ تھے۔

زبیدی بھی اپنی کتاب شرح ''تاج العروس'' میں لکھتا ہے:

جیسا کہ کہا گیا ہے عکاشہ بن ثور بن اصغر غوثی، سکاسک میں رسول خداؐ کا گماشتہ اور کارگزار تھا۔

مختلف عرب قبائل کے نسب شناس علماء میں سے کسی ایک نے اب تک کسی کو غوثی کے طور پر متعارف نہیں کیا ہے۔ کیونکہ بنی غش کے سرکردہ افراد بنی غش بن طی ''طائی'' کے نام سے مشہور ہیں نہ غوثی۔ جیسے حاتم طائی اور اس کا بیٹا عدی طائی۔ اسی لئے سمعانی لکھتا ہے[۱]

۱۔ عکاشہ بن ثور، سمعانی کے زمانے میں ''غوثی'' کے نام سے مشہور تھا کیونکہ اس سے پہلے عکاشہ کا نام اسی انتساب سے سیف کی کتاب ''فتوح'' میں آیا ہے اور سیف کی کتاب ''فتوح'' کے بعد رجال واصحاب کی تشریح میں لکھی گئی کتابوں اور تاریخ کی کتابوں میں، جنہوں نے اس کے حالات سیف سے نقل کئے ہیں، غوثی کا نام آیا ہے، جیسا کہ ''تاریخ طبری''، ابن عبدالبر کی ''استیعاب'' اور ابن ماکولا کی ''اکمال'' میں درج ہوا ہے۔

''غوثی'' عکاشہ اس انتساب سے مشہور ہے۔

ابن اثیر کو اس مطلب کے علاوہ کوئی اور چیز نہیں ملی اس لئے اسی کو خلاصہ کے طور پر اپنی کتاب ''لباب'' میں لکھا ہے۔

''جو کچھ ذہبی کی ''تحریر المشتبہ'' میں آیا ہے حسب ذیل ہے:

''الغوثی۔ ابوالھیثم، احمد بن محمد بن غوث، حافظ ابونعیم کا مرشد اور استاد تھا''

اور معلوم ہے کہ یہ غوث انساب عرب میں سے ہمارا مورد بحث نسب نہیں ہے۔

خلاصہ:

سیف نے عکاشہ بن ثور بن اصغر غوثی کو بنی غوث سے خلق کیا ہے اور لفظ ''غوثی'' سے ''قرشی''، ''غرثی''، ''عرنی'' لکھا گیا ہے اور تاریخ طبری کے بعض نسخوں میں 'بنی غوث' تغیر کر کے ''بنی یغوث' ' درج ہوا ہے۔

سیف، عکاشہ کے بارے میں کہتا ہے کہ رسول خداؐ نے ۱۰ ھ حجۃ الوداع سے واپسی پر اسے سکاسک اور سکون کی ماٗموریت عطا فرمائی تھی اور ابوبکرؓ کی خلافت تک عکاشہ وہیں پر تھا۔

سیف نے عکاشہ کیلئے ایک بھائی خلق کر کے اس کا نام عبداللہ بن ثور رکھا ہے۔ اور کہا ہے کہ ارتداد کی جنگوں میں ابوبکرؓ نے اس کے نام ایک فرمان جاری کیا کہ افراد کو اپنی مدد کیلئے آمادہ کر کے حکم کا انتظار کرے۔

جب مہاجر بن ابی امیہ، مرتدوں سے لڑنے کیلئے روانہ ہوتا ہے، تو اسود کے قتل ہونے کے بعد

عبداللہ، مہاجر کی فوج کے سواروں کا کمانڈر مقرر ہوتا ہے اور اسود کے تتر بتر ہوئے مرتد فراری فوجیوں سے اس کی مڈ بھیڑ ہوتی ہے، اس جنگ میں وہ ان سب کا قتل عام کرتا ہے اس کے بعد ابوبکرؓ ایک فرمان کے ذریعہ "جرش" کا حاکم مقرر ہوتا ہے۔

ابن حجر اس عبداللہ کے نام کے بارے میں غلط فہمی کا شکار ہوتا ہے اور اپنی کتاب میں دو شرحیں لکھتا ہے، ایک اسی عبداللہ کیلئے اور دوسری "عبیداللہ" کے نام سے۔

سیف نے ان تین یا دو بھائیوں کو سبائی یمانیوں سے خلق کیا ہے تا کہ دوسرے درجے کا رول یعنی قبیلہ مضر کے سرداروں کی اطاعت اور فرمانبرداری انھیں سونپے۔

توجہ فرمائیے!

یہ عبداللہ بن ثور ہے جو قریش کے ایک معروف شخص "مہاجر بن ابی امیہ" کے پیچھے پڑتا ہے، اسی طرح اس کا بھائی عکاشہ بھی، پروردۂ رسول خداؐ اور خاندان تمیم کے ایک نامور شخص یعنی طاہر ابو ہالہ، کے ہاں پناہ لیتا ہے۔

سیف، مضر کے سرداروں اور شجاعوں کیلئے حامی اور طرفدار خلق کرنے پر مجبور ہوتا ہے۔ لیکن اس کیلئے ہرگز یہ چیز اہمیت نہیں رکھتی کہ یہ لوگ رسول خداؐ کی مصاحبت کی سعادت حاصل کر کے آنحضرتؐ کے گماشتے اور کارندے کے طور پر آپؐ کی طرف سے مأمور ہوں یا نہ! بلکہ سیف کی نظر میں سرفرازی اور افتخار اس میں ہے کہ ان کے ہاتھوں دنیا کو تباہ و برباد کر کے زندگیوں کا خاتمہ اور بستیوں کو آگ لگوا دے اور ان سب گستاخیوں کے بعد اپنے آتشین قصیدوں میں فخر و مباہات کے نغمے گائے اور دنیا کو جوش و خروش سے بھر دے تا کہ اس طرح اس کے خلق کئے ہوئے یہ مجد و افتخارات

تاریخ میں ثبت ہو جائیں اور رہتی دنیا تک باقی رہیں۔

سیف کی کوشش یہ ہے کہ خاندان مضر کیلئے بیہودہ اور بے بنیاد معجزے اور کرامتیں خلق کرے تا کہ مناقب لکھنے والے قصہ گو وجد میں آئیں اور اسلام کے دشمن مسلمانوں کا مذاق اڑائیں۔

سیف بن عمر نے جو ذمہ داری عبید بن صخر بن لوذان قحطانی یمانی عکاشہ بن ثور یمانی پر ڈالی ہے یہی چیزیں تھیں۔ سیف نے ان کیلئے قبیلہ مضر کے سرداروں کی اطاعت اور خدمت گزاری معین کر کے مذکورہ قبیلہ کیلئے بہادریاں اور کرامتیں خلق کی ہیں۔

اصحابِ پیغمبرؐ کے حالات لکھنے والے علماء نے عکاشہ، عبداللہ اور عبید اللہ کا نام سیف کی روایتوں سے لیا ہے اور ان کے نسب اور داستانیں بھی اس کی روایتوں سے نقل کر کے اپنی کتابوں میں درج کی ہیں۔

انہی روایتوں سے استناد کر کے ابن حجر نے عبداللہ اور عبید اللہ کے صحابی ہونے اور رسول خداؐ کے ساتھ ان کی مصاحبت پر استدلال کرتے ہوئے لکھا ہے:

ہم نے بارہا کہا ہے کہ اس زمانے میں رسم یہ تھی کہ صحابی کے علاوہ کسی اور کو حاکم و سپہ سالار معین نہیں کیا جاتا تھا۔

وہ سیف کی روایتوں سے اس مطلب کو بھی حاصل کر کے لکھتا ہے:

ابوبکرؓ نے ان دونوں کو مرتدوں جنگ میں سپہ سالاری کا عہدہ سونپا اور ''جرش'' کی حکومت اسے دی۔

اس طرح یہ روایات سیف کے ذریعہ اسلامی مصادر میں داخل ہوئی ہیں۔

فرزندان ثور کے افسانہ کے راوی

سیف اپنے جعل کیے ہوئے ثور کے بیٹوں کے افسانوں کو مندرجہ ذیل اپنے ہی جعلی راویوں کی زبانی نقل کیا ہے۔

۱۔ سہل بن یوسف نے

۲۔ یوسف بن سہل سے، اس نے

۳۔ عبید بن صخر سے

۴۔ مستنیر بن یزید

۵۔ عروۃ بن غزیہ

ان افسانوں کی اشاعت کرنے والے ذرائع

۱۔ طبری نے اپنی تاریخ کبیر میں، اور درج ذیل علماء نے اس سے نقل کیا ہے

۲۔ ابن اثیر نے اپنی تاریخ میں۔

۳۔ ابن کثیر نے اپنی تاریخ میں

۴۔ ابن خلدون نے اپنی تاریخ میں

۵۔ میر خواند نے اپنی کتاب ''روضۃ الصفا'' میں

۶۔ سمعانی نے ''انساب'' میں۔

۷۔ابن اثیر نے سمعانی سے نقل کر کے ''لباب'' میں

۸۔ابن عبدالبر نے ''استیعاب'' میں۔

۹۔ابن اثیر نے ا''اسدالغابہ'' میں استیعاب سے نقل کر کے۔

۱۰۔ذہبی نے ''تجرید'' میں، ''اسدالغابہ'' سے نقل کر کے۔

۱۱۔ابن حجر نے سیف کی ''فتوح'' سے اور ''استیعاب'' سے نقل کرے ''اصابہ'' میں۔لیکن ''تصبیر'' میں سند کا ذکر نہیں کیا ہے۔

۱۲۔ابن ماکولا نے سیف سے نقل کر کے ''اکمال'' میں۔

۱۳۔ ۱۴۔اوران سے فیروز آبادی اور زبیدی نے بالترتیب ''قاموس'' اوراس کی شرح ''تاج العروس'' میں نقل کیا ہے۔اس کے علاوہ میر خواند نے کتاب ''روضۃ الصفا'' طبع ،تہران،خیام (۲/۶۰) میں۔

مصادر و مآخذ

عکاشہ کے حالات اور اس کی حدیث

۱۔ ''تاریخ طبری'' (۱۸۵۲/۱، ۱۸۵۳، ۱۸۵۴، اور ۲۰۰)

۲۔ ''تاریخ ابن اثیر'' (۲۵۵/۲)

۳۔ تاریخ ابن کثیر (۳۰۷/۶)

۴۔ ''ابن خلدون'' (۲۶۳/۲، ۲۷۵۔۲۷۷)

۵۔ ''استیعاب'' ابن عبدالبر (۵۰۹/۲) نمبر: ۲۱۵۰ طبع حیدر آباد

۶۔ ''اسد الغابہ'' ابن اثیر (۴/۲)

۷۔ ''تجرید ذہبی'' (۳۱۸/۱)

۸۔ ''انساب سمعانی'' لفظ ''غوثی'' (۴۱۳)

۹۔ ''اکمال'' (ص ۹۶)

عبداللہ بن ثور کے حالات:

۱۔ ''تاریخ طبری'' (۱۹۹۷/۱، ۱۹۹۸، ۲۱۳۶)

۲۔ ''اصابہ'' ابن حجر (۲۷۷/۲) نمبر: ۶۵۹۷

چھوٹا خط رسول خداؐ کے گماشتوں اور گورنروں کے نام:

۱۔خلیفہ بن خیاط (۶۳/۱)

۲۔''تاریخ اسلام'' ذہبی (۲/۲)

۳۔لفظ ''غوثی''،''تحریر المشتبہ'' ذہبی (۴۸۹/۱)

۴۔''تبصیر المشتبہ'' ابن حجر (۱۰۳۴/۳)

پانچواں حصہ

رسول خداؐ کے ایلچی

- ۳۵۔ وبرۃ بن یحنس، خزاعی۔
- ۳۶۔ اقرع بن عبداللہ، حمیری
- ۳۷۔ جریر بن عبداللہ حمیری
- ۳۸۔ صلصل بن شرحبیل
- ۳۹۔ عمرو بن محجوب عامری
- ۴۰۔ عمرو بن خفاجی، عامری
- ۴۱۔ عمرو بن خفاجی عامری
- ۴۲۔ عوف ورکانی۔
- ۴۳۔ عویف زرقانی
- ۴۴۔ قحیف بن سلیک ھالکی
- ۴۵۔ عمرو بن حکم قضاعی
- ۴۶۔ امرؤالقیس (بنی عبداللہ سے)

رسول خداؐ کے ایلچی اور گورنر

طبری نے سیف سے نقل کر کے لکھا ہے کہ پہلا شخص جس نے طلیحہ بن خویلد کی بغاوت کی خبر رسول خداؐ کو پہنچائی، وہ بنی مالک میں آنحضرتؐ کا گماشتہ اور کارندہ ''سنان بن ابی سنان'' تھا۔

وہ ایک دوسری روایت میں لکھتا ہے:

رسول خداؐ نے اس خبر کے سننے کے بعد، اپنی طرف سے ایک ایلچی کو یمن میں مقیم چند سرکردہ ایرانیوں کے پاس بھیجا اور انھیں لکھا کہ طلیحہ کا مقابلہ کرنے کے لئے اٹھیں اور تمیم و بنی قیس کے لوگوں پر مشتمل ایک فوج کو منظم کر کے ان کی حوصلہ افزائی کریں تا کہ وہ طلیحہ سے جنگ کرنے کیلئے اٹھیں انھوں نے اس حکم کی اطاعت کی اور اس طرح مرتدوں کیلئے ہر طرف سے راستہ بند کیا گیا۔

پیغمبری کا مدعی، ''اسود'' پیغمبر خداؐ کی حیات میں ہی مارا گیا اور طلیحہ و مسیلمہ بھی پیغمبر خداؐ کے ایلچیوں کے محاصرہ میں پھنس گئے۔

بیماری کی وجہ سے پیغمبر اسلام کو جو درد و تکلیف ہو رہی تھی، وہ بھی آپؐ کیلئے فرمان الٰہی کی اطاعت اور دین کی حمایت کرنے میں رکاوٹ نہ بنی اور آنحضرتؐ نے اسی علت سے مندرجہ ذیل افراد کو پیغام رسانی کا فریضہ انجام دینے کیلئے اپنے ایلچیوں کے طور پر روانہ فرمایا:

۱۔ وبرۃ بن یحنس کو "فیروز، جشیش دیلمی اور داز ویہ اصطخری" کے پاس بھیجا۔

۲۔ جریر بن عبداللہ کو ایلچی کے طور پر "ذی الکلاع اور ذی ظلیم" کے ہاں روانہ فرمایا۔

۳۔ اقرع بن عبداللہ حمیری نے آنحضرتؐ کا پیغام "ذی رود" اور "ذی مران" کو پہنچایا۔

۴۔ فرات بن حیان عجلی کو ایلچی کے طور پر "ثمامہ آثال" بھیجا۔

۵۔ زیاد بن حنظلہ تمیمی عمری کو "قیس بن عاصم" اور "زبرقان بن بدر" سے ملاقات کرنے کی مأموریت عطا فرمائی۔

۶۔ صلصل بن شرجیل کو سبرۃ بن عنبری، وکیع دارمی، عمرو بن مجحوب عامری عمرو بن مجحوب عامری اور بنی عمرو کے عمرو بن خفاجی کے پاس بھیجا۔

۷۔ ضرار بن ازور اسدی کو بنی صیدا کے عوف زرقانی، سنان اسدی غنمی اور قضاعی دئلی کے ہاں جانے پر مأمور کیا۔

۸۔ نعیم بن مسعود اشجعی کو ذی اللحیہ اور ابن مسیصہ جبیری سے ملاقات کرنے کی ذمہ داری سونپی۔

ابن حجر کی اصابہ میں "صفوان بن صفوان" کے حالات کی تشریح کے ضمن میں سیف کی روایت یوں ذکر ہوئی ہے:

صلصل بن شرحبیل کو۔۔۔ رسول خداؐ نے۔۔۔ اپنے ایلچی کے طور پر اسے صفوان بن صفوان تمیمی اور وکیع بن عدس دارمی وغیرہ کے پاس بھیجا اور انھیں مرتدوں سے جنگ کرنے کی دعوت اور ترغیب

دی۔

تاریخی حقائق پر ایک نظر

تاریخ نویسوں نے رسول خداؐ کے ان تمام ایلچیوں اور پیغام رسانوں کا نام درج کیا ہے جنھیں آنحضرتؐ نے مختلف بادشاہوں، قبیلہ کے سرداروں اور دیگر لوگوں کے پاس بھیجا تھا۔لیکن ان کے ہاں کسی صورت میں مذکورہ افراد کا نام اور ان کے پیغام رسانی کے موضوع کا ذکر نہیں ہوا ہے۔

''ابن خیاط'' نے اپنی تاریخ میں، پیغمبر خداؐ کے ایلچیوں کے بارے میں بحث کے دوران لکھا ہے:

۱۔عثمانؓ بن عفان کو حدیبیہ کے سال مکہ کے باشندوں کے پاس۔

۲۔عمرو بن امیہ ضمری کو ایک تحفہ کے ساتھ مکہ، ابوسفیان بن حرب کے پاس۔

۳۔عروۃ بن مسعود ثقفی کو طائف، اپنے خاندان کے پاس۔

۴۔جریر بن عبداللہ کو یمن، ذی کلاع اور ذی رعین کے پاس۔

۵۔وبر بن یحنس کو یمن میں ایرانی سرداروں کے پاس۔

۶۔خبیب بن زید بن عاصم۔۔کو مسیلمہ کذاب کے پاس جو مسیلمہ کے ہاتھوں قتل ہوا۔

۷۔سلیط بن سلیط کو یمامہ کے باشندوں کے پاس۔

۸۔عبداللہ بن خدافہ سہمی کو بادشاہ ایران کسریٰ کے پاس۔

۹۔دحیۃ بن خلیفہ کلبی کو قیصر، روم کے بادشاہ کے پاس۔

۱۰۔شجاع بن ابی وہب اسدی کو، حارث بن ابی شمّر غسانی یا جبلة بن ایہم کے پاس

۱۱۔حاطب بن ابی بلتعہ کو مقوقس، اسکندریہ کے حکمران کے پاس

۱۲۔عمرو بن امیہ ضمری کو نجاشی حبشہ کے پاس۔

اس طرح خلیفہ بن خیاط، رسول خداؐ کے ان ایلچیوں اور پیغام رسانوں کا نام اپنی کتاب میں لیتا ہے جنہیں رسول خداؐ نے مختلف علاقوں اور شخصیتوں کے پاس بھیجا ہے۔لیکن ان میں سیف کے خلق کردہ ایلچیوں کا کہیں نام ونشان نہیں ملتا۔

سیف کی حدیث میں رسول خداؐ کے آٹھ ایلچیوں کے نام لئے گئے ہیں جنہوں نے مختلف بیس شخصیتوں سے ملاقات کی ہے۔ان پیغام رسانوں اور پیغام حاصل کرنے والوں کے مجموعہ میں سیف کے دس جعلی صحابی بھی نظر آتے ہیں جن کے بارے میں ہم الگ الگ بحث کریں گے۔

پینتیسواں جعلی صحابی

وبرۃ بن تحنس

سیف کی روایتوں کے مطابق تاریخ طبری میں آیا ہے کہ وہ پیغمبر خداؐ کے آٹھ ایلچیوں میں سے ایک ہے۔ آنحضرتؐ نے اپنی حیات کے آخری ایام میں بیماری کے دوران ۱۱ھ میں یمن میں مقیم ایرانی سرداروں سے ملاقات کرنے کیلئے اسے مأمور کیا ہے۔

وبرہ ان سرداروں کیلئے آنحضرتؐ کا ایک خط ساتھ لے گیا، جس میں پیغمبر خداؐ نے انھیں امر فرمایا تھا کہ ''اسود'' کے خلاف جنگ کرکے اسے قتل کرڈالیں اور تاکید فرمائی تھی کہ اسود کو قتل کیا جائے، چاہے مکروفریب اور جنگ وخونریزی کے ذریعہ ہی سہی۔

وبرہ، یمن میں ''دازویہ فارسی'' کے پاس پہنچتا ہے، سرانجام ''فیروز'' اور ''جشیش دیلمان'' کی ساتھ ایک نشست تشکیل دیتے ہیں اور ''قیس بن عبد یغوث'' ۔۔ جو بقول سیف اسود کی سپاہ کا سپہ سالار اعظم تھا۔۔ سے سازش کرکے ''اسود'' کو قتل کرنے میں اس کی موافقت حاصل کرتے ہیں۔

یہ لوگ رات کے اندھیرے میں ''اسود'' کے گھر میں جمع ہوکر اسے قتل کرڈالتے ہیں۔ طلوع فجر ہوتے ہی ''جشیش'' یا ''وبرہ'' نماز کیلئے اذان دیتا ہے اور ''وبرۃ'' کی امامت میں فجر کی نماز پڑھی جاتی ہے۔

اپنی ماٗموریت کو انجام دینے کے بعد ''وبرہ'' ابوبکرؓ کے پاس مدینہ پلٹتا ہے۔

کتاب ''استیعاب'' اور ''اصابہ'' میں یہ داستان سیف سے نقل ہوئی ہے اور اس نے ضحاک بن یربوع سے اس نے ماہان سے اور اس نے ابن عباس سے روایت کی ہے۔

مذکورہ دو کتابوں میں '' وبرۃ بن یحنس'' کے بارے میں طبری سے نقل کر کے سیف کی روایتیں اس مختصر سند اور اس تفاوت کے ساتھ درج ہوئی ہیں کہ تاریخ طبری میں ''وبرہ'' ''ازدی'' ہے جبکہ مذکورہ دو کتابوں میں ''خزاعی'' ذکر ہوا ہے۔

سیف کی احادیث میں وبرہ کی داستان یہی تھی جو اوپر ذکر ہوئی۔ ہاں جو پیغمبر خداؐ کا حقیقی صحابی تھا، اس کا نام ''وبر بن یحنس کلبی'' تھا، اس کے بارے میں یوں بیان ہوا ہے:

رسول خداؐ نے ۱۰ھ میں ''وبر'' کو ماٗموریت دے کر ایرانی سرداروں کے پاس یمن بھیجا۔ ''وبر'' وہاں پر ''نعمان بن بزرج'' سے ملا اور کچھ لوگوں نے اس کے ہاتھوں پر اسلام قبول کیا۔ ''نعمان بن بزرج'' نے ''وبر'' سے روایت کی ہے: کہ

رسول خداؐ نے اسے ـــ وبر ـــ سے فرمایا تھا کہ صنعا میں داخل ہونے کے بعد ''ضبیل'' کے اطراف ـــ صنعا میں واقع پہاڑ ـــ میں واقع مسجد میں نماز پڑھنا۔

نقل کیا گیا ہے کہ اس کا بیٹا ''عطاء'' پہلا شخص تھا جس نے یمن میں قرآن مجید کو اکٹھا کرنے کا کام شروع کیا تھا۔

ابن حجر نے اپنی کتاب ''اصابہ'' میں ''وبر بن یحنس'' کی زندگی کے حالات نمبر ۹۱۰۵ کے تحت اور سیف کی تخلیق ''وبرۃ بن یحنس'' کے حالات بھی نمبر ۹۱۰۹ کے تحت درج کئے ہیں۔

یہاں پر ابن اثیر غلط فہمی کا شکار ہوا ہے۔ اس نے اس خیال سے کہ یہ دونوں ایک ہی شخص ہے ہیں، دوخبروں کو یکجا اپنی کتاب ''اسد الغابہ'' میں لکھا ہے:

''وبر'' اور کہا گیا ہے ''وبرۃ بن تحنس'' خزاعی، آنحضرتؐ کے حضور آپ کی فرمائشات سن رہا تھا۔ نعمان بن بزرج نے اس سے روایت کی ہے کہ رسول خداؐ نے اس سے فرمایا ہے: جب ''ضبیل'' کے اطراف میں واقع صنعاء کی مسجد میں پہنچنا تو وہاں پر نماز پڑھنا۔

ان مطالب کو تین مصادر نے ذکر کیا ہے۔ ابوعمر کہتا ہے کہ یہ وہ شخص ہے جسے رسول خداؐ نے ''داذویہ''، فیروز دیلمی'' اور ''جشیش دیلمی'' کے پاس اپنے ایلچی کے طور پر بھیجا تھا تا کہ پیغمبری کے مدعی ''اسود عنسی'' کو قتل کر ڈالیں (ابن اثیر کی بات کا خاتمہ)

ابن اثیر نے غلطی کی ہے کیونکہ نعمان نے مسجد صنعاء میں جس شخص کے نماز پڑھنے کے بارے میں روایت کی ہے وہ ''کلبی'' ہے۔

اور جسے سیف نے خلق کر کے پیغمبرؐ کے ایلچی کے طور پر اسود کو قتل کرنے کیلئے یمن بھیجا ہے وہ ''خزاعی'' یا ''ازدی'' ہے۔

بعید نہیں کہ ابن اثیر کی غلط فہمی کا سرچشمہ یہ ہو کہ اس نے سیف کی اس حدیث کو ابن عبدالبر کی کتاب استیعاب سے مختصر علامت ''ب'' سے نقل کیا ہے لیکن ''وبر کلبی'' کی داستان کو ابن مندہ کی کتاب ''اسماء الصحابہ'' سے مختصر علامت ''د'' سے اور ابونعیم کی کتاب ''معرفۃ الصحابہ'' سے مختصر علامت

''ع'' سے نقل کیا ہو۔

اسی لئے ابن اثیر نے دو داستانوں کو آپس میں ملا کر اسے ایک شخص کے بارے میں درج کیا ہے۔

اس افسانہ میں سیف کے مآخذ کی تحقیق

''وبرۃ بن تحنس'' کی داستان کے بارے میں سیف کے راوی اور مآخذ جو تاریخ طبری میں درج ہوئے ہیں حسب ذیل ہیں:

۱۔ مستنیز بن یزید نے عروۃ بن غزیہ دثینی سے۔یعنی سیف کے ایک جعلی کردہ راوی نے سیف ہی کی تخلیق دوسرے راوی سے روایت کی ہے، ہم نے اس مطلب کی وضاحت کتاب ''عبداللہ بن سبا'' کی دوسری جلد میں کی ہے۔

۲۔ سہل، سیف کا ایک اور راوی ہے کہ جس کا تعارف انصار میں سے یوسف سلمی کے بیٹے کے طور پر کیا گیا ہے۔ہم نے اپنی کتاب '' رواۃمختلقون ''میں اس کے حالات پر روشنی ڈالی ہے۔

ابن عبدالبر کی کتاب ''استیعاب'' اور ابن حجر کی کتاب ''اصابہ'' میں ''وبرہ'' کے بارے میں سیف کی روایت کی سند حسب ذیل ہے۔

''ضحاک بن یربوع'' کہ ہم نے اسی کتاب میں ابو بصیرہ کے حالات کی تشریح میں کہا ہے کہ ہمیں شک ہے کہ وہ بھی سیف کا جعل کردہ اور اس کا خیالی راوی ہے۔

داستان کی حقیقت

سیف کے علاوہ دیگر روایتوں میں آیا ہے کہ رسول خداؐ نے ''قیس بن ھبیرہ'' کو ''اسود'' کے ساتھ جنگ کرنے کی مأموریت عطا فرمائی اور حکم دیا کہ یمن میں مقیم ایرانیوں سے رابطہ قائم کر کے اس کام میں ان سے مدد حاصل کرے۔

قیس پیغمبر خداؐ کے حکم کو نافذ کرنے کیلئے راہی صنعاء ہوا اور وہاں پر اپنے آپ کو اسود کا حامی اور مرید جتلایا۔ نتیجے کے طور پر اسود اس کے صنعاء میں داخل ہونے میں رکاوٹ نہیں بنا اس طرح وہ قبائل مذحج، ہمدان اور دیگر قبائل کی ایک جماعت لے کر صنعاء میں داخل ہوا۔

قیس نے صنعا میں داخل ہونے کے بعد مخفیانہ طور پر فیروز نامی ایرانی سردار سے رابطہ قائم کیا، جس نے پہلے ہی اسلام قبول کیا تھا۔ اس کے بعد اس کے ہمراہ ''داذویہ'' سے ملاقات کی اور اس کی تبلیغ کی وجہ سے سرانجام داذویہ نے بھی اسلام قبول کیا۔ اس کے بعد داذویہ نے اپنے مبلغین کو ایرانیوں کے درمیان یمن بھیجا اور انھیں اسلام کی دعوت دی، انہوں نے بھی اسلام قبول کیا اور اسود کو قتل کرنے میں ان کی مدد کی۔

کچھ مدت کے بعد قیس اور اس کی دو ایرانی بااثر شخصیتوں نے اسود کی بیوی کو اپنے پروگرام سے آگاہ کیا اور اس سلسلے میں اسکی موافقت حاصل کی تا کہ اسود کا کام تمام کر سکیں۔

اس پروگرام کے تحت ایک دن وہ لوگ پو پھٹتے ہی نگہبانوں سے بچ کر اچانک اسود کے گھر میں داخل ہوئے اور اس پر حملہ کیا، فیروز نے اسے موت کے گھاٹ اتار دیا، قیس نے اس کے سر کو تن

سے جدا کر کے شہر کے دروازہ پر لٹکا دیا اور نماز کیلئے اذان دی اور اذاں کے آخر میں بلند آواز میں کہا

کہ "اسود جھوٹا اور خدا کا دشمن ہے"۔

اس طرح صنعاء کے باشندے اسود کے قتل کئے جانے کی خبر سے آگاہ ہوئے۔

داستان کی حقیقت اور افسانہ کا موازنہ

سیف کی روایت میں آیا ہے کہ پیغمبر خداؐ نے اپنی طرف سے چند ایلچیوں کو یمن میں مقیم ایرانی سرداروں اور بزرگوں اور اسی طرح اسود کی فوج کے سپہ سالار "قیس بن عبد یغوث" کے پاس روانہ کیا، اور حکم دیا کہ یہ لوگ اسود کو قتل کر کے اس کا خاتمہ کر دیں۔

یہ لوگ پیغمبر خداؐ کا حکم بجالاتے ہیں۔ اسود کو قتل کرنے کے بعد "جشیش" یا "وبرہ" اذان دیتا ہے اور "وبرہ" کی امامت میں نماز جماعت پڑھی جاتی ہے۔

جبکہ سیف کے علاوہ دیگر روایتوں میں آیا ہے کہ رسول خداؐ نے "قیس بن ھبیرہ" کو "اسود" کو قتل کرنے کی ماٴموریت عطا فرمائی ہے اور اس نے یمن میں مقیم ایرانی سرداروں کی مدد سے "اسود" کو قتل کیا ہے۔ قیس نے "اسود" کے سر کو شہر کے دروازے پر لٹکانے کے بعد خود نماز کیلئے اذان دی ہے۔

جیسا کہ معلوم ہے سیف نے حقائق کو بدل کر داستان کے مرکزی کردار یعنی قیس کے باپ کا نام "ھبیرہ" سے تغیر دیکر "عبد یغوث" بتایا ہے۔

اسی طرح اپنے جعلی صحابی کو "وبر بن یحنس کلبی" کا ہم نام یعنی "وبرۃ بن یحنس" ازدی

خلق کیا ہے اور سیف کا یہ کام نیا نہیں ہے کیونکہ وہ حقیقی صحابیوں کے ہم نام صحابی جعل کرنے میں ید طولیٰ رکھتا ہے جس طرح اس نے اپنے خزیمہ کو ''خزیمۃ بن ثابت انصاری ذی شہادتین'' کے ہم نام اور اپنے 'سماک بن خرشہ انصاری کو' سماک بن خرشہ انصاری'' معروف بہ ابی دجانہ کا ہم نام خلق کیا ہے۔

افسانۂ وبرہ کے مآخذ

سیف نے ''وبرہ'' کے افسانہ کے راویوں کا حسبِ ذیل صورت میں نام لیا ہے:

۱۔ مستنیر بن یزید نے

۲۔ عروۃ بن غزیہ سے۔ یہ دونوں سیف کے خلق کردہ ہیں اور حقیقت میں وجود نہیں رکھتے۔

۳۔ ''ضحاک بن یربوع'' ہم نے کہا کہ اس کے بارے میں ہم مشکوک ہیں کہ اسے سیف نے جعل کیا ہے یا نہیں۔

''وبرہ'' کے افسانہ کو نقل کرنے والے علماء:

۱۔ طبری نے اپنی تاریخ میں۔ بلاواسطہ سیف سے نقل کر کے۔

۲۔ ابن اثیر نے اپنی تاریخ میں، طبری سے نقل کر کے۔

۳۔ ابن عبدالبر نے ''استیعاب'' میں سیف سے بلاواسطہ نقل کر کے۔

۴۔ ابن حجر نے ''اصابہ'' میں براہ راست سیف سے نقل کر کے۔

مصادر وماخذ

رسول خداؐ کے ایلچیوں کی روایت

۱۔ ''تاریخ طبری'' (۱۷۹۹/۱۱)

۲۔ ''اصابہ'' (۱۸۲/۲) صفوان کے حالات کے ضمن میں۔

۳۔ ''تاریخ ابن خیاط'' (۱۔۶۲۔۶۳) رسول خداؐ کے ایلچیوں کے نام میں نئی سطر سے ''وبرۃ بن یحنس'' کے بارے میں سیف کی روایات:

۱۔ ''تاریخ طبری'' (۱۷۹۸/۱، ۱۸۵۶، ۱۸۵۷، ۱۸۶۲، ۱۸۶۴، ۱۸۶۷، اور ۱۹۸۴)

۲۔ ''استیعاب'' طبع حیدر آباد دکن (۶۰۶/۲)

۳۔ ''اصابہ'' (۵۹۴/۳)

''وبر بن یحنس'' کلبی کی داستان:

۱۔ ''تاریخ طبری'' (۱۷۶۳/۱)

۲۔ ''اصابہ'' ابن حجر (۵۹۳/۳)

۳۔ ''اسد الغابہ'' ابن اثیر (۸۳/۵)

اسود عنسی کی داستان

۱۔ ''فتوح البلدان'' بلاذری (۱۲۵/۱۔۱۲۶)

۲۔ ''عبداللہ بن سبا'' دوسری جلد۔

چھتیس اور سینتیس ویں جعلی اصحاب

اقرع بن عبداللہ حمیری اور جریر بن عبداللہ حمیری

رسول خداؐ کے حمیری ایلچی:

سیف نے ''اقرع'' اور ''جریر'' عبداللہ حمیری کے دو بیٹے خلق کئے ہیں تاریخ طبری میں سیف سے نقل کرکے دو روایتوں کے مطابق ان دو بھائیوں کی داستان یوں آئی ہے:

ا۔طبری نے ۱۱ھ کے حوادث کے ضمن میں رسول خداؐ کے سفراء کے بارے میں بیان ہوئی روایت۔۔جس کا ذکر اس حصہ کے شروع میں ہوا۔۔میں یوں کہا ہے:

اس کے علاوہ جریر بن عبداللہ کو ایلچی کے طور پر ''ذی کلاع'' اور ''ذی ظلیم'' کے پاس بھیجا اور اقرع بن عبداللہ حمیری کو ''ذی روذ'' اور ''ذی مران'' سے ملاقات کرنے کی مأموریت دی۔

اس کے علاوہ پیغمبر خداؐ کی رحلت کے بعد یمانیوں کے ارتداد کے بارے میں لکھتا ہے:

پیغمبر خداؐ کے بعض ایلچی گراں قیمت خبروں کے ساتھ۔۔خلافت ابوبکرؓ کے

دوران ۔۔ مدینہ پلٹے ، ان میں عبداللہ حمیری کے بیٹے جریر اور اقرع اور وبرۃ بن یحنس بھی تھے۔ابوبکرؓ بھی رسول خداؐ کی طرح مرتدوں اور دین سے منحرف ہوئے لوگوں سے لڑتے رہے یہاں تک کہ اسامہ بن زید شام کی جنگ سے واپس آیا جیسا کہ ہم نے کہا ہے کہ، یہ دو خبریں من جملہ ان خبروں میں سے ہیں جسے سیف نے دونوں بھائیوں کے بارے میں ایک ساتھ لکھا ہے اور طبری نے انھیں ۱۱ھ کے ضمن میں درج کیا ہے۔

۲۔طبری نے ''فتح نہاوند'' کی خبر کو ۲۱ھ کے حوادث وروداد کے ضمن میں لکھا ہے:

جب مسلمان نہاوند پہنچے تو سپہ سالار اعظم نعمان بن مقرن نے حکم دیا کہ ساز و سامان کے ساتھ وہیں پڑاؤ ڈالیں۔

نعمان کھڑے ہو کر کام کی نگرانی کر رہا تھا اور فوجی خیمے لگانے میں مصروف تھے کہ کوفہ کے سرداروں اور اشراف نے نعمان کی خدمت کرنے کیلئے آگے بڑھ کر اس کیلئے ایک خیمہ نصب کیا۔سپہ سالار اعظم کیلئے خیمہ نصب کرنے کا کام کوفہ کے چودہ سردار اشراف نے انجام دیا ان میں یہ افراد تھے:...جریر بن عبداللہ حمیری، اقرع بن عبداللہ حمیری اور جریر بن عبداللہ بجلی....اور آج تک خیمہ نصب کرنے والے ایسے لوگ دکھائی نہیں دیئے ہیں

صرف ان دو خبروں میں طبری نے سیف بن عمر سے نقل کر کے دو جعلی حمیری بھائیوں کا نام ایک ساتھ لیا ہے۔

لیکن تاریخ طبری میں سیف کی دوسری روایتوں میں ایک ایسی خبر موجود ہے جس میں تنہا جریر کا نام لیا گیا ہے اور اس کے بھائی اقرع کا کوئی ذکر نہیں ہے۔ ذیل میں ملاحظہ ہو:

جریر بن عبداللہ حمیری

صلح ناموں کا معتبر گواہ:

حیرہ کے بعد والے حوادث اور رودادوں کے ضمن میں سیف سے نقل کر کے طبری لکھتا ہے:

"حیرہ کے باشندوں کے ساتھ خالد بن ولید کی صلح کے بعد "قس الناطف" [1] کا سردار اور حاکم "صلوبا بن نسطونا" خالد کی خدمت میں حاضر ہوا اور "بانقیا" اور "بسما" کے بعض حصے اور ان دو جگہوں سے مربوط دریائے فرات کے کنارے پر واقع کھیتی کی زمینوں کے سلسلے جو آپ فرات سے سیراب ہوئے تھے اور دس ہزار دینار یعنی فی نفر چار درہم ۔۔ بادشاہ ایران کو ادا کرنے والی رقم سے زیادہ ۔۔ ٹیکس ادا کر کے صلح کی ۔ سرانجام اس کے اور سپہ سالار اعظم کے درمیان صلح نامہ لکھا گیا اور جریر بن عبداللہ حمیری نے اس کی تائید کر کے گواہی دی۔

اس صلح نامہ کے آخر میں جو تاریخ لکھی گئی ہے وہ "ماہ صفر ۱۲ھ" ہے اس روایت کے بعد طبری ایک دوسری روایت میں لکھتا ہے:

[1] "قس الناطف" کوفہ کے نزدیک دریائے فرات کے مشرق میں واقع ہے اور بانقیا اور بسما بھی کوفہ کے اطراف میں تھے۔ معجم البلدان

''صلوبا بن بصبہری'' اور ''نسطونا'' نے ''خالد'' کے ساتھ ''فلالیج'' سے ''ہر مزگرد'' [1] کے درمیان شہروں اور زمینون کے بارے میں، صلح نامہ کی رقم کے علاوہ بیس لاکھ کی رقم پر صلح نامہ پر دستخط کئے اس صلح نامہ کا گواہ جریر بن عبداللہ حمیری تھا۔

سیف کہتا ہے کہ اس کے بعد خالد بن ولید نے اپنے کارگزار معین کر دئے اور فتح شدہ علاقوں میں مسلح فوج کو معین کر دیا۔ اس کے گماشتوں اور گزار میں ایک ''جریر بن عبداللہ حمیری'' تھا جو خالد کی طرف سے نمائندہ کی حیثیت سے ''بانقیا'' اور ''بسما'' کا مأمور قرار پایا۔

طبری، سیف سے نقل کر کے ایک اور روایت میں لکھتا ہے:

خالد کے کارگزار خراج ادا کرنے والوں کو درج ذیل صورت میں رسید دیتے تھے:

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یہ ورقہ بعنوان رسید ہے ان افراد کیلئے جنھوں نے یہ رقم یا یہ مقدار جزیہ، جسے خالد نے صلح کی بنیاد قرار دیا تھا، ادا کیا ہے۔ خالد اور تمام مسلمان اس شخص کا سختی سے مقابلہ کریں گے جو صلح نامہ میں مقرر شدہ جزیہ کی رقم ادا کرنے میں کسی قسم کی تبدیلی لائے گا۔ اس بنا پر جو امان تمہیں دی گئی ہے اور جو صلح تمہارے ساتھ ہوئی ہے، پوری طاقت کے ساتھ برقرار ہے اور ہم بھی اس کے اصولوں پر پابند رہیں گے۔

اس رسید کے آخر میں جن چند اصحاب سے خالد نے دستخط لئے تھے جو حسب ذیل تھے:

۱۔ ہرمزگرد عراق میں ایک شہر تھا جو عمرؓ کی خلافت کے زمانے میں مسلمانوں کے ہاتھوں فتح ہوا ہے۔

ہشام، جابر بن طارق، جریر بن عبداللہ اور...

طبری، سیف سے نقل کر کے ایک اور روایت میں لکھتا ہے:

''فلالیج'' اور اسکے دور ترین شہروں اور علاقوں کے تمام لوگوں کو خالد نے مسلمان بنانے اور وہاں کے لوگوں کو اپنی اطاعت میں لانے کے بعد علاقۂ حیرہ کی حکومت'' جریر بن عبداللہ حمیری'' کو سونپی۔

جریر، مصیخ کی جنگ میں:

مصیخ کی داستان کے ضمن میں طبری نے لکھتا ہے:

اس اچانک حملہ میں، حتی عبدالعزی بن ابی رہم نمری بھی جرید بن عبداللہ کے ہاتھوں مارا گیا۔ ''عبدالعزی، اوس بن مناۃ'' کا بھائی تھا۔ وہ دشمن کی سپاہ میں تھا، لیکن اسلام لایا تھا، اسلام لانے کے سلسلے میں ابوبکرؓ کی طرف سے ایک تائیدنامہ بھی اپنے پاس رکھتا تھا لیکن وہ اس برق آسا حملہ میں جرید بن عبداللہ کے ہاتھوں مارا گیا جبکہ اس شب وہ اس طرح پڑھ رہا تھا:

جس وقت اچانک حملہ ہوا، میں نے کہا اے محمدؐ کے خدا! تو پاک ومنزہ ہے۔
میرا اللہ جس کے سوا کوئی اور خدا نہیں ہے جو تمام زمینوں اور انسانوں کا پیدا کرنے والا اور ہر عیب ونقص سے پاک ومنزہ ہے۔[1]

اسی طرح طبری، سیف سے نقل کر کے حدیث جسر۔۔جسر ابوعبید۔۔میں ۱۳ھ کے حوادث

۱۔اسی کتاب کی پہلی جلد (فارسی) (۱/۱۵۶۔۱۵۷) ملاحظہ ہو۔

کے ضمن میں کہتا ہے:

یرموک کی جنگ اور جسر کی داستان کے درمیان چالیس دن رات کا فاصلہ تھا۔ جس شخص نے خلیفہ عمرؓ۔ کو یرموک کی فتح کی نوید دی وہ جریر بن عبداللہ حمیری تھا۔

یہاں اور آنے والی بحث سے معلوم ہوتا ہے کہ سیف نے اپنے صحابی ''جریر'' کو ایسا خلق کیا ہے کہ خالد بن ولید ''حیرہ'' کی فتح کے بعد اسے اپنے ساتھ شام لے جاتا ہے۔

جریر، ہرمزان کا ہم پلہ

طبری نے ''رامہرمز، شوش اور شوشتر'' کی فتح کے موضوع کے بارے میں ۱۷ھ کے واقعات کے ضمن میں سیف سے نقل کرکے یوں ذکر کیا ہے:

خلیفہ عمرؓ نے ''سعد وقاص'' کو لکھا کہ فوری طور پر ایک عظیم فوج کو ''نعمان بن مقرن'' کی کمانڈ میں اہواز بھیجدے اور جریر بن عبداللہ حمیری و جریر بن عبداللہ بجلی اور .. کو ہرمزان سے مقابلہ کرنے کیلئے مأمور کرے تا کہ اس کا کام تمام کردیں۔

طبری' سیف سے نقل کرکے ''حیرہ کی روداد اور خالد بن ولید اور ''قس الناطف'' کے سردار کے درمیان صلح نامہ کے موضوع کے ضمن میں لکھتا ہے:

اس صلح نامہ کے آخر میں لکھی گئی تاریخ ''۲۰'' ماہ صفر ۱۲ھ ہے۔

طبری سلسلہ کو جاری رکھتے ہوئے لکھتا ہے:

خطوط کے آخر میں تاریخ لکھنے والے پہلے شخص عمرؓ تھے اور وہ بھی ۱۶ھ میں

ان کی خلافت کے ڈھائی سال گزرنے کے بعد، تاریخ کی یہ قید امیر المؤمنین علی بن ابیطالبؑ کی مشورت اور راہنمائی سے انجام پائی ہے۔

اس کے بعد طبری اسی موضوع کی وضاحت میں لکھتا ہے:

عمرؓ نے لوگوں کو جمع کر کے ان سے پوچھا: کس دن کو تاریخ کا آغاز قرار دیں؟ امیر المؤمنین علیؑ نے فرمایا: اس دن کو جب رسول اللہؐ نے ہجرت فرمائی اور دیار شرک کو ترک فرمایا۔

عمرؓ نے اسی نظریہ کو منظور کر کے اسی پر عمل کیا۔

طبری سے جو مطالب ہم نے نقل کئے ان سے معلوم ہوتا ہے کہ تاریخ کا موضوع اور اس کے خطوط و عہد ناموں کے آخر میں درج کرنے کا رواج ۱۶ھ تک نہیں تھا اور اس وقت تک خطوط اور عہد ناموں کے آخر میں تاریخ نہیں لکھی جاتی تھی لہذا ۱۶ھ سے پہلے والے جتنے بھی خطوط اور عہد ناموں پر تاریخ لکھی گئی ہوگی، وہ جعلی ہیں جیسے سیف کا وہ عہد نامہ جسے اس نے ۱۲ھ کے ماہ صفر میں لکھنے کی نسبت خالد بن ولید سے دی ہے۔

''اقرع'' اور ''جریر'' کے افسانوں کی تحقیق

سیف نے اقرع و جریر کے بارے میں اپنے افسانہ کے راویوں کا یوں تعارف کیا ہے:

۱۔ ''محمد'' اس نام کی پانچ بار تکرار کی ہے اور اسے محمد بن عبد اللہ بن سواد کہا ہے۔

۲۔ ''مہلب'' اس کا نام دو بار ذکر کیا ہے اور اسے مہلب بن عقبہ اسدی کہا ہے۔

اس کے علاوہ درج ذیل ناموں میں سے ہر نام ایک بار ذکر ہوا ہے۔

۳۔ غصن بن قاسم

۴۔ ابن ابی مکنف

۵۔ زیاد بن سرجس احمری

۶۔ سہل بن یوسف سلمی انصاری

ہم نے بارہا کہا ہے کہ یہ سب سیف کے ذہن کی تخلیق ہیں اور حقیقت میں وجود نہیں رکھتے۔

مذکورہ راویوں کے علاوہ سیف نے اشارہ اور ابہام کی صورت میں چند دیگر راویوں کا نام بھی لیا ہے کہ جنہیں پہچاننا ممکن نہیں ہے، جیسے کہ کہتا ہے:

بنی کنانہ کے ایک شخص سے! یہ شخص کون ہے؟!

یا یہ کہتا ہے:

عمرو سے..کون سا عمرو؟ اسی کے مانند

تاریخی حقائق اور سیف کا افسانہ

یہ حقیقت ہے کہ اصحاب کے درمیان ''جریر بن عبداللہ بجلی'' نام کا ایک صحابی موجود تھا[1] نقل کیا گیا ہے کہ خلیفہ عمرؓ نے حکم دیا کہ اس کا قبیلہ نقل و حرکت کرے اور جریر نے ان (عمرؓ) کے سپہ سالار کی حیثیت سے عراق کی جنگوں میں شرکت کی ہے۔

۱۔ ہم نے اس جریر کو، مؤرخین کی روش کے مطابق کہ ''جس کسی نے اسلام لاکر پیغمبر خدا کو دیکھا ہے، اسے صحابی کہتے ہیں'' ، صحابی کہا ہے

سرانجام جریر نے کوفہ میں سکونت اختیار کی اور ۵۰ھ کے بعد وفات پائی۔

ہم مشاہدہ کرتے ہیں کہ سیف اپنے خلق کردہ صحابی ''جریر بن عبداللہ حمیری'' کو ''جریر بن عبد اللہ بجلی'' کا ہم نام بتاتا ہے۔اس نے اسی شیوہ سے اپنے جعلی اصحاب کو ''خزیمہ بن ثابت ذوالشہادتین ''اور ''سماک بن خرشہ انصاری'' ابودجانہ دو حقیقی اصحاب کے ہم نام کیا ہے۔اس کے بعد جریر بجلی کی بعض سرگرمیوں کو اپنے جعلی صحابی جریر حمیری سے نسبت دیتا ہے۔

اس سلسلے میں ہم بلاذری کی کتاب ''فتوح البلدان'' کی طرف رجوع کرتے ہیں وہ لکھتا ہے:

''جریر بجلی'' وہی شخص ہے جس نے بانقیا کے باشندوں کے نمائندہ ''بصبہری'' سے ایک ہزار درہم اور طیلسانی [1] وصول کرنے کی بنیاد پر صلح کر کے جنگ نہ کرنے کا معاہدہ کیا ہے۔

جیسا کہ کہتا ہے:

خالد نے اس بنا پر ان کے ساتھ معاہدہ کیا اور جنگ نخیلہ کے بعد جریر بجلی وہاں گیا اور ان سے معاہدہ کی مقررہ رقم وصول کی انھیں اس کی رسید دی۔

اسی طرح بلاذری کہتا ہے:

''بانقیاذ'' سے واپس آنے کے بعد، خالد بن ولید ''فلالیج'' کی طرف روانہ ہوا چونکہ ایرانیوں کا ایک گروہ وہاں پر جمع ہو کر جنگ کا نقشہ کھینچ رہا تھا خالد کے فلالیج میں داخل ہونے کے بعد ایرانی فوری طور پر متفرق ہوئے اور ان کے منصوبے نقش بر آب ہو گئے۔

۱۔ایک قسم کے سبز رنگ کا اور کوٹ ہے جسے خاص طور سے ایران کی بزرگ شخصیتیں اور علماء پہنتے تھے۔

بلاذری ایک اور جگہ پر لکھتا ہے:

خلافت عمرؓ کے زمانے میں جریر بن عبداللہ بجلی نے ''انبار'' کے باشندوں کے ساتھ ان کی سرزمینوں کی حدود کے بارے میں سالانہ چار لاکھ درہم اور ایک ہزار'' قطوانیہ''[۱] عباؤں کے مقابلے میں معاہدہ کیا ہے۔

بلاذری جیسے دانشور کے لکھنے کے مطابق ایسا معلوم ہوتا ہے کہ سیف بن عمر نے ''جریر بن عبد اللہ'' جیسے صحابی کے بانقیا کی صلح، جزیہ کا وصول کرنا ور رسید دینے کے جیسے کارناموں کو اپنے جعلی صحابی'' جریر بن عبداللہ حمیری'' سے نسبت دی ہے۔

اس کے علاوہ سیف تنہا شخص ہے جس نے ''مصیخ بنی البرشاء'' کی جنگ کے افسانہ کو اس آب و تاب کے ساتھ خلق کیا ہے اور اسے اپنی کتاب'' فتوح'' میں درج کیا ہے جسے طبری اور طبری کی پیروی کرنے والوں نے سیف سے نقل کر کے اپنی کتابوں میں درج کیا ہے اور ہم نے اس کی تفصیلات اسی کتاب کی پہلی جلد میں سیف کے بے مثال سورما ''قعقاع بن عمرو تمیمی'' کی زندگی کے حالات میں بیان کی ہیں۔

اسی طرح سیف تنہا شخص ہے جس نے ان دو بھائیوں کے رسول اللہؐ کی طرف سے ایلچی مقرر ہونے کی بات کی ہے۔

اور یہی دوسری صدی ہجری کا تنہا افسانہ ساز ہے جس نے خیمے نصب کرنے اور سپہ سالار اعظم ''نعمان بن مقرن'' کیلئے خصوصی خیمہ نصب کرنے کی داستانیں گڑھی ہیں۔

۱۔ قطوانیہ قطوان سے منسوب اسی علاقہ میں ایک جگہ تھی جو ایسا لگتا ہے کہ شہر کوفہ کی بنیاد پڑنے کے بعد وجود میں آئی ہے، معجم البلدان میں کوفہ کے ملحقات میں شمار کیا گیا ہے۔

اس افسانہ کا نتیجہ

سیف نے ، اقرع بن عبد اللہ اور اس کے بھائی جریر بن عبد اللہ حمیری کو خلق کر کے بعض کارنامے اور تاریخی داستانیں ان سے منسوب کی ہیں۔

امام المؤرخین طبری نے مذکورہ داستانوں کو سیف سے نقل کر کے ۱۲ھ سے ۲۱ھ تک کے حوادث کے ضمن میں حقیقی اور نا قابل انکار مآخذ کے طور پر اپنی تاریخ میں نقل کیا ہے۔

دوسرے علماء جیسے ، ابن عبد البر ، کتاب ''استیعاب'' کا مصنف ، سیف کی تالیفات پر اعتماد کر کے مذکورہ افسانوں کو صحیح سمجھتے ہوئے اقرع بن عبد اللہ حمیری کے حالات کی تشریح میں لکھتا ہے:

اقرع کو رسول خداؐ نے اپنے ایلچی کے طور پر ''ذی مران'' اور یمن کے سرداروں کے ایک گروہ کے پاس بھیجا تھا۔

معروف عالم اور کتاب ''اسد الغابہ'' کے مصنف ابن اثیر اور کتاب ''اصابہ'' کے مؤلف ابن حجر نے اسی خبر کو اس سے نقل کر کے اپنی کتابوں میں درج کیا ہے۔

لیکن ابن حجر مذکورہ خبر کو ''استیعاب'' سے نقل کرنے کے بعد لکھتا ہے:

اس خبر کو سیف بن عمر نے اپنی کتاب ''فتوح'' میں ضحاک بن یربوع سے اس نے اپنے باپ یربوع سے اس نے ماہان سے اور اس نے ابن عباس سے نقل کیا ہے۔

اس طرح ابن حجر ، ابن عبد البر کے اپنی کتاب ''استیعاب'' میں لائے گئے مآخذ سے پرہیز کر کے وضاحت سے کہتا ہے کہ وہی سیف کی کتاب ''فتوح'' ہے

یہ بات قابل ذکر ہے کہ مذکورہ روایت ۔۔اقرع کی یمن میں مأموریت کے بارے میں ابن عبدالبر کی روایت سے الگ ہے جسے ہم نے طبری سے نقل کر کے رسول خداؐ کے ایلچیوں کی مأموریت کے بارے میں اس حصہ کہ ابتداء میں ذکر کیا ہے۔

سیف نے اس روایت کو گڑھ کر، اپنی پہلی روایت کی تائید کی ہے۔ یہ اس کی عادت ہے کہ اپنی جعل کردہ چیزوں کو متعدد روایتوں میں منعکس کرتا ہے۔ تا کہ اس طرح اس کی روایتیں ایک دوسرے کی مؤید ہوں اور اس کا جھوٹ سچ دکھائی دے۔

اس کے بعد ابن حجر طبری کی روایت کو سیف سے نقل کر کے پیغمبر خداؐ کے ایلچیوں کی خلافت ابوبکرؓ میں اپنی مأموریتوں سے واپس مدینہ آنے کے واقعات کو' جنہیں ہم نے گزشتہ صفحات میں درج کیا ہے۔۔ کو اپنی کتاب ''اصابہ'' میں درج کیا ہے۔

مذکورہ علماء نے ''اقرع بن عبداللہ حمیری'' کے بارے میں حالات لکھ کر اور سیف کی باتوں اور روایتوں پر اس قدر اعتماد کر کے اپنی گراں قدر کتابوں کو اس قسم کے افسانوں سے آلودہ کیا ہے۔

یہ امر اقرع کے خیالی بھائی ''جریر بن عبداللہ حمیری'' کے بارے میں لکھے گئے حالات پر بھی صادق آتا ہے۔ کیونکہ ابن اثیر ''جریر'' کے حالات کی تشریح میں لکھتا ہے:

وہ ۔۔جریر بن عبداللہ حمیری۔۔ یمن میں رسول خداؐ کا ایلچی تھا۔ جریر نے عراق اور شام کی جنگوں میں خالد بن ولید کی ہمراہی میں سرگرم حصہ لیا ہے۔ اس نے یرموک کی جنگ میں فتح کی نوید خلفیہ عمر ابن خطابؓ کو پہنچائی ہے (یہ سیف کا کہنا ہے) ان مطالب کو ''ابوالقاسم ابن عساکر'' نے بھی

جریر کے بارے میں درج کیا ہے۔

ابن حجر بھی ''جریر بن عبداللہ'' کے حالات کے بارے میں اپنی کتاب ''اصابہ'' میں لکھتا ہے:

ابن عساکر کہتا ہے کہ وہ۔۔ جریر۔۔ رسول خدا کے اصحاب میں سے تھا۔ اور سیف کی کتاب ''فتوح'' کے مطابق کہ اس نے ''محمد'' سے اور اس نے ''عثمان'' سے نقل کر کے ذکر کیا ہے کہ جب خالد بن ولید نے یمامہ سے عراق کی طرف جنگ کا عزم کیا، اپنی فوج کو از سر نو منظم کیا۔ اس سلسلے میں پہلے اصحاب پر نظر ڈالی اور ان میں سے جنگجو اور شجاع افراد کا انتخاب کیا ان جنگجوؤں کی کمانڈ ''جریر بن عبداللہ حمیری'' کو سونپی، جو اقرع بن عبداللہ کا بھائی اور یمن میں رسول خدا کا ایلچی تھا۔۔ (تا آخر)

اس کے علاوہ سیف نے نقل کیا ہے کہ اسی جریر بن عبداللہ نے یرموک کی جنگ میں فتح کی نوید مدینہ خلیفہ عمر کو پہنچائی ہے۔

سیف نے مختلف جگہوں پر اس ''جریر'' کا نام لیا ہے اور ابن فتحون نے جریر کے حالات کو دوسرے مآخذ سے درک کیا ہے اور۔۔

ابن عساکر کی نظر میں افسانہ جریر کا راوی ''محمد بن عبداللہ بن سواد نویرہ'' ہے جس کا حقیقت میں وجود ہی نہیں ہے بلکہ یہ سیف کا جعلی راوی ہے۔

اس طرح ان علماء نے سیف کی روایتوں پر اعتماد کر کے ان دو حمیری اور سیف کے خیالی بھائیوں کو پیغمبر خدا کے دوسرے صحابیوں کی فہرست میں قرار دیکر ان کے حالات لکھے ہیں۔

خلاصہ

سیف نے اقرع اور جریر کو عبداللہ کے بیٹوں کے عنوان سے خلق کیا ہے اور ان دونوں کو رسول اللہ ؐ کی طرف سے ایلچی کے طور پر یمن بھیجا ہے تا کہ کافروں اور اسلام سے منحرف لوگوں کے خلاف جنگ کا انتظام کریں ۔ اور ان دونوں کو ان افراد میں شمار کیا ہے جو مدینہ واپس آئے ہیں اور یمانی مرتدوں کی خبر خلیفہ ابوبکرؓ کو پہنچائی ہے۔

سیف کہتا ہے کہ جب خالد بن ولید یمامہ سے عراق کی جنگ کیلئے روانہ ہوا، تو اس نے اپنی فوج کو از سر نو منظم کیا اور اس سلسلے میں پہلے اصحاب کو مد نظر رکھا، ان میں سے مجاہدوں اور شجاعوں کا انتخاب کیا جن میں جریر بن عبداللہ حمیری بھی تھا خالد نے، قضاعہ دستہ کے فوجیوں اور جنگجوؤں کی کمانڈ اسے سونپی ہے۔

جریر عراق میں خالد کی جنگوں اور فتوحات میں سرگرم عمل رہا ہے اور'' بانقیا''، ''بسما''، '' فلالیج'' سے ''ہرمزگرد'' تک کے صلح ناموں میں عینی گواہ کے طور پر رہا ہے۔ خالد نے اسے بانقیا و بسما کی حکمرانی سونپی ہے۔

جریر ان اصحاب میں سے تھا جو خراج و جزیہ کی رقومات عراق کے علاقوں کے لوگوں سے وصول کرتا تھا جو تسخیر ہونے کے بعد ان پر مقرر کیا گیا تھا۔ یہ رقومات وصول کرنے کے بعد انھیں رسید دیا کرتا تھا۔

خالد کے ''مصیخ بنی البرشا'' پر بجلی جیسے حملہ میں جریر اس کے ہمراہ تھا اور اس نے کفار کے

درمیان ایک مسلمان کو بھی قتل کرڈالا۔

وہ کہتا ہے کہ جریر نے خالد کے ہمراہ شام کی جنگ میں شرکت کی ہے اور خالد کی طرف سے قاصد کے طور پر مدینہ جا کر خلیفہ عمرؓ کو یرموک کی فتح کی نوید پہنچائی ہے۔

جریر وہ بہادر ہے جسے ''سعد بن وقاص'' نے خلیفہ عمرؓ کے صریح حکم کے مطابق ''جریر بن عبد اللہ بجلی'' کے ہمراہ ایرانی فوج کے کمانڈر ہرمزان سے مقابلہ کیلئے بھیجا ہے۔

سیف نے مزید کہا ہے کہ جریر نے ۲۱ھ کی جنگِ نہاوند میں شرکت کی ہے اور اپنے بھائی اقرع اور جریر بن عبداللہ بجلی اور دیگر اشرافِ کوفہ سپہ سالار اعظم ''نعمان بن مقرن'' کا خیمہ نصب کرنے میں ہاتھ بٹایا ہے۔

یہ سیف بن عمر تمیمی کی روایتوں کا خلاصہ تھا جو اس نے اپنے خلق کئے گئے دو جعلی اصحاب کے بارے میں گڑھ لی ہیں۔

سیف نے اپنے خیالی افسانوی پہلوان ''جریر بن عبداللہ حمیری'' کو ''جریر بن عبداللہ بجلی'' کے ہم نام خلق کر کے اس کی بعض فتوحات اور جنگی کارناموں کو اپنے اس خیالی بہادر سے منسوب کیا ہے۔

نہیں معلوم، شاید جریر کے بھائی ''اقرع'' کو اس نے ''اقرع بن حابس تمیمی'' یا ''اقرع عکی'' اور یا کسی اور اقرع کے ہم نام خلق کیا ہو اور یہ بھی ممکن ہے کہ یہ نام ۔۔''اقرع بن عبداللہ حمیری'' یوں ہی اچانک اس کے ذہن میں آیا ہو اور اس نے اپنے افسانوں میں اس کیلئے اہم اور حساس رول رکھے ہوں۔

یہ بھی ہم بتادیں کہ ہمارے اس افسانہ گو سیف بن عمر نے ان دو حمیری بھائیوں کی داستان

تقریباً اس کے دو نامدار عظیم الجثہ تمیمی پہلوان عمرو تمیمی کے بیٹے ''قعقاع'' اور ''عاصم'' کے افسانہ کے مشابہ خلق کی ہے۔

سرانجام یہ افسانہ اور اس کے مانند سیکڑوں افسانے جن سے اسلام کی تاریخ بھری پڑی ہے اور جو دانشوروں اور اکثر مسلمانوں کیلئے اس حد تک افتخار و سربلندی کا سبب بنے ہیں کہ وہ کسی قیمت ان سے دستبردار ہونے کیلئے آمادہ نظر نہیں آتے ..

یہ افسانے درج ذیل معتبر اسلامی مصادر و مآخذ میں قطعی اور حقیقی سند کے عنوان سے درج ہوئے ہیں۔

دو حمیری بھائیوں کے افسانہ کے راوی:

سیف نے مذکورہ دو بھائیوں کے افسانہ کو درج ذیل راویوں کی زبانی نقل کیا ہے:

۱۔ محمد بن عبداللہ بن سواد نویرہ

۲۔ مھلب بن عطیہ اسدی

۳۔ غصن بن قاسم۔

۴۔ ابن ابی مکنف

۵۔ زیاد بن سرجس احمری

۶۔ سہل بن ی یوسف سلمی۔

مذکورہ سبھی راوی سیف کے جعل کردہ ہیں اور حقیقت میں وجود نہیں رکھتے۔

ان دو بھائیوں کا افسانہ نقل کرنے والے علماء:

۱۔ امام المؤرخین طبری نے اپنی تاریخ میں۔

۲۔ ابوعمر بن عبدالبر نے اپنی کتاب ''استیعاب'' میں۔

۳۔ ابن عساکر نے ''تاریخ دمشق'' میں۔

۴۔ ابن فتحون نے کتاب ''استیعاب'' کے حاشیہ پر۔

۵۔ ابن اثیر نے ''اسد الغابہ'' میں

۶۔ ذہبی نے کتاب ''تجرید میں''

۷۔ ابن حجر نے کتاب ''اصابہ'' میں

۸۔ محمد حمید اللہ نے کتاب ''وثائق السیاسیہ'' میں۔

مصادر وماخذ

دو حمیری بھائیوں ''اقرع'' وجریر'' کے بارے میں سیف کی روایات:

۱۔ تاریخ طبری (۱/۱۷۹۸، ۱۹۸۸، ۱۹۹۸، ۲۰۴۹، ۲۰۵۲، ۲۰۵۵، ۲۰۷۰، ۲۱۷۶، ۲۵۵۲،

اور ۲۶۱۹)

اقرع کے حالات

۱۔ کتاب ''استیعاب'' طبع حیدر آباد دکن (۱/۶۴) نمبر: ۱۰۰

۲۔ اسد الغابہ (۱/۱۱۰)

۳۔ ذہبی کی ''تجرید'' (۱/۲۶)

۴۔ ابن حجر کی ''اصابہ'' (۱/۷۳) نمبر: ۲۳۳

جریر حمیری کے حالات:

۱۔ ابن اثیر کی ''اسد الغابہ'' (۱/۲۷۹)

۲۔ ابن حجر کی ''اصابہ'' (۱/۲۳۴) نمبر: ۱۱۳۷

تاریخ لکھنے کے سلسلہ میں عمر بن خطابؓ کا صلاح ومشورہ

۱۔ ''تاریخ طبری'' (۱/۲۴۸۰)

جریر بن عبداللہ بجلی کے بارے میں روایت اور اس کے حالات:

''استیعاب''، اسد الغابہ، اصابہ، اور بلاذری کی ''فتوح البلدان'' (ص ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱)،

قبیلۂ بجیلہ پر جریر بن عبداللہ بجلی کی حکمرانی:

ا۔ تاریخ طبری (۱/۳۲۰۰۔۳۲۰۲)

انتالیسواں جعلی صحابی

عمرو بن مجحوب عامری

جعلی روایتوں کا ایک سلسلہ

مکتبِ خلفاء کے پیرو علماء نے سیف کی مذکورہ دو روایتوں پر مکمل اعتماد کر کے سیف کی ایک اور مخلوق ''عمرو بن مجحوب عامری'' کو ایک مسلم حقیقت کے عنوان سے رسول خداؐ کے واقعی صحابی کے طور پر درج کیا ہے۔

یہ بھی قابل ذکر ہے کہ سیف نے اپنے خلق کردہ صحابی کیلئے جو نسب گڑھا ہے وہ عامری ہے۔ اور یہ ''عامر'' کی طرف نسبت ہے جو قبائل ''معد اور قحطانی'' کے خاندانوں سے متعلق ہے۔

لیکن ہمیں یہ معلوم نہ ہو سکا کہ سیف نے اس صحابی کو ان قبیلوں میں سے کس قبیلہ سے خلق کیا ہے۔

عمرو بن مجحوب کی داستان:

ہم نے دیکھا کہ طبری نے رسول خداؐ کے سفیروں کے ضمن میں سیف سے روایت کر کے صلصل کا نام لیا ہے اور اس کی مأموریتوں کے بارے میں یوں بیان کیا ہے کہ وہ پیغمبر اخداؐ کی طرف سے مأمور تھا کہ ''بنی عامر عمرو بن مجحوب اور عمرو بن خفاجی'' سے ملاقات کرے۔

ابن حجر نے ''اصابہ'' میں اس عمرو بن محجوب کے حالات کی تشریح میں لکھا ہے:

عمرو بن محجوب عامری وہ صحابی ہے جسے ابن فتحون نے دریافت کیا ہے اور سیف بن عمر نے اپنی کتاب ''فتوح'' میں ابن عباس سے دو سند کے ساتھ روایت کی ہے کہ عمرو بن محجوب رسول خداؐ کے گماشتوں اور کارندوں میں سے تھا، اور زیاد بن حنظلہ کے ذریعہ اسے فرمان دیا گیا ہے کہ پوری طاقت کے ساتھ مرتدوں سے جنگ کرنے کیلئے اٹھ کھڑا ہو۔ ہم نے اس عمرو کا نام ''صفوان بن صفوان'' کے حالات پر روشنی ڈالنے کے ضمن میں ہے۔(ابن حجر کی بات کا خاتمہ)

اس لحاظ سے عمرو بن محجوب کا نام سیف کی ایک روایت کے مطابق تاریخ طبری میں اور دو روایتوں کے مطابق سیف کی کتاب فتوح میں آیا ہے، اور ابن حجر نے ان کو خلاصہ کے طور پر اپنی کتاب ''اصابہ'' میں نقل کیا ہے۔

چوتھی روایت وہاں ہے جہاں ابن حجر نے صفوان کے حالات کی تشریح میں اس کا نام لیا ہے کہ ہم نے اسے صلصل بن شرحبیل کے حالات کی تشریح میں نقل کیا ہے۔

یہ امر قابل توجہ و دقت ہے کہ ان روایتوں میں سے ہر ایک دوسری پر ناظر اور اس کی مؤید شمار ہوتی ہے۔ مثال کے طور پر یہ عمرو بن محجوب عامری پیغمبر خداؐ کے ان گماشتوں اور کارندوں میں سے ہے کہ جس کی ماٴموریت کے دوران اسے دو خط ملے ہیں ایک صلصل کے ذریعہ اور دوسرا زیاد بن حنظلہ رسول خداؐ کے صحابی کے ذریعہ، ان دو خطوط میں آنحضرتؐ نے اسے شرک و ارتداد کے خلاف

ثابت قدم رہنے کا حکم دیا ہے۔

انہی روایتوں پر، ابن فتحون اور ابن حجر جیسے علماء نے پورا اعتماد کر کے پہلے (ابن فتحون) ابن فتحون نے سیف کے اس جعلی صحابی کے حالات ''استیعاب'' کے حاشیہ میں درج کئے اور دوسرے (ابن حجر) نے اپنی معتبر کتاب اصابہ میں اس کیلئے مخصوص جگہ وقف کی ہے...

چالیسواں جعلی صحابی

عمرو بن خفاجی عامری

مسیلمہ سے جنگ کی مأموریت

مکتبِ خلفاء کے پیرو علماء نے سیف کی انہی گزشتہ روایتوں پر اعتماد کر کے، عمرو بن خفاجی عامری کو پیغمبر خداؐ کے اصحاب میں شمار کیا ہے اور اس کے حالات پر روشنی ڈالی ہے۔

ابن حجر نے اپنی کتاب میں پیغمبر خداؐ کے صحابیوں کے پہلے گروہ کے لئے ایک فصل مخصوص کی ہے اور اس فصل میں نمبر: ۵۸۲۷ حرف ''ع'' کے تحت لکھا ہے:

''عمرو بن خفاجی عامری، اس کا نام صلصل بن شرحبیل کے حالات میں آیا ہے۔''

رشاطی[1] نے لکھا ہے کہ وہ ۔۔ عمرو بن خفاجی ۔۔ پیغمبر خداؐ کی مصاحبت سے شرف یاب ہوا ہے اور آنحضرتؐ کے اصحاب میں شمار ہوتا ہے۔

رسول خداؐ نے ایک خط کے ذریعہ اسے اور عمرو بن مجحوب کو حکم دیا کہ وہ مرتدوں سے جنگ کرنے کیلئے آمادہ ہو جائیں۔ انہی مطالب کو طبری نے بھی نقل کیا ہے۔

۱۔ رشاطی، ابو محمد عبداللہ بن علی بن عبداللہ بن خلف لخمی اندلسی ایک عالم، محدث، فقیہ، مؤرخ، نسب شناس، ادیب اور لغت شناس تھا، رشاطی ماہ جمادی الاول یا جمادی الثانی سال (۴۶۶ھ ۔ ۱۰۷۴ء) میں ''ادریولہ'' مرسیہ میں پیدا ہوا۔ اور جمادی الاول یا جمادی الثانی سال ۵۴۲ھ = ۱۱۴۷ء) میں رومیوں کے حملے میں اپنے وطن میں ہی قتل ہوا۔ اس کی تصنیفات میں ''اقتباس الانوار والتماس الازہار'' یہ کتاب انساب صحابہ اور روات اخبار کے بارے میں ہے اور دوسری کتاب ''الموتلف'' قابل ذکر ہیں، معلوم کہ ان دو کتابوں میں سے کس میں اس نے ''عمرو'' کے حالات لکھے ہیں!!۔

سیف بن عمر نے روایت کی ہے کہ جو صحابی مرتدوں سے جنگ کرنے کے بارے میں پیغمبر خداؐ کا خط عمرو بن خفاجی کے نام لایا تھا۔ وہ زیاد بن حنظلہ تھا (ز)

ہم جانتے ہیں کہ ابن حجر کے حرف (ز) لکھنے کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ اس صحابی کے حالات دوسروں کے مقابلہ میں اس نے دریافت کئے ہیں۔

اکتالیسواں جعلی صحابی

عمرو بن خفاجی عامری

ابن حجر کی غلط فہمی سے وجود میں آیا ہوا صحابی

ابن حجر نے اپنی کتاب ''اصابہ'' کے تیسرے حصہ کو ان اصحاب سے مخصوص رکھا ہے جو پیغمبر خداؐ کے زمانے میں زندہ تھے لیکن آنحضرتؐ کی مصاحبت اور دیدار سے شرفیاب نہیں ہوئے تھے وہ حرف ''ع'' کے تحت لکھتا ہے:

عمرو بن خفاجی عامری: سیف بن عمر نے لکھا ہے کہ رسول خداؐ نے اسے ۔۔ عمرو بن خفاجی ۔۔ اور عمرو بن محجوب عامری کو پیغام بھیجا اور انھیں مأمور فرمایا وہ کہ مسیلمۂ کذاب سے جنگ کرنے کیلئے آمادہ ہو جائیں۔ طبری نے اپنی تاریخ میں اس کا ذکر کیا ہے اور ابن فتحون نے اس کے نام کو دوسرے مصادر سے دریافت کیا ہے (ز)۔

اس طرح ابن حجر جیسے مشہور علامہ نے بھی غلط فہمی کا شکار ہو کر ''عمرو بن خفاجی'' کے حالات اپنی کتاب میں دو جگہوں پر لکھے ہیں۔

جبکہ خود سیف جو اس شخص کا افسانہ گڑھنے کرنے والا ہے، نے اسے صرف ایک شخص جعل کیا ہے۔

یہ بھی قابل ذکر ہے کہ تاریخ طبری میں عمرو بن خفاجی کا نسب ''بنی عمرو'' لکھا گیا ہے۔ جبکہ ابن

عبدالبر کی کتاب ''استیعاب'' میں صلصل کے حالات کی تشریح میں یہ نسب (بنی عامر) ذکر ہوا ہے۔

اس داستان کا خلاصہ اور نتیجہ

سیف بن عمر نے اپنے ایک ہی مقصد کو اپنی دو بناوٹی روایتوں میں بیان کیا ہے نتیجہ یہ ہے کہ رسول خداؐ نے صلصل نام کے ایک شخص کو قاصد و ایلچی کے طور پر اپنے گماشتوں اور کارندوں کے پاس بھیجا اور اسے علاقہ کے مرتدوں سے جنگ کرنے کی ترغیب دی ہے۔ سیف کی اسی ایک جھوٹی داستان کے نتیجہ میں علماء نے اس کے افسانوی صحابیوں کو پیغمبر خداؐ کے حقیقی اصحاب کی فہرست میں شمار کیا ہے اور درج ذیل جعلی اصحاب کی زندگی کے حالات لکھے ہیں:

۱۔ صلصل بن شرحبیل

۲۔ عمرو بن محجوب عامری

۳۔ عمرو بن خفاجی عامری

۴۔ عمرو بن خفاجی عامری

صفوان بن صفوان

ہمیں اس صفوان بن صفوان کے سیف کے جعلی صحابی ہونے پر شک ہے، اگر ایسے شخص کو سیف نے خلق بھی نہ کیا ہو پھر بھی اس کا صحابی ہونا سیف بن عمر کے خلق کرنے سے کچھ کم نہیں ہے۔

جو کچھ بیان ہوا اس کے علاوہ سیف نے اپنی جعلی روایتوں میں پیغمبر خداؐ کے زمانہ میں ہی مسلمانوں کے اسلام سے منہ موڑنے کی بات کی ہے۔ اس نے ان جھوٹے اور بے بنیاد مطالب کو

آپس میں جوڑ کر اسلام کے دشمنوں کے ہاتھ میں بہانہ فراہم کیا ہے کہ وہ یہ دعویٰ کریں کہ اسلام نے دلوں میں جگہ نہیں پائی تھی اور اس زمانے کے قبائل کے لوگوں کے وجود کی گہرائیوں میں اسلام نے اثر نہیں ڈالا تھا، اسی لئے پیغمبر خداؐ کے زمانے میں ہی اسلام کے مقابلے میں آ کر تلوار کھینچی لی ہے!

پھر یہی سیف کی روایتیں اور جھوٹ کے پلندے اور ارتداد کی جنگوں کی منظر کشی، قارئین کے ذہن کو یہ قبول کرنے پر مجبور کرتی ہے کہ اسلام نے ایک بار پھر ابوبکرؓ کی خلافت کے زمانے میں تلوار کی نوک پر اور بے رحمانہ قتل عام کے نتیجہ میں استحکام حاصل کیا ہے۔ ہم نے اس موضوع پر اپنی کتاب ''عبداللہ ابن سبا'' میں مفصل بحث و تحقیق کی ہے۔

سرانجام ہم دیکھتے ہیں کہ اسلام اور پیغمبر اسلامؐ سے متعلق انہی جھوٹ اور افسانوں کو مکتب خلفاء کے پیرو علماء نے حسب ذیل معتبر مآخذ میں درج کیا ہے:

۱۔ امام المؤرخین ابن جریر طبری نے اپنی تاریخ میں

۲۔ ابوعمر، ابن عبدالبر نے ''استیعاب'' میں

۳۔ ابن اثیر نے اپنی تاریخ میں

۴۔ ابن فتحون نے، استیعاب کے ذیل میں۔

۵۔ ابن اثیر نے اسد الغابہ میں۔

۶۔ رشاطی نے ''انساب الصحابہ'' میں۔

۷۔ ذہبی نے ''تجرید'' میں۔

۸۔ ابن حجر نے ''الاصابہ'' میں۔

مصادر و مآخذ

صلصل کے حالات:

۱۔''استیعاب''طبع حیدر آباد دکن (۳۲۵/۱) نمبر: ۱۴۱۸

۲۔''اسد الغابہ''ابن اثیر (۲۹/۳)

۳۔ذہبی کی''تجرید''(۲۸۲/۱)

۴۔ابن حجر کی''اصابہ''(۱۸۷/۲) نمبر: ۴۰۹۹

۵۔تاریخ طبری (۱۷۹۸/۱) ۱۱ھ کے حوادث کے ضمن میں۔

صفوان بن صفوان کے حالات

۱۔ابن حجر کی''اصابہ''(۱۸۳/۲) نمبر: ۴۰۷۶

عمرو بن محجوب عامری کے حالات

۱۔ابن حجر کی اصابہ (۱۵/۳) نمبر ۱۹۵۶

۲۔تاریخ طبری (۱۷۹۸/۱)

عمرو بن خفاجی عامری کے حالات

۱۔ابن حجر کی''اصابہ''(۵۲۸/۲) نمبر: ۵۸۲۷

عمرو بن خفاجی عامری کے حالات

۱۔ابن حجر کی''اصابہ''(۱۱۴/۳) نمبر: ۶۴۸۴

بیالیسواں اور تینتالیسواں جعلی صحابی

عوف ورکانی اور عویف زرقانی

سیف کی ایک مخلوق تین روپوں میں

طبری نے اپنی تاریخ میں سیف سے نقل کر کے رسول خداؐ کے ایلچیوں کے بارے میں یوں لکھا ہے:

...اور رسول خداؐ نے ''ضرار بن ازور اسدی'' کو اپنے ایلچی کے طور پر قبیلۂ بنی صیدا کے ''عوف زرقانی'' اور...اور قضاعی دئلی کے پاس بھیجا۔

عوف کا نسب

سیف بن عمر نے اپنے صحابی عوف کو بنی صیداء سے جعلی کیا ہے جس قبیلہ کے سردار کا نام ''عمرو بن قعین بن حرث بن ثعلبہ بن دودان بن خزیمہ'' ہے۔ پیغمبری کا دعویٰ کرنے والا طلیحہ بھی اسدی ہے جو بنی صیدا کا ایک قبیلہ ہے۔

عوف ورکانی کی داستان

ابن حجر کی ''اصابہ'' میں دو صحابیوں کے حالات کی تشریح یکے بعد دیگرے آئی ہے۔ ان میں سے ایک نمبر ۶۱۰۸ کے تحت یوں درج ہے:

عوف ورکانی رسول خداؐ کے کارندوں میں سے تھا۔ آنحضرتؐ نے ضرار بن ازور کو اپنے ایلچی

کے طور پر اس کے پاس بھیجا اور اسے مرتدوں کے ساتھ نبرد آزما ہونے کا حکم دیا ہے۔

اس کی داستان کو سیف بن عمر نے ذکر کیا ہے ہم نے اس کے مآخذ کا صلصل کی داستان کے ضمن میں اشارہ کیا ہے۔

عویف ورقانی

اس کے بعد ابن حجر نمبر ۶۱۱۳ کے تحت عویف ورقانی کے حالات اس طرح لکھتا ہے:

سیف ارتداد کی خبروں میں اس کا تذکرہ کرتے ہوئے کہتا ہے: کہ جب پیغمبر اسلامؐ کو پیغمبری کے مدعی طلیحہ کی بغاوت اور قیام کی خبر ملی تو آنحضرتؐ نے عویف ورقانی کو اس سے جنگ کرنے اور اس سے دفاع کرنے پر مامور فرمایا۔

ذہبی نے اپنی کتاب ''تجرید'' میں عوف ورقانی نامی ایک صحابی کے بارے میں یوں لکھا ہے:

> جب پیغمبری کے مدعی طلیحہ کا مسئلہ زور پکڑنے لگا تو رسول خداؐ نے ''عوف ورقانی'' کی قیادت میں ایک فوج کو اس مسئلہ کو ختم کرنے کیلئے روانہ فرمایا۔

ہم مشاہدہ کرتے ہیں کہ مکتب خلفاء کے پیرو جن علماء نے تین افراد کے حالات لکھے ہیں، وہ سب کے سب سیف کی ایک روایت پر مبنی ہیں، اس طرح کہ ''عوف'' کا نام بعض نسخوں میں ''عویف'' لکھا گیا ہے اور اس کی شہرت ''زرقانی'' سے ''ورقانی'' اور پھر ''ورکانی'' لکھی گئی ہے۔ اس طرح سیف کا خلق کردہ ایک صحابی رسول خداؐ کے تین صحابیوں کے روپ میں مجسم ہوا ہے۔

جی ہاں، یہ سب سیف کی روایتوں کے وجود کی برکت کا نتیجہ ہیں جو مکتب خلفا کے علماء کے

قلموں کے ذریعہ گران کی کتابوں میں درج ہوئے ہیں!!

قضاعی بن عمرو سے متعلق ایک داستان

تاریخ طبری میں ذکر ہوئی سیف کی روایت میں آیا ہے کہ قضاعی بن عمرو کا تعارف دئلی کے طور پر کیا گیا ہے اور یہ شہرت ''دئلی'' عرب کے مختلف قبیلوں سے تعلق رکھتی ہے اور ہمیں یہ معلوم نہ ہوسکا کہ اس ''دئلی'' سے سیف کا مقصود کون سا عرب قبیلہ ہے۔

ابن حجر کی ''اصابہ'' میں ''قضاعی بن عمرو'' کا نام یوں آیا ہے:

رسول خداؐ نے حجۃ الوداع سے واپسی پر ''سنان بن ابی سنان'' اور ''قضاعی بن عمرو'' کو قبیلہ بنی اسد کی طرف مأموریت پر بھیجا۔

قضاعی کی مأموریت کی جگہ کے بارے میں ''تاریخ طبری'' اور ابن حجر کی ''اصابہ'' میں یوں آیا ہے:

قضاعی بن عمرو، بنی حرث میں رسول خداؐ کا کارندہ تھا۔

ایسا لگتا ہے کہ بنی حرث سے سیف کا مقصود دودان بن اسد کا پوتا بنی حارث ہے۔

تاریخ طبری میں سیف بن عمر سے منقول ہے کہ:

رسول خداؐ کی زندگی میں طلیحہ مرتد ہوا اور اس نے پیغمبری کا دعویٰ کیا۔ رسول خداؐ نے ضرار بن ازور کو ایلچی کے طور پر ''سنان بن ابی سنان'' اور ''قضاعی بن عمرو''۔۔ جو بنی اسد میں آنحضرتؐ کے گماشتے تھے۔۔ کے پاس بھیجا اور انھیں طلیحہ سے جنگ کرنے

کا حکم دیا... یہاں تک کہ لکھتا ہے:

ضرار، قضاعی، سنان اور آنحضرتؐ کے بنی اسد میں دیگر کارندے جن میں سے ہر ایک کسی نہ کسی مسئولیت کا عہدہ دار تھا، سب کے سب طلیحہ کے ڈر سے بھاگ کر مدینہ ابوبکرؓ کے پاس پہنچ گئے اور روداد ابوبکرؓ سے بیان کی ان کے دیگر حامی اور دوست واحباب بھی طلیحہ سے ڈر کر مختلف اطراف میں بھاگ گئے۔

طبری نے اپنی کتاب میں دوسری جگہ پر سیف سے نقل کر کے ۱۶ھ میں جلولا کی جنگ کی روداد کے ضمن میں لکھا ہے:

اور سعد بن ابی وقاص نے جنگی غنائم کے پانچویں حصہ کو قضاعی کے ہاتھ مدینہ میں خلیفۂ عمرؓ کے پاس بھیجدیا۔

سیف کی روایتوں میں قضاعی بن عمرو کی داستان یہی تھی کہ جسے ہم نے بیان کیا۔

افسانۂ قضاعی کے مآخذ اور راویوں کی پڑتال

سیف نے قضاعی کی داستان میں درج ذیل نام بعنوان راوی بیان کئے ہیں:

۱۔ سعید بن عبید۔

۲۔ حریث بن معلیٰ۔

۳۔ حبیب بن ربیعۂ اسدی۔

۴۔ عمارۃ بن فلان اسدی۔

۵۔اور چند دوسرے مجہول الھویہ راوی کہ سب سیف کی خیالی تخلیق ہیں اور ان کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔

جی ہاں علماء نے اس اعتماد کے پیش نظر جو وہ سیف کی روایتوں پر رکھتے تھے، قضاعی بن عمرو کو صحابی کو رسول خداؐ صحابی سمجھا اور اس کے حالات پر روشنی ڈالی ہے۔

ابن اثیر نے اپنی کتاب ''اسد الغابہ'' میں یوں لکھا ہے:

قضاعی بن عمر: سیف بن عمر نے نقل کیا ہے کہ وہ خاندان بنی اسد میں رسول خداؐ کے کارندوں میں سے تھا۔ابن دباغ نے اس کا نام لیا ہے اور اس کے عبد البر کی کتاب ''استیعاب'' میں موجود ہونے کا تصور کیا ہے، اور خدا بہتر جانتا ہے (ابن اثیر کی بات کا خاتمہ)

بہر حال ہم نے اس قضاعی کے نام کو جعلی صحابیوں کی فہرست سے حذف کر دیا ہے، کیونکہ ابن سعد نے اپنی کتاب ''طبقات'' میں اس کے ہم نام کا ذکر کر کے اس کے نسب کو 'بنی عذرہ' بتایا ہے۔ابن سعد نے اس کے بارے میں اپنی بات کا آغاز یوں کیا ہے

...الحدیث

لیکن مذکورہ حدیث ذکر نہیں کی ہے اور نہ اس کا کوئی مآخذ بیان کیا ہے۔

چوالیسواں جعلی صحابی

قحیف بن سلیک ہالکی

قحیف، طلیحہ سے جنگ میں

گزشتہ داستانوں کے ضمن میں ابن حجر نے اپنی کتاب ''اصابہ'' میں یوں لکھا ہے:

قحیف بن سلیک ہالکی، بنی اسد کے ایک قبیلہ ''بنی ہالک'' ''ہ'' کے ساتھ بنی اسد کے خاندان سے ہے۔

قحیف نے رسول خداؐ کے زمانہ میں اسلام قبول کیا ہے۔ اس کے بعد اس نے ضرار بن ازور، قضاعی بن عمرو اور سنان بن ابی سنان کے ہمراہ طلیحہ اسدی سے جنگ میں شرکت کی ہے اور پیکار کے دوران اس نے طلیحہ پر ایک مہلک اور کاری ضرب لگائی جس کے نتیجہ میں وہ زمین پر ڈھیر ہو کر بیہوش ہو گیا اسی اثناء میں طلیحہ کے حامی آپہنچے اور قحیف کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔

کچھ دیر کے بعد طلیحہ ہوش میں آ گیا اور اپنا معالجہ کیا، صحت یاب ہونے کے بعد یہ افواہ پھیلا دی کہ اس پر کوئی اسلحہ اثر نہیں کر سکتا۔ اس طرح اس نے لوگوں کو تعجب میں ڈال دیا۔

ابن حجر اپنی بات کو جاری رکھتے ہوئے لکھتا ہے:

البتہ ان مطالب کو سیف بن عمر نے قحیف بن سلیک کے بارے میں اپنی کتاب ''فتوح'' میں بدر بن حرث' اس نے عثمان بن قطبہ سے اور اس نے بنی اسد کے

ذریعہ نقل کیا ہے ان کا باپ بھی ان میں سے تھا!!(ز)

اس داستان کے راویوں کے بارے میں ایک بحث

سیف نے روایت کے راوی کے طور پر ''بدر بن حارث'' کا تعارف کرایا ہے۔ بدر کے باپ حارث کا نام غلط ہے، اور صحیح ''بدر بن خلیل'' ہے جو سیف کے جعلی روایوں میں سے ایک تھا، سیف نے اپنے اکثر افسانے اور جھوٹ اسی سے نقل کئے ہیں۔

اور اگر غلطی سرزد نہ ہوئی ہو اور وہی ''بدر بن حارث'' ہو تو اس نام کو سیف کے دوسرے جعلی راویوں کی فہرست میں قرار دینا چاہئے۔

قحیف کی داستان کی تحقیق

سیف بن عمر کے زمانہ میں یمن میں قحیف نامی ایک نامور شاعر تھا، ابن اثیر نے اپنی تاریخ کی کتاب ''کامل'' میں ۱۲۶ھ کے حوادث کے ضمن میں اس کا نام لیا ہے۔ ہمیں یہ معلوم نہ ہو سکا کہ کیا سیف نے اپنے جعلی قحیف کو شاعر قحیف کا ہم نام خلق کیا ہے، یعنی وہی کام کیا ہے جو اس نے ''خزیمہ بن ثابت'' سماک بن خرشہ اور جریر بن عبد اللہ کے بارے میں انجام دیا ہے یا یوں ہی اچانک یہ نام اس کے ذہن میں آیا اور اس نے اپنے خلق کردہ صحابی کا نام یہی رکھا ہے اور اسی پر افسانہ گڑھ لیا ہے۔

موضوع جو بھی ہو کوئی فرق نہیں، ہم نے خاص طور سے اس موضوع کے بارے میں اس لئے اشارہ کیا ہے کہ ایسا نہ ہو کہ کوئی ابن اثیر کی تاریخ کی طرف رجوع کر کے یہ خیال کرے کہ سیف جعل کردہ شخص حقیقت میں تاریخ میں موجود ہے۔

لیکن سیف نے ضرار بن ازور کو رسول خداؐ کی طرف سے ایلچی کے طور پر عوف ورکانی اور قضاعی بن عمرو کے پاس بھیجنے کا جو ذکر کیا ہے اور ان دونوں نمائندوں کو آنحضرتؐ نے اسود کے ساتھ جنگ کرنے کی ماموریت دی کہ اسے قتل کر ڈالیں، یہ سب کا سب جعل اور جھوٹ ہے اور ہم نے اس سلسلے میں اپنی کتاب ''عبداللہ بن سبا'' کی دوسری جلد میں مکمل تفصیل لکھی ہے۔

مصادر و مآخذ

قضاعی بن عمرو کی داستان:

۱۔تاریخ طبری (۱/۱۷۹۸، (۱۷۹۹، ۱۸۹۳، ۱۱اور ۲۴۶۵)

۲۔ابن اثیر کی ''اسد الغابہ'' (۴/۲۰۵)

۳۔ابن حجر کی ''اصابہ'' (۳/۲۲۷)

۴۔ابن سعد کی ''طبقات'' (۱/۲/۲۳)

قضاعی بن عامر کی داستان

۱۔ابن اثیر کی ''اسد الغابہ'' (۴/۲۰۵)

۲۔ابن حجر کی ''اصابہ'' (۳/۲۷۷) نمبر: ۷۱۱۷

قحیف بن سلیک کی داستان

۱۔ابن حجر کی اصابہ (۳/۲۵۶) نمبر: ۷۲۸۱

ہالک بن عمرو کا نسب

۱۔اللباب (۳/۲۸۳)

۲۔ابن حزم کی جمہرہ (ص ۱۹۰۔۱۹۲)

شاعر قحیف کی داستان

۱۔ابن اثیر کی ''تاریخ کامل'' طبع دار صادر (۵/۳۰۰)

پینتالیسواں جعلی صحابی
عمرو بن حکم قضاعی

عمرو کا نسب

ابن اثیر کی کتاب ''اللباب فی تھذیب الانساب'' میں یوں آیا ہے:

قضاعہ ایک بڑی قوم ہے جو متعدد قبائل پر مشتمل ہے اس میں شامل قبیلوں میں ''قبیلۂ کلب، قبیلہ بلی اور قبیلۂ وجہینہ وغیرہ قابل ذکر ہیں ''قینی'' بھی ''قین'' کی طرف نسبت ہے جو خود قضاعہ کا ایک قبیلہ ہے، یہ نعمان بن جسر کا پوتا اور قضاعہ کی اولاد میں سے ہے جو ''قین'' کے نام سے معروف تھا۔

عمرو بن حکم کی داستان کا سرچشمہ

طبری اور ابن عساکر کی ''تاریخوں'' میں ہم پڑھتے ہیں:

سیف بن عمر نے ابوعمرو سے اور اس نے زید بن اسلم سے روایت کی ہے کہ اس نے کہا:

رسول خداؐ کی رحلت کے وقت قضاعہ کے مختلف قبائل میں آنحضرتؐ کے کارندے اور گماشتے حسب ذیل تھے:

۱۔ خاندان بنی عبداللہ سے امرؤالقیس، قبیلۂ کلب میں۔

۲۔ عمرو بن حکم، قبیلۂ قین میں۔

۳۔ معاویہ بن فلان وائلی قبیلہ ''سعد ھذیم'' میں۔

قبیلہ کلب سے ودیعۂ کلبی اپنے ہمفکروں اور دوست واحباب کی ایک جماعت کے ساتھ مرتد ہوکر دین اسلام سے منحرف ہوگیا تھا۔ لیکن ''امرؤ القیس'' بدستور اسلام کا وفادار رہ کر اسلام پر باقی رہا۔

زمیل بن قطبہ قینی بھی قبیلۂ ''بنی قین'' سے اپنے دوستوں کے گروہ کے ساتھ مرتد ہوا لیکن رسول خدا کا کارندہ عمرو بن حکم بدستور مسلمان رہا۔

معاویہ بن فلان وائلی بھی قبیلۂ ''سعد ھذیم'' کے اپنے چند ہمفکروں کے ساتھ دین اسلام سے منہ موڑ کر مرتد ہو۔

مذکورہ لوگوں کے مرتد ہونے کے بعد ابوبکرؓ نے امام حسینؑ کی بیٹی سکینہ کے نانا ''امرؤ القیس'' کو خط لکھا اور اسے حکم دیا کہ ودیعہ اور اس کے دوستوں کا مقابلہ کر کے ان کی بغاوت کو کچل ڈالے۔

ایک دوسرے خط کے ذریعہ عمرو بن حکم قضاعی اور معاویہ عذری کو حکم دیا کہ ایک دوسرے کی مدد سے ''زمیل'' اور اس کے ساتھیوں کی شورش کو سرکوب کریں۔

جب اسامہ بن زید، خلیفہ کے حکم پر شام کی جنگ سے واپسی پر قبائل قضاعہ کے مرکز میں پہنچا تو اس نے اپنی فوج کے مختلف دستوں کو مختلف قبائل میں متفرق کر کے انھیں حکم دیا کہ اسلام پر پابند لوگوں کو منظم کر کے قبیلۂ کے مرتدوں کے خلاف جنگ میں ان کی مدد کریں۔

اسامہ کے اس اقدام پر قضاعہ کے مختلف قبیلوں کے مرتدوں نے اپنے خاندان سے فرار کر کے ''دومۃ الجندل'' میں اجتماع کیا اور ''ودعیۂ کلبی'' کی حمایت پر اتر آئے اور اس طرح اس کی ہمت افزائی ہوئی۔

اسامہ کے سوار اپنی ڈیوٹی انجام دے کر واپس پلٹے تو اسامہ نے ان کے ہمراہ بے خبر اور اچانک مرتدوں کے جمع ہونے کی جگہ (حمقتین) پر حملہ کیا اور قضاعہ کے مختلف قبائل جیسے قبیلۂ ''جذام'' '' کے بنی ضعیف'' قبیلۂ ''بنی لخم'' کے ''خلیل'' اوران کے دیگر حامیوں پر ٹوٹ پڑے اور انھیں بڑی بے رحمی کے ساتھ تہ تیغ کیا اور مرتدوں کے گروہ کا ''آبل'' تک پیچھا کیا۔اس علاقہ کوان کے ناپاک وجود سے پاک کیا اور کافی مقدار میں جنگی غنائم لے کر فاتح کی صورت میں واپس لوٹا۔

سیف کی اسی ایک روایت سے استفادہ کرتے ہوئے مکتب خلفاء کے پیرو علماء نے رسول خداؐ کے دو صحابی اور کارندوں کا انکشاف کیا ہے.ان علماء میں سے ابو عمر،ابن عبد البر اپنی کتاب ''استیعاب'' میں لکھتا ہے:

عمرو بن حکم قضاعی قینی ،ایک ایسا صحابی ہے جسے رسول خداؐ نے اپنے گماشتہ اور کارندے کے طور پر قبیلۂ ''قین'' میں منصوب فرمایا ہے۔۔میں ابن عبد البر۔۔اس سے زیادہ اس کے بارے میں کچھ نہیں جانتا۔

جب قبائل قضاعہ میں رسول خداؐ کے بعض کارندے مرتد ہوئے ،تو عمرو بن حکم اور امرؤ القیس بن اصبغ ان کارندوں میں سے تھے جو اسلام پر ثابت قدم رہے اور مرتد نہیں ہوئے (ابن عبد البر کی بات کا خاتمہ)

ابن اثیر نے بھی استیعاب کی مذکورہ روایت کو عین عبارت کے ساتھ اپنی کتاب ''اسد الغابہ'' میں نقل کیا ہے۔

یہ بات قابل ذکر ہے کہ مذکورہ دو علماء۔۔ابن عبدالبر اور ابن اثیر۔۔نے مذکورہ خبر کے مآخذ کو اپنی کتابوں میں درج نہیں کیا ہے۔لیکن ابن حجر اپنی کتاب ''اصابہ'' میں زیر بحث روایت کے مآخذ کے بارے میں یوں رقمطراز ہے:

> عمرو بن حکم قضاعی ''قینی'': سیف بن عمر نے اپنی کتاب ''فتوح'' میں حفص بن میسرہ کے قول کو یزید بن اسلم سے نقل کر کے لکھا ہے کہ رسول خداؐ نے عمرو بن حکم کو اپنے عامل و کارگزار کے طور پر قبیلۂ قین میں منصوب فرمایا' لیکن جس وقت قبائل قضاعہ کے بعض افراد مرتد ہوگئے،تو عمرو بن حکم اور امرؤالقیس بن اصبغ،ان کارندوں میں سے تھے جو بدستور...(داستان کی آخر تک)

ان روایتوں کے علاوہ،ابن حجر نے ایک اور روایت سیف سے نقل کر کے اپنی کتاب میں درج کی ہے اور اس میں اسی خبر کی تکرار ہوئی ہے،لیکن طبری اسے اپنی تاریخ میں نہیں لایا ہے۔اور سیف کا یہ کام ہمارے لئے نیا نہیں ہے،کیونکہ اس کی روش ایسی ہے کہ ایک خبر کو متعدد اور مختلف روایتوں میں اس طرح بیان کرتا ہے کہ یہ ایک دوسرے کی مؤید ہوں تاکہ روایتوں کی زیادہ تعداد کے ذریعہ اس کے جعلی ہونے کی پردہ پوشی ہوجائے۔

چھیالیسواں جعلی صحابی

''بنی عبداللہ'' سے امرؤ القیس

علماء کے ذریعہ امرؤ القیس کا تعارف

مکتب خلفاء کے پیرو علماء نے سیف کی اسی روایت سے استفادہ کر کے بنی عبداللہ سے ''امرؤ القیس بن اصبغ'' نامی ایک صحابی، عامل اور کارندے کے وجود پر یقین کر کے اس کے حالات پر روشنی ڈالی ہے۔

ابو عمر، ابن عبد البر نے اپنی کتاب ''استیعاب'' میں ''امرؤ القیس'' کے حالات پر روشنی ڈالتے ہوئے یوں لکھا ہے:

امرؤ القیس بن اصبغ، بنی عبداللہ بن کلب بن وبرہ وہ صحابی ہے جسے رسول خداؐ نے قبائل قضاعہ کے قبیلۂ ''کلب'' میں اپنے عامل و کارندے کے عنوان سے منصوب فرمایا ہے۔ قبائل قضاعہ کے بعض افراد کے اسلام سے منہ موڑ کر مرتد ہونے کے بعد امرؤ القیس بدستور اسلام پر پابند رہا ہے۔

میرے خیال میں ۔۔ البتہ خدا بہتر جانتا ہے ۔۔ یہ امرؤ القیس ابو سلمہ بن عبد الرحمان بن

عوف کا ماموں ہوگا، کیونکہ ابوسلمہ کی والدہ، جس کا نام ''تماضر'' تھا ''اصبغ بن ثعلبہ بن ضمضم کلبی کی بیٹی تھی۔اور خود اصبغ اپنے قبیلہ کا سردار تھا (ابن عبدالبر کی بات کا خاتمہ)

مذکورہ روایت کو کتاب ''الجمع بین الاستیعاب ومعرفۃ الصحابہ'' کے مصنف نے کسی کمی بیشی کے بغیر امرؤالقیس کے حالات پر روشنی ڈالتے وقت اپنی کتاب میں بیان کیا ہے۔

ابن اثیر نے بھی اپنی کتاب ''اسد الغابہ'' میں اسی خبر کو بعینہ نقل کیا ہے اور ''بنی عبدالدار'' کا نسب بھی اس میں اضافہ کیا ہے۔ابن اثیر کہتا ہے:

> امرؤالقیس بن اصبغ کلبی بنی عبداللہ بن کنانہ بن بکر بن عوف بن عذرہ بن زید اللات بن رفیدۃ بن ثور بن وبرہ ایک صحابی ہے جسے رسول خدا نے بعنوان ...(عبدالبر کی کتاب ''استیعاب'' میں ذکر ہوئی داستان کے آخر تک) پھر وضاحت کرتے ہوئے لکھتا ہے:
>
> البتہ ان مطالب کو ابوعمر ابن عبدالبر نے بیان کیا ہے اور وہ تنہا شخص ہے جس نے ایسے مطالب ذکر کئے ہیں۔

ذہبی نے بھی اپنی کتاب ''تجرید'' میں امرؤالقیس کے حالات پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھا ہے:

کہتے ہیں کہ رسول خداؐ نے اسے قبیلۂ کلب پر ماٌمور فرمایا تھا۔صرف ابن عبدالبر نے اس کے سلسلہ میں یہ بات کہی ہے۔

اس طرح ان تین علماء۔۔ابن عبدالبر، ابن اثیر اور ذہبی۔۔نے امرؤالقیس کے حالات پر

اپنی کتابوں میں روشنی ڈالی ہے۔لیکن اپنی روایت کے مآ خذ کا ذکر نہیں کیا ہے۔

لیکن ابن حجر اپنی کتاب ''اصابہ' میں ابن عبدالبر کی روایت کو صراحت کے ساتھ اس کا نام لے کر لیکن خلاصہ کے طور پر نقل کر کے آخر میں لکھتا ہے:

سیف بن عمر نے اپنی کتاب ''فتوح'' میں لکھا ہے کہ امرؤالقیس بن اصبغ کلبی، بنی عبداللہ میں سے تھا۔ رسول خداؐ کی رحلت کے وقت آنحضرتؐ کے گماشتہ و کارندہ کی حیثیت سے قبائل بنی قضاعہ کے قبیلہ ' کلب میں ماٴمور تھا اور آنحضرتؐ کی وفات کے بعد مرتد نہیں ہوا۔سیف نے اپنی کتاب میں دوسری جگہوں پر بھی امرؤالقیس کا نام لیا ہے (ابن حجر کی بات کا خاتمہ)

عمرو اور امرؤالقیس کے بارے میں ایک بحث

اس روایت میں دو جگہوں پر ایک محقق کیلئے مطلب پیچیدہ اور مبہم ہے پہلے یہ کہ ابوعمر، ابن عبدالبر نے ،عمرو بن حکم قضاعی کے حالات پر روشنی ڈالتے وقت، سیف بن عمر کی بات کو اس کے بارے میں مختصر ذکر کر کے فقط اس پر اکتفا کی ہے کہ:

وہ پیغمبر خداؐ کا کارندہ تھا، ارتداد کے مسئلہ میں اسلام پر باقی رہا ہے۔(آخر میں تاکید کرتے ہوئے کہتا ہے): میں اس سے زیادہ اس کے بارے میں کچھ نہیں جانتا ہوں۔

ابن اثیر نے بھی کتاب ''اسدالغابہ'' میں ابن عبدالبر کی پیروی کرتے ہوئے اس میں کسی چیز کا

اضافہ نہیں کیا ہے۔ لیکن ابن حجر نے ان دو علماء کی روایت کے مآخذ سے پردہ اٹھا کر انہیں بیان کیا ہے۔ جس نے محققین کے کام کو آسان بنا دیا ہے۔

اور اس کی پیچیدگی کا سبب نہیں بنا ہے لیکن امرؤالقیس کے حالات کی تشریح کے بارے میں یہ مسئلہ برعکس ہوا ہے، کیونکہ اس صحابی کے حالات کی تشریح میں اس سے بیشتر بیان کیا گیا ہے جو کچھ سیف بن عمر نے اس کے بارے میں کہا ہے۔

ملاحظہ فرمایئے:

سیف کی روایت میں امرؤالقیس کا یوں تعارف کیا گیا ہے:

امرؤالقیس بن اصبغ، بنی عبداللہ سے ہے۔

لیکن یہی سادہ تعارف ابن عبدالبر کی کتاب ''استیعاب'' میں اس طرح آیا ہے:

امرؤالقیس بن اصبغ کلبی، بنی عبداللہ بن وبرہ سے ہے!

آخر میں ابن اثیر اس نسبی تعارف میں اضافہ کرکے کہتا ہے:

امرؤالقیس بن اصبغ کلبی، بنی عبداللہ بن کنانۃ بن بکر... تا ابن کلب بن وبرہ!!!

یہی امر سبب بنتا ہے کہ انسان یہ گمان کرے کہ کیا ابن اثیر امرؤالقیس کے نسب کو کلب بن وبرہ تک جانتا تھا اور اسے مکمل طور پر پہچانتا تھا جو اس طرح یقین اور قطعی صورت میں اس کا سب بیان کررہا ہے؟ لیکن جب ابن اثیر اپنی بات کے خاتمہ تک پہنچتا ہے تو اس طرح کہتا ہے:

البتہ یہ ابو عمر، ابن عبدالبر کا کہنا اور وہ تنہا شخص ہے جس نے امرؤالقیس کے بارے میں اس طرح کی بات کہی ہے۔

اس طرح حقیقت سامنے آ جاتی ہے اور معلوم ہو جاتا ہے کہ ابن اثیر نے بنی عبداللہ کے سلسلہ نسب کو ''کلب بن وبرہ'' تک پہنچایا ہے نہ کہ سیف کے خیالات کی تخلیق ''امرؤ القیس'' کے نسب۔

امرؤ القیس عدی کی جگہ امرؤ القیس اصبغ کی جانشینی

دوسری جگہ یہ کہ سیف نے اپنی مخلوق امرؤ القیس کو ''اصبغ'' کے بیٹے کے طور پر پیش کیا ہے اور یہ اصبغ ''اصبغ کلبی'' کا ہم نام ہے جو ''دومۃ الجندل'' میں رئیس قبیلہ تھا اور رسول خداؐ نے عبدالرحمان عوف کو اسلام کے سپاہیوں کے ایک گروہ کے ہمراہ اس کے پاس بھیجا تھا۔

اس ملاقات کے دوران عبدالرحمان نے ''اصبغ'' کی بیٹی ''تماضر'' سے عقد کر کے اسے اپنی بیوی بنالیا اور اس نے ایک بیٹے ''ابوسلمہ'' کو جنم دیا ہے۔

ابن عبدالبر اصبغ کے نام میں اس ہم نامی کی وجہ سے غلط فہمی کا شکار ہوا ہے اور تصور کیا ہے کہ جس اصبغ کا سیف نے نام لیا ہے وہ وہی اصبغ ہونا چاہیے جو دومۃ الجندل میں قبیلۂ کلب کا سردار تھا اور اس نے یہیں سے یہ خیال کیا ہے کہ سیف کا امرؤ القیس ''تماضر'' کا بھائی اور ابوسلمہ بن عبد الرحمان عوف کا ماموں ہے۔ جبکہ کسی نے بھی یہ نہیں کہا ہے کہ ''تماضر'' کے باپ کے ''امرؤ القیس'' نامی کوئی بیٹا تھا۔

اس طرح ابن عبدالبر اس امر سے بھی غافل تھا کہ سیف بن عمر نے اپنی داستان کے ہیرو ''امرؤ القیس'' کو امام حسینؑ کی بیٹی سکینہ کے جد کے طور پر خلق کیا ہے۔ جبکہ سکینہ بنت امام حسینؑ کا جدِ

مادری امرؤالقیس بن عدی ہے نہ اصبغ !! اور یہ امرؤالقیس بن عدی بھی خلافت عمرؓ کے زمانے میں اسلام لایا ہے، نہ رسول خداؐ کی حیات میں اور یہ کسی صورت میں آنحضرتؐ کا گماشتہ اور کارندہ نہیں تھا[1] اس بنا پر جس امرؤالقیس کو سیف نے خلق کیا ہے وہ اس اصبغ کا بیٹا نہیں تھا، جو دومۃ الجندل میں سردار قبیلہ تھا اور نہ سکینہ کا نانا تھا اور نہ ہی ابوسلمہ بن عبدالرحمان عوف کا ماموں تھا بلکہ یہ صرف ایک نام تھا ان ناموں کی فہرست میں جنھیں سیف نے اپنے افکار کے نفاذ کیلئے خلق کیا ہے اور اپنے افسانوں میں اس کیلئے کردار معین کیا ہے تا کہ آسانی کے ساتھ تاریخ اسلام کو ذلیل وخوار کرے اور محققین کو حیرت اور پریشانی سے دوچار کرے۔

بے شک سیف اس قسم کے دو ہمنام دلاوروں کو خلق کر کے اور انھیں تاریخ کے حقیقی چہرے کے طور پر دکھا کر علماء کو حیرت اور پریشانی سے دوچار کرنے میں کافی حد تک کامیاب ہوا ہے اسی طرح اپنے افسانوں کو خلق کرنے میں، ''ابودجانہ، سماک بن خرشہ، جریر بن عبداللہ اور سبائیان'' جیسے اسلام کے واقعی چہروں کا نام لیا ہے اور تاریخ میں دخل وتصرف کر کے حقیقتوں کو تحریف کرنے کے بعد علماء و اور محققین کیلئے پیچیدگیاں اور مشکلات پیدا کی ہیں۔

یہاں پر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر حقیقت میں سیف کے زندیقی ہونے کی نسبت صحیح نہ ہوتی تو کون سی چیز اس کیلئے اسلام کے ساتھ اتنی دشمنی کرنے کا سبب بنتی اور وہ تاریخ اسلام کو ذلیل کرنے پر اتر آتا؟!!

---

[1] امرؤالقیس بن عدی کے اسلام قبول کرنے کے طریقہ کے بارے میں ''اسلام کی جنگوں کے سپہ سالار'' کی فصل میں ذکر ہوگا''

تاریخ کی مسلم حقیقتیں

موضوع کی حقیقت کی تحقیق کرنے کیلئے گزشتہ بحث پر ایک مختصر نظر ڈالنا بے فائدہ نہ ہوگا۔

سیف نے اپنی خلق کی گئی روایتوں اور افسانوں میں رسول خداؐ کیلئے چند ایسے کارندے اور گماشتے جعل کئے ہیں جن کو آنحضرتؐ نے قضاعہ کیلئے مأمور فرمایا تھا۔ اس سلسلے میں کہا ہے کہ ان کارندوں میں سے بعض رسول خداؐ کی رحلت کے بعد اسلام سے منہ موڑ کر مرتد ہو گئے اور اس واقعہ کی وجہ سے خلیفہ ابوبکرؓ نے مجبور ہو کر ان لوگوں میں دین اسلام پر ثابت قدم رہنے والے افراد کو حکم دیا ہے کہ وہ مرتدوں سے جنگ کریں اور انھیں پھیلنے سے روکیں۔ جب اس دوران اسامہ موتہ کی جنگ سے واپس آتا ہے۔ جیسا کہ سیف نے اس مطلب کو ایک دوسری روایت میں بیان کیا ہے۔۔ تو ابوبکرؓ اسے قضاعہ کے مرتدوں کی سرکوبی کیلئے مأمور فرماتے ہیں۔ اسامہ نے بھی مرتدوں کا ''حمقتین''۔۔۔ سیف نے ایک دوسری روایت میں اس جگہ کو شام کی سرحدوں کے عنوان سے پیش کیا ہے ۔۔ تک پیچھا کرتا ہے ان میں سے بہت سے گروہوں کا قتل عام کر کے کافی مقدار میں غنائم حاصل کر کے واپس لوٹتا ہے۔

سیف نے اس روایت میں رسول خداؐ کیلئے قضاعہ کے مختلف قبائل میں چند گماشتے اور کارندے خلق کئے ہیں۔ جس کی تفصیل ہم نے اس کتاب کی دوسری جلد میں ''رسول خداؐ کے تمیمی کارندے اور حاکم'' کے عنوان سے بیان کر کے اس کے آخر میں سیرت لکھنے والوں کے امام و پیشوا ابو اسحٰق کا یہ قول نقل کیا ہے:

رسول خداؐ نے اسلام کی قلمرو میں موجود سرزمینوں میں اپنے گورنر اور گماشتے حسب ذیل منصوب فرمائے...

ہم نے ابو اسحق کا مذکورہ بیان اس لئے نقل کیا ہے تا کہ تاریخ کے مسلم حقائق کے مقابلے میں سیف کی روایتوں کا افسانہ ہونا اور ان کی قدر و منزلت واضح ہو جائے۔

یہاں پر بھی ہم ایک دوسرے دانشور اور تاریخ نویس ''خلیفہ بن خیاط'' کے بیانات نقل کرتے ہیں جنھیں انہوں نے اپنی تاریخ میں ''رسول خداؐ کے گماشتوں اور کارندوں کے نام'' کے عنوان سے ایک الگ فصل میں درج کیا ہے، تا کہ رسول خداؐ کے گماشتوں اور کارندوں سے مربوط بحث مکمل ہو جائے۔

رسول خداؐ کے حقیقی کارگزار

ابن خیاط لکھتا ہے:

رسول خداؐ نے ''ابن ام مکتوم'' کو مختلف غزوات اور دیگر مواقع پر مدینہ منورہ میں تیرہ بار[1] اپنا جانشین مقرر فرمایا ہے:

۱۔۳، ''ابواء''، ''بواط'' اور ذی العشیرہ'' کے غزوات میں۔

۴۔ ''کرز بن جابر'' نامی ایک باغی سے نبرد آزما ہونے کیلئے ''جہینہ'' پر حملہ کے دوران۔

۵۔ جب جنگ بدر کے سلسلے میں باہر تشریف لے جا رہے تھے۔ کچھ دنوں کے بعد ''ابن

[1] ابن خیاط کی روایت ابن مکتوم کی ۱۳ بار جانشینی کی حاکی ہے جبکہ اس دانشور نے صرف ۱۲ موارد ذکر کئے ہیں

ام مکتوم'' کو اس عہدہ سے برطرف کر کے ان کی جگہ ''ابولبابہ'' کو منصوب فرمایا:

۶۔۱۲۔ ''سویق''، ''غطفان''، ''احد''، ''حمراء الاسد''، بحران'' ''ذات الرقاع'' اور آخر میں حجۃ الوداع میں۔

درج ذیل اصحاب کو بھی دوسرے غزوات میں مدینہ منورہ میں اپنی جگہ جانشین مقرر فرمایا ہے:

ا۔ ''ابورہم غفاری'' اور کلثوم بن حصین'' کو اس وقت جب آنحضرتؐ نے '' مکہ'' ''حنین'' اور '' طائف'' عزیمت فرمائی۔

۔محمد بن مسلمہ'' کو غزوہ '' قرقرۃ الکدر'' میں۔

۔''نمیلۃ بن عبداللہ اللیثی'' کو غزوہ ''بنی المصطلق'' میں۔

۔بنی دُئل سے ''عویف بن الاضبط'' کو غزوہ حدیبیہ میں۔

۔دوبارہ ''ابورہم غفاری'' کو غزوہ ''خیبر'' اور ''عمرۃ القضاء میں''

۔''سباع بن عرفطہ غفاری'' کو غزوہ ''تبوک'' میں۔

۔''غالب بن عبداللہ اللیثی'' کو ایک دوسرے غزوہ میں۔

۔مندجہ ذیل اصحاب کو آنحضرتؐ نے حسب ذیل علاقوں کی حکومت اور ولایت سونپی ہے:

۔عتاب بن اسید' کو آنحضرتؐ نے مکہ سے اپنی واپسی کے وقت مکہ میں اپنے جانشین وحاکم کے عنوان سے منصوب فرمایا۔ابوبکرؓ کی وفات تک 'عتاب' اس عہدہ پر برقرار تھا۔

۔'عثمان بن ابوالعاص ثقفی'' کو طائف پر۔

۔''سالم بن معتب'' کو ثقیف کے ہم پیمانوں پر۔

۔ایک اور صحابی کو ''بنی مالک'' پر۔

۔عمرو بن سعید'' کو ''خیبر''، ''وادی القری''، ''تیما'' اور ''تبوک'' کے عرب نشین قصبوں پر۔

۔اور رسول خداؐ کی حیات تک ''عمرو'' وہاں پر حکومت کرتا رہا۔

۔''حکم بن سعید بن عاص'' کو مدینہ کے بازار کے امور میں اپنا مؤکل منصوب فرمایا۔

یمن کے علاقہ کو مختلف حصوں میں تقسیم فرما کر ہر ایک حصہ پر اپنے درج ذیل اصحاب میں سے کسی ایک کو منصوب فرمایا:

۔''خالد بن سعید بن عاص کو ''یمن کے صنعا'' پر۔

۔''مہاجر بن امیہ'' کو ''کندہ'' اور ''صدف'' پر۔

۔''زیاد بن لبید انصاری بیاضی'' کو حضرموت پر۔

۔معاذ بن جبل'' کو ''جند'' پر، اس کے علاوہ معاذ کے فرائض میں علاقہ کے دعاوی (جھگڑوں) کا فیصلہ کرنا: قوانین اسلام کی تربیت اور لوگوں کو قرآن مجید سکھانا بھی شامل تھا۔

۔ابوموسیٰ اشعری کو ''زبید''، ''رمع''، ''عدن'' اور ''ساحل'' (بندر) پر مأمور فرمایا اور حکم دیا کہ آنحضرتؐ کے کارندوں اور گماشتوں کے ذریعہ حاصل شدہ صدقات وغیرہ کو معاذ بن جبل ان سے وصول کرے گا۔

''عمرو بن حزم'' کو ''بلحارث بن کعب'' کے قبائل پر۔

''ابوسفیان بن حرب'' کو نجران پر۔

۔''علی بن ابیطالبؑ'' کو حکم دیا کہ علاقہ نجران کے صدقات کو جمع کرے ں۔

امام نے بھی جمع کی گئیں رقومات کو حجۃ الوداع کے موقع پر مکہ مکرمہ میں آنحضرتؐ کی خدمت میں پیش کیا۔

۔سعید بن قشب ازدی'' بنی امیہ کے ہم پیمان کو'' جرش'' اور اس کے سمندری علاقوں پر۔

۔''علاء بن حضرمی'' کو بحرین میں اس کے بعد اسے وہاں سے معزول کر کے اس کی جگہ'' ابان بن سعید'' کو منصوب فرمایا۔ رسول خداؐ کی حیات کے آخری تک'' ابان'' بحرین اور اسکے سمندوری علاقوں پر حکومت کرتا رہا۔

۔عمرو بن عاص'' کو سرزمین عمان کیلئے منتخب فرمایا اور وہ پیغمبر خداؐ کی زندگی کے آخر تک وہاں حکومت کرتا تھا۔ اس کے علاوہ کہتے ہیں کہ پیغمبرؐ نے'' ابوزید انصاری'' کو عمان کی حکومت پر منصوب فرمایا تھا

بنی عامر بن لوئی سے ایک فرد'' سلیط بن سلیط'' کو یمامہ پر منصوب فرمایا یمامہ کے باشندوں نے جب اسلام قبول کیا تو رسول خداؐ نے ان کے مال و منال میں ہاتھ نہیں لگایا اور اسے بدستور ان کے ہی اختیار میں رکھا (ابن خیاط کی بات کا خاتمہ)

جیسا کہ ملاحظہ فرمایا کہ اس نامور عالم نے ان تمام افراد کا نام لیا ہے جنہوں نے رسول خداؐ کی پوری حیات میں آنحضرتؐ کے کارندوں، گماشتوں یا علاقوں کے حاکم کے طور پر ذمہ داری سنبھالی تھی ۔اور اس سلسلے میں ایک فرد کو بھی لکھے بغیر نہیں چھوڑا ہے حتی اس نے'' ابوزید انصاری'' کی عمان پر حکومت کی ضعیف روایت سے بھی چشم پوشی نہیں کی ہے۔ اور اس علاقہ پر اس کی حکومت کے بارے

میں" کہتے ہیں..."" کی عبارت لائی ہے۔لیکن اس لمبی چوڑی فہرست میں کہیں بھی سیف کے

جعل کردہ افراد میں سے کسی ایک کا نام نہیں ملتا۔

اس افسانہ سے سیف کے نتائج

سیف نے رسول خداؐ کے بہت سے کارندوں کا نام لیا ہے کہ نہ رسول خداؐ نے انھیں دیکھا ہے

اور نہ ہی آنحضرتؐ کے حقیقی اصحاب نے۔

سیف نے اپنے ان خلق کئے گئے بعض چہروں کو پیغمبر خداؐ کے گماشتوں اور کارندوں کے عنوان

سے پیش کیا ہے کہ ہم نے اس کتاب کی دوسری جلد میں ان میں سے چھ افراد کو حسب ذیل پیش کیا

ہے۔

۱۔سعیر بن خفاف تمیمی

۲۔عوف بن علاء، بن خالد بن جشمی

۳۔اوس بن جذیمہ، ہجیمی

۴۔سہل بن منجاب، تمیمی

۵۔وکیع بن مالک، تمیمی

۶۔حصین بن نیار، حنظلی

مذکورہ افراد کے بارے میں ہم نے ہر ایک کی تفصیل سے وضاحت کی ہے۔

یہاں بھی ہم سیف کے خلق کئے گئے درج ذیل ایسے کارندوں اور گماشتوں سے روبرو ہوتے ہیں،

جنہیں سیف کے بقول پیغمبر خداؐ نے قضاعہ میں مأمور فرمایا تھا:

۷۔ عمرو بن حکم، قضاعی

۸۔ امروٗالقیس بن اصبغ

ہم نے دیکھا کہ ابن اسحاق نے پیغمبر خداؐ کے ان تمام گماشتوں اور کارندوں کا نام لیا ہے جو آنحضرتؐ کی رحلت کے سال تک، مأموریت پر تھے اور اسی طرح خلیفہ بن خیاط نے ان تمام افراد کا نام لیا ہے جو پیغمبر خداؐ کی پوری زندگی میں آنحضرتؐ کی طرف سے مدینہ منورہ میں کسی نہ کسی قسم کی مأموریت انجام دی چکے ہیں۔ لیکن ان مذکورہ لمبی چوڑی فہرستوں میں سیف کے خلق کئے گئے گماشتوں اور کارندوں کا کہیں نام ونشان نہیں ملتا۔ کیونکہ یہ صرف سیف بن عمر ہے جس نے ان کارندوں اور قبائل قضاعہ کے مرتد ہونے کا افسانہ گڑھ لیا ہے۔

یہ سیف بن عمر ہے جو کہتا ہے کہ خلیفہ ابوبکرؓ نے ابتدا میں مرتدوں سے سیاسی طور پر برتاؤ کیا تا کہ ان کی سرکشی کو مسالمت آمیز طریقے سے خاتمہ بخشے لیکن جب اس طرح کوئی مثبت نتیجہ نہ نکلا تو مجبور ہو کر ان کی بغاوت اور سرکشی کو کچلنے کیلئے اسامہ اور اس کے لشکر کو روانہ کیا اور حکم دیا کہ ان کے ساتھ کسی قسم کی رعایت کے بغیر ان کی خوب گوشمالی کرے۔ نتیجہ کے طور پر اسامہ نے تابڑ توڑ حملوں کے ذریعہ قضاعہ کے مرتدوں کا ''حمقتین'' تک پیچھا کیا اور انہیں بھگا کر علاقہ کو ان کے وجود سے پاک کر دیا!

آخر میں یہی مکتب خلفاء کے پیرو علماء ہیں جنہوں نے سیف کی روایات اور افسانوں سے استفادہ کر کے اس کے خیالی کرداروں کو حقیقت کا لبادہ پہنایا ہے اور ان کے حالات پر روشنی ڈالتے

ہوئے انہیں اپنی معتبر کتابوں میں درج کیا ہے۔ اس کے علاوہ سیف کے جعل کردہ مقامات جیسے ''حمقتین'' کی بھی تشریح کر کے انھیں اپنی جغرافیہ کی کتابوں میں درج کیا ہے۔

سیف کی انہی روایتوں سے یہ افواہ پھیلی ہے کہ اسلام تلوار اور خون کی ہولی کھیل کر پھیلا ہے نہ کہ فطری طور پر اور اپنی خصوصیت کی وجہ سے!! ہم نے اس موضوع کو اپنی کتاب ''عبداللہ بن سبا'' کی دوسری جلد میں ثابت کیا ہے۔

سرانجام سیف کے تمام جھوٹ سے زیادہ تکلیف دہ وہ جھوٹ ہے جسے اس نے آخر میں خلق کر کے یہ کہا ہے کہ پیغمبر خداؐ کی وفات کے بعد آنحضرتؐ کے بعض گماشتے اور کارندے اسلام سے منہ موڑ کر مرتد ہو گئے اور باقی بچے ثابت قدم لوگوں نے ان سے جنگ کی ہے!

اس بات سے پتا چلتا ہے کہ اسلام نے اس کے پیروؤں کے دلوں پر ہی نہیں بلکہ پیغمبر خداؐ کے کارندوں اور خصوصی گماشتوں کے دلوں پر بھی اثر نہیں کیا تھا جبھی انہوں نے پیغمبر خداؐ کی رحلت کے بعد دین سے منحرف ہو کر ارتداد کا راستہ اختیار کیا کر لیا تھا۔ اس طرح سیف نے ثابت کیا ہے کہ اسلام تلوار کی ضرب سے پھیلا ہے نہ کہ کسی اور طریقے سے۔

اس افسانہ کی اشاعت کرنے والے علماء

ان تمام افسانوں کو سیف بن عمر نے اکیلے ہی خلق کیا ہے اور درج ذیل علماء نے اپنی معتبر اور گراں قدر کتابوں میں ان کی اشاعت کی ہے:

۱۔ امام المؤرخین ''محمد بن جریر طبری'' نے اپنی تاریخ کبیر میں، مآخذ کے ذکر کے ساتھ

۲۔ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں، سند کے ساتھ۔

۳۔ابوعمر ابن عبدالبر نے استیعاب میں سند کے بغیر۔

۴۔ یاقوت حموی نے ''شرح بر محققین'' کے عنوان سے کتاب ''معجم البلدان'' میں سند کے ساتھ۔

۵۔ابن اثیر نے اپنی کتاب '' کامل'' میں طبری سے نقل کر کے۔

۶۔ابن اثیر نے اپنی کتاب ''اسد الغابہ'' میں عبدالبر کی استیعاب سے۔

۷۔کتاب ''الجمع بین الاستیعاب'' و ''معرفۃ الصحابہ'' کے مصنف نے عبدالبر کی استیعاب سے۔

۸۔ذہبی نے کتاب ''تجرید'' میں ابن اثیر کی اسد الغابہ سے نقل کر کے۔

۹۔ابن حجر نے اپنی کتاب ''اصابہ'' میں کتاب فتوح سے نقل کر کے۔

یہ سب سیف بن عمر تمیمی کی جھوٹی اور جعلی روایتوں کی برکت سے ہے جو زندیقی ہونے کا ملزم بھی ٹھہرایا گیا ہے۔

مصادر و مآخذ

قضاعہ کے نسب کے بارے میں مادۂ ''القضاعی'' و ''القینی'' کتاب اللباب (۲/۲۶۵) اور (۳/۱۸) ملاحظہ ہو۔

عمرو بن حکم قضائی کی داستان:

۱۔ تاریخ طبری (۱/۲/۱۸۷)

۲۔ تاریخ ابن عساکر (۱/۲/۴۳)

۳۔ ابن عبد البر کی استیعاب طبع حیدر آباد دکن (۲/۴۴۳) نمبر: ۱۹۳۳

۴۔ الجمع بن الاستیعاب و معرفة الصحابه قلمی نسخہ، کتابخانہ ظاہریہ ص ۱۹ نئے سطرے

سکینہ بنت امام حسینؑ کے جد کی داستان

۱۔ ''اغانی'' اصفہانی (۱۴/۱۵۷)

۲۔ کتاب ''شذرات الذہب'' (۱/۱۵۴)

رسول خدا کے گماشتوں اور کارندوں کے نام اور ان کا تعارف

۱۔ خلیفہ بن خیاط کی تاریخ (۱/۶۱۔۶۲)

سیف کے خیالی اماکن حموی کی ''معجم البلدان'' میں لفظ ''حمقتین'' اور آبل کے تحت۔

چھٹا حصہ

ہم نام اصحاب

- خزیمہ بن ثابت انصاری (ذوالشہادتین کے علاوہ)
- سماک بن خرشہ انصاری (ابودجانہ کے علاوہ)

سینتالیسواں جعلی صحابی

خزیمہ بن ثابت، غیر ذی شہادتین

اپنے افسانوں میں کلیدی رول ادا کرنے والوں کو خلق کرنے میں سیف کا ایک خاص طریقہ یہ ہے کہ اپنے خلق کردہ بعض اصحاب کو ایسے صحابیوں کے ہم نام خلق کرتا ہے جو حقیقت میں وجود رکھتے تھے اور صاحب شہرت بھی تھے اس کے بعد وہ اپنے خلق کئے ہوئے ایسے اصحاب کیلئے افسانے اور کارنامے گڑھ لیتا ہے اور تاریخ اسلام میں ان کے کاندھے پر ایسی ذمہ داریاں ڈالتا ہے، جس سے مؤرخین و محققین اور پریشانیوں سے دوچار ہوتے ہیں۔

یہاں ایک حقیقی تاریخی شخصیت جو سیف کا مورد توجہ قرار پایا ہے اور جس کا اس نے ہم نام خلق کیا ہے، ''خزیمہ بن ثابت انصاری'' ہے۔

پیغمبر خداؐ کے اصحاب میں انصار میں سے قبیلہ ''اوس'' میں ''خزیمہ بن ثابت'' نام کا ایک شخص تھا جس نے رسول خداؐ کے ساتھ جنگ بدر اور اس کے بعد کی جنگوں میں یا جنگ احد اور اس کے بعد کی جنگوں میں شرکت کی ہے اور خدا کی راہ میں جہاد کیا ہے۔

خزیمہ کو رسول خداؐ کی طرف سے ''ذی الشہادتین'' کا لقب ملا تھا اور وہ اسی نام سے مشہور ہوئے تھا۔ اس افتخار کو پانے کی داستان، جسے تمام تاریخ نویسوں نے درج کیا ہے حسب ذیل ہے:

ذوالشہادتین، ایک قابل افتخار لقب

ایک دن رسول خداؐ نے سواء بن قیس محاربی نام کے ایک بدو عرب سے ایک گھوڑا خریدا۔ چونکہ آنحضرتؐ کے پاس زیادہ پیسے نہیں تھے، اس لئے اعرابی سے فرمایا کہ پیسے وصول کرنے کیلئے آپؐ کے ساتھ ساتھ آئے۔ پیغمبر خداؐ تیزی سے قدم بڑھا رہے تھے، اسلئے اعرابی پیچھے رہ گیا، اسی اثناء میں چند افراد ـــ جو اس اعرابی کے رسول خداؐ کے ساتھ کئے گئے معاملہ سے آگاہ نہ تھے ـــ اعرابی کے پاس پہنچ کر گھوڑے کی قیمت کے بارے میں مول تول کرنے لگے۔ آخر ان میں سے ایک شخص نے زیادہ پیسے دینے کی تجویز دی، رسول خداؐ اس اعرابی سے کچھ آگے بڑھ چکے تھے۔ اسی لئے اس ماجرا سے بے خبر تھے۔ اس کے بعد اعرابی نے رسول خداؐ سے مخاطب ہو کر فریاد بلند کی:

اگر اس گھوڑے کو خریدنا چاہتے ہو تو خرید لو، ورنہ میں اسے بیچ دوں گا رسول خداؐ رکے

اور فرمایا: کیا میں نے اسے تجھ سے نہیں خریدا ہے؟

سواء نے جواب دیا: نہیں، خدا کی قسم میں نے اسے آپؐ کو فروخت نہیں کیا ہے!

پیغمبر خداؐ نے جواب میں فرمایا: میں نے اسے تجھ سے خرید لیا ہے اور معاملہ طے پا چکا ہے

لوگ رسول خداؐ اور اس بدو عرب کے ارد گرد جمع ہوئے اور ان کی باتوں کو سن رہے تھے۔

اسی اثناء سواء نے پیغمبر خداؐ سے مخاطب ہو کر کہا: گواہ لائیں کہ میں نے اس گھوڑے کو آپؐ کے ہاتھ بیچا ہے!

جو بھی مسلمان وہاں سے گزر رہا تھا اور اس موضوع سے آگاہ ہوتا تھا، اس اعرابی سے کہتا تھا کہ

لعنت ہو تم پر! پیغمبر خداؐ کبھی جھوٹ نہیں بولتے۔

اسی اثناء میں ''خزیمہ بن ثابت'' وہاں پہنچے اور اعرابی کے رسول خداؐ کے ساتھ اختلاف سے آگاہ ہوئے، اور اس نے سنا کہ سواء پیغمبر خداؐ سے گواہ طلب کر رہا ہے اور کہتا ہے:

گواہ لائیں کہ میں نے اس گھوڑے کو آپ کے ہاتھ بیچا ہے:

خزیمہ نے فوراً کہا: میں گواہی دیتا ہوں کہ تو نے اس گھوڑے کو بیچ دیا ہے!

رسول خداؐ نے خزیمہ سے مخاطب ہو کر فرمایا: جس معاملے میں حاضر نہ تھے اس کی گواہی کیوں دی؟

خزیمہ نے جواب دیا: جس دین کو آپؐ لائے ہیں میں نے اسے قبول کر کے آپ کو سچ بولنے والا جانا ہے اور جانتا ہوں کہ آپؐ سچ کے بغیر کوئی بات نہیں کرتے!

ایک اور روایت میں خزیمہ کا جواب یوں بیان ہوا ہے: میں نے آپؐ کی بات آسمانوں کے بارے میں ــــ جو تمام بشریت کی دست رس سے دور ہے ــــ سنی اور اسے قبول کیا ہے، تو کیا اس موضوع کے بارے میں آپؐ کی تصدیق نہ کروں اور اس کے صحیح اور سچ ہونے کی گواہی نہ دوں؟

رسول خداؐ نے فرمایا: ''آج کے بعد ہر مسئلہ میں خزیمہ کی گواہ دو گواہی کے برابر ہے'' یہی امر سبب بنا کہ اس تاریخ کے بعد خزیمہ ''ذی الشہادتین'' کے نام سے معروف و مشہور ہوئے اور وہ تنہا شخص تھے جن کی گواہی دو مردوں کے برابر شمار ہوتی تھی۔

یہ سلسلہ تب تک جاری رہا کہ خلیفہ عمرؓ نے قرآن مجید کو اکٹھا کرنے کا کام شروع کیا، جو تب تک پراکندہ اوراق، تختیوں اور کھجور کے درختوں کی چھال پر لکھا ہوا تھا، اور حکم دیا کہ اصحاب میں سے

جس کسی نے بھی جتنی مقدار میں قرآن مجید کو پیغمبر خداؐ سے سن کر حفظ کیا ہوا سے لے آئے اور اس سلسلے میں احتیاط کی جاتی تھی اور خلیفہ کسی آیت کو تب تک قبول نہیں کرتے تھے جب تک دو مرد اس کے صحیح ہونے کی شہادت نہ دیتے اس موقع پر خزیمہ بن ثابت آیۂ

﴿وَمِنَ الْمؤمِنِينَ رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللهَ عَلَيهِ ....﴾

لے کر آئے، اور خلیفہ نے اس کی گواہی پر اکتفا کر کے کہا: تیرے علاوہ کسی اور کی گواہی نہیں چاہتا ہوں۔

خزیمہ کی ''ذوالشہادتین'' کے نام سے شہرت قبیلہ ''اوس'' کیلئے فخر و مباہات کا سبب بنی، حتی جب قبیلہ ''اوس'' و ''خزرج'' اپنے اپنے افتخارات گننے پر آتے تھے تو ''اوس'' سر بلندی سے ادعا کرتے تھے کہ ''...اور خزیمہ ہم میں سے ہے جس کی گواہی کو رسول خداؐ نے اس کی دو مردوں کی گواہی کے برابر قرار دیا ہے''

خزیمہ ''ذوالشہادتین'' نے ۳۷ھ میں امیر المومنین علی علیہ السلام کے پرچم تلے صفین کی جنگ میں شرکت کی اور اسی جنگ میں شہید ہوئے۔ تاریخ نویسوں نے ان کی شہادت کے بارے میں یون بیان کیا ہے:

> خزیمہ نے علیؑ کے ہمراہ جمل اور صفین کی جنگوں میں مسلح ہو کر شرکت کی اور صفین کی جنگ میں کہتے تھے: میں عمار کے قتل ہونے تک نہیں لڑوں گا۔ میں منتظر دیکھ رہا ہوں کہ عمار کو کون قتل کرتا ہے، کیونکہ میں نے خود رسول خداؐ سے سنا ہے کہ فرماتے تھے:
>
> عمار کو باغی اور سرکشوں کا ایک گروہ قتل کر ڈالے گا۔

اور جب عمار اسی جنگِ صفین میں معاویہ کے سپاہیوں کے ہاتھوں قتل ہوئے تو خزیمہ نے کہا:

میں نے گمراہوں کو مکمل طور سے پہچان لیا۔ اس کے بعد میدان جنگ میں قدم رکھ کر تب تک امام کی صف میں لڑتے رہے یہاں تک کہ شہید ہو گئے۔

خزیمہ ''غیر ذی الشہادتین'' کو خلق کرنے میں سیف کا مقصد

''خزیمہ بن ثابت ذی الشہادتین'' کے معاویہ کا سپاہیوں کے ہاتھوں قتل ہونا خاندان بنی امیہ کیلئے دو جہت سے بری اور معنوی شکست تھی۔ ایک تو یہ کہ انہیں اس حالت میں قتل کیا گیا کہ وہ رسول خداؐ کی طرف سے ''ذوالشہادتین'' کا لقب پا چکے تھے اور یہ ان کے لئے ایک بڑا افتخار تھا اور وہ پیغمبر اسلامؐ کے مشہور اصحاب میں سے تھے اور قبیلۂ اوس کیلئے فخر و مباہات کا سبب تھے، دوسری جانب آنحضرتؐ کی یہ گواہی کہ عمار ایک دین سے منحرف اور سرکش گروہ کے ہاتھوں قتل کئے جائیں گے، خود خزیمہ کی طرف سے ایک اور گواہی تھی کہ معاویہ اور اس کے حامی دین اسلام سے منحرف ہو کر سرکش و گمراہ ہوئے تھے اور حق امیر المؤمنین علیؑ کے ساتھ تھا۔

سیف جو کہ خاندان بنی امیہ کی طرفداری میں عمار جیسوں کو رسوا و بدنام کرنے کی سرتوڑ کوشش کرتا ہے' ان کے خلاف جھوٹ کے پلندے گڑھتا ہے، تو کیا وہ عمار کی اس فضیلت و منقبت کے مقابلے میں آرام سے بیٹھ سکتا ہے؟

وہ کیسے اس دوہری معنوی شکست رسوائی کے مقابلے میں خاموش بیٹھ سکتا ہے؟

جو معاویہ کے سپاہیوں کے ہاتھوں عمار یاسر کے قتل ہونے اور خزیمہ بن ثابت کی گواہی کی وجہ سے

خاندان بنی امیہ کو اٹھانی پڑی ہے جبکہ اس نے ہر قیمت پر بنی امیہ کا دفاع کرنے کا مصمم ارادہ کیا ہے اور اس سلسلہ میں کسی قسم کی کاروائی انجام دینے سے گریز نہیں کرتا؟!

سیف، جس نے بنی امیہ کی قصیدہ خوانی اور مداحی کیلئے اپنے آپ کو وقف کر دیا ہے، ہرگز خاندان بنی امیہ کیلئے ایسے نازک اور رسوا کن موقع پر خاموش نہیں بیٹھ سکتا ہے۔ لہذا وہ مجبور ہو کر اس مسئلہ کے معالجہ کیلئے قدم اٹھاتا ہے اور تاریخ میں دخل و تصرف کر کے ایک اور صحابی خلق کرتا ہے، اور موضوع کی اصلی حقیقت کو بدل دیتا ہے اس طرح اپنے خیال میں بنی امیہ کے دامن میں لگے ننگ و رسوائی کے داغ کو پاک کرتا ہے۔

وہ اس سلسلے میں ایک صحابی کو خلق کر کے اس کا نام خزیمہ بن ثابت رکھتا ہے تا کہ اسے اصلی خزیمۂ ذوالشہادتین کی جگہ پر قرار دے اور اسے صفین کی جنگ کے دوران بنی امیہ کے سپاہیوں کے ہاتھوں قتل ہوتے دکھا کر اصلی خزیمۂ کی شہادت اور معاویہ اور اس کے حامیوں کی سرکشی کے بارے میں کوئی گواہ باقی نہ رکھے۔

اس بناوٹی خزیمہ کی داستان کو امام المؤرخین طبری نے سیف بن عمر سے، اس نے محمد سے اور اس نے طلحہ سے نقل کر کے یوں درج کیا ہے:

۱۔ امیر المؤمنین علیؑ نے جب اپنے بارے میں مدینہ کے باشندوں کے عدم میلان کا احساس کیا تو آپؑ نے ان کے سرداروں اور معروف شخصیتوں کو بلایا اور ایک تقریر کے دوران ان سے مدد کرنے کو کہا۔

سیف کہتا ہے: حضار میں سے دو معروف شخصیتیں ''ابوالھیثم بن تیہان'' بدری ــــ جنگ بدر

میں شرکت کرنے والا صحابی ــــ اور ''خزیمہ بن ثابت'' اپنی جگہ سے اور امامؑ کی حمایت اور مدد کا اعلان کیا۔

سیف بیان کو جاری رکھتے ہوئے کہتا ہے:

یہ خزیمہ، ''خزیمہ ذو الشہادتین'' کے علاوہ ہے کیونکہ ''ذو الشہادتین'' عثمان کی خلافت کے زمانہ میں فوت ہو چکا تھا!!

۲۔ اس کے بعد طبری نے ایک دوسری روایت میں سیف سے، اس نے محمد سے نقل کیا ہے کہ ــ کہا جاتا ہے کہ اس کا لقب ''عرزمی'' تھا ــــ اس نے عبید اللہ سے اس نے حکم بن عتیبہ سے نقل کر کے یوں لکھا ہے:

حکم بن عتیبہ سے پوچھا گیا: کیا خزیمہ ذو الشہادتین نے جمل کی جنگ میں شرکت کی ہے؟

حکم نے جواب دیا: نہیں، جس نے جنگِ جمل میں شرکت کی ہے وہ ذو الشہادتین نہیں تھا بلکہ انصار میں سے ایک اور خزیمہ تھا چونکہ ذو الشہادتین عثمان کی خلافت کے دوران فوت ہو چکا تھا!!

سیف ان دو روایتوں کو ''شعبی'' کی دو دوسری جعلی روایتوں سے تقویت بخشتا ہے تا کہ بہر صورت اپنی اس بات کو ثابت کرے کہ خزیمہ ذو الشہادتین خلافت عثمان کے زمانہ میں فوت ہو چکے تھے۔ توجہ فرمایئے:

۳۔ سیف بن عمر نے مجالد کے اس قول سے لکھا کو کہ شعبی نے کہا:

قسم اس خدا کی جس کے سوا کوئی خدا نہیں ہے، جمل کی جنگ میں صرف چھ یا سات افراد ایسے تھے جنہوں نے جنگ بدر میں شرکت کی تھی۔

۴۔ سیف، دوسری روایت میں عمرو بن محمد سے نقل کر کے کہتا ہے کہ شعبی نے کہا ہے کہ:

قسم اس خدا کی جس کے سوا کوئی خدا نہیں ہے، جنگِ جمل میں اصحاب بدر میں سے صرف چھ افراد نے شرکت کی ہے۔

میں ـــ سیف بن عمر ـــ نے عمرو سے کہا: جمل کی جنگ میں اصحاب بدر کی شرکت کرنے والوں کی تعداد کے بارے میں تمہاری اور ''مجادلہ'' کی بات میں اختلاف ہے؟ عمرو نے جواب میں کہا: نہیں، ایسا نہیں ہے، ہمارا آپس میں کوئی اختلاف نہیں ہے، مگر یہ کہ خود شعبی اس امر شک کرتا تھا کہ ابوایوب انصاری نے اس جنگ میں شرکت کی ہے یا نہیں اس نے شک کیا ہے کہ کیا جب ام سلمہ نے اسے جنگ صفین کے بعد امام کی خدمت میں بھیجا، تو ابوایوب انصاری امام کی خدمت میں پہنچا ہے یا نہیں، کیونکہ جب ابوایوب انصاری امام کی خدمت میں پہنچا تو اس وقت امام نے نہروان میں قدم رکھا تھا۔

آخر میں سیف پانچویں روایت کے مطابق، معاویہ سے جنگ کرنے میں لوگوں کے میلان کے سلسلے میں اپنے جعلی صحابی زیاد بن حنظلہ کے افسانے میں اپنی گزشتہ بات کی تاکید کرتے ہوئے کہتا ہے:

۵۔ جب زیاد نے معاویہ سے جنگ کے بارے میں لوگوں کے عدم میلان کا مشاہدہ کیا تو امام کو بے یار و یاور دیکھ کر، آپؑ کی خدمت میں پہنچ کر کہا:

اگر لوگ آپ کی مدد کرنے کا میلان نہیں رکھتے، ہم خوشی کے ساتھ آپ کی مدد کریں گے اور آپ کے سامنے دشمنوں سے جنگ کریں گے۔

افسانہ کے مآخذ اور راوی

سیف نے اپنی پہلی روایت کو محمد اور طلحہ سے نقل کیا ہے۔ سیف کے ان دونوں راویوں ــــ محمد و طلحہ ــــ نے کیسے اور کہاں پر ایک ساتھ بیٹھ کر بات کی ہے، یہ خود ایک الگ موضوع ہے جیسا کہ ہم نے اس سے پہلے کہا ہے کہ سیف نے اس محمد کو ''محمد بن عبداللہ بن سواد نویرہ'' خلق کیا ہے جبکہ طلحہ، طلحہ بن اعلم حنفی ہے اور وہ ایک حقیقی شخصیت ہے، جو ''رے'' کے ''حبان'' نامی گاؤں کا رہنے والا تھا اور ایک مشہور و معروف راوی تھا۔ سیف عراق کے شہر کوفہ میں زندگی بسر کرتا تھا، معلوم نہیں اس نے ''حبان'' میں رہنے والے طلحہ سے کیسے ملاقات کی یا پھر اسے دیکھے بغیر اپنی روایت اس کی زبانی گڑھ لی ہے؟!

دوسری روایت کو سیف نے محمد بن عبید اللہ بن ابی سلیمان، معروف بہ عرزمی سے، اس نے اپنے باپ سے اس نے حکم بن عتیبہ سے نقل کیا۔

عرزمی کو علم حدیث کے علماء اور دانشوروں نے ضعیف جانا ہے اور اس کی روایتوں کو قبول نہیں کرتے۔ کیا معلوم شاید اسے ضعیف جاننے اور اس پر اعتماد نہ کرنے کا سبب یہ ہو کہ سیف نے اپنے جھوٹ اس سے نقل کئے ہیں!

لیکن حکم، علماء، حکم نام کے دو اشخاص کو جانتے ہیں۔ ان میں سے ایک کوفہ کا قاضی تھا اور دوسرا مشہور و معروف راوی تھا۔ لیکن بات یہ ہے کہ کیا سیف نے انھیں دیکھا ہے۔ ان کی روایتیں سنی ہیں اور پھر ان کی زبانی جھوٹ کہلوایا ہے، یا یہ کہ بن دیکھے سنے ان کی زبان سے جھوٹ جاری کیا ہے؟!

بہر صورت، سیف نے انھیں دیکھا ہو یا نہیں، ان کی باتیں سنی ہوں یا نہیں، موضوع کی

ماہیت پر اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا، کیونکہ ہم ہرگز سیف کے جھوٹ کے گناہوں کو ایسے راویوں کی گردن پر نہیں ڈالتے، جبکہ سیف تنہا شخص ہے جس نے ایسی روایتیں ایسے اشخاص سے نقل کی ہیں۔

سیف نے اپنی پانچویں روایت کو عبداللہ بن سعید بن ثابت سے نقل کر کے ''ایک شخص'' کے بقول بیان کیا ہے جبکہ عبداللہ بن سعید بن ثابت سیف کے مخلوق راویوں میں سے ہے اور ہم نے اس موضوع کی وضاحت گزشتہ بحثوں میں کی ہے۔ لیکن وہ گمنام ''مرد'' کون ہے جس سے عبداللہ نے روایت سنی ہے اور سیف نے اس کی طرف اشارہ کیا ہے؟ تاکہ ہم اس کو پہچانتے ؟!

سیف کے افسانے اور تاریخی حقائق

سیف نے مذکورہ پنجگانہ روایتوں میں یہ ثابت کرنے کی سرتوڑ کوشش کی ہے کہ مدینہ کے باشندوں، خاص کر مہاجر و انصار نے امامؑ کی سپاہ میں شامل ہونے سے انکار اور جمل و صفین کی جنگوں میں امام کے پرچم تلے لڑنے سے بے دلی کا مظاہرہ کیا ہے اور اس سلسلہ میں اپنے جھوٹ پر تکیہ کر کے قسم کھاتا ہے کہ بدر کے مجاہدوں میں سے چھ یا سات افراد سے زیادہ صفین و جمل کی جنگوں میں امامؑ کی حمایت میں شامل نہیں ہوئے ہیں۔

تعجب کی بات ہے کہ سیف ریاکاری اور مکر و فریب سے اپنے جھوٹ کو چھپانے کیلئے امام علیؑ کی جنگوں میں بدر کے مجاہدوں کی شرکت کو چھ یا سات افراد میں محدود کر دیتا ہے اور اپنی چوتھی جعلی روایت میں ابوایوب انصاری کی داستان کو گڑھ کر اس اختلاف کی توجیہ کرتا ہے!

یہاں پر ہم حقائق کا انکشاف کرنے کیلئے سیف کی روایتوں اور اس کی داستانوں کو دوسروں

کے بیان کردہ تاریخی وقائع اور جنگِ جمل وصفین میں امیر المؤمنین امام علیؑ کے ساتھ رسول خداؐ کے صحابیوں کے حالات پر حسب ذیل بحث وتحقیق کرنے پر مجبور ہیں:

ا۔ بیعت کے موقع پر امامؑ کے بارے میں خزیمہ اور دیگر اصحاب کا نظریہ

اس سلسلے میں ''یعقوبی'' اپنی تاریخ میں یوں لکھتا ہے:

جب علیؑ کی بیعت کی گئی، انصار میں سے چند افراد نے اٹھ کر تقریریں کیں..اس کے بعد خزیمہ بن ثابت انصاری ذوالشہادتین اٹھے اور یوں بولے:

اے امیر المؤمنین! آپ کے علاوہ کوئی ہم پر حکومت کی شائستگی نہیں رکھتا اور ہم آپ کے علاوہ کسی کی اطاعت نہیں کریں گے اگر ہمارے ضمیر آپ کے بارے میں انصاف پر مبنی فیصلہ سنا دیں تو آپؑ سب سے پہلے ایمان لائے ہیں اور سب سے زیادہ خدا کا عرفان رکھنے والے ہیں اور تمام مؤمنین میں رسول خداؐ سے نزدیک تر ہیں، جو کچھ سب لوگوں کے پاس ہے آپ اکیلے اس کے مالک ہیں اور جو کچھ آپ کے پاس ہے اس سے دوسرے محروم ہیں...

۲۔ جمل کی جنگ میں خزیمہ اور مدینہ کے باشندوں کا نظریہ:

''ابن اعثم'' اپنی کتاب ''فتوح'' میں لکھتا ہے:

جب امام علی علیہ السلام عائشہؓ کے مکہ سے بصرہ کی طرف روانگی سے آگاہ ہوئے تو آپؑ نے اپنے دوست واحباب کو جمع کر کے ان سے یوں خطاب کیا:

اے لوگو! خدائے تبارک وتعالی نے تمہارے درمیان ایک قرآن ناطق بھیجا ہے جو بھی قرآن مجید سے منہ موڑے اور اسے چھوڑ دے گا وہ ہلاک ہو جائے گا۔ بدعت اور مشتبہ چیزیں نابودی اور ہلاکت کے اسباب ہیں اور اس سے کوئی بچ نہیں سکتا مگر خدائے تعالیٰ اسے لغزشوں سے بچائے حکومت الٰہی کا دامن پکڑ لو اور اس کے ماتحت رہو وہ تمہاری نجات و سربلندی کا سبب ہے اس لئے پر اس خدائی حکومت کی اطاعت کرو۔ اپنے آپ کو اس گروہ سے لڑنے کیلئے آمادہ کرلو جو تمہاری یکجہتی و اتحاد پر نظر جمائے ہے اور تم لوگوں میں اختلاف وافتراق ڈالنا چاہتا ہے اپنے آپ کو آمادہ کرلو تا کہ خدائے تعالیٰ تمہارے ہاتھوں ان گمراہوں کی اصلاح فرمائے۔ اور یہ جان لو کہ طلحہ وزبیر نے ایک دوسرے کی مدد کر کے ارادہ کیا ہے کہ میرے رشتہ داروں کو میرے خلاف اکسائیں اور لوگوں کو میری مخالفت پر مجبور کریں۔ میں ان کی طرف روانہ ہو رہا ہوں تا کہ ان سے جنگ کروں یہاں تک کہ خدائے تعالی ہمارے درمیان فیصلہ کردے۔

والسلام

لوگوں نے بھی اپنی آمادگی کا اعلان کیا

۳۔خزیمہ جمل کی جنگ میں

''مسعودی'' نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے کہ امیر المؤمنین نے جنگِ جمل میں پرچم اپنے بیٹے محمد کے ہاتھ میں دیا اور حکم دیا کہ حملہ کرتے ہوئے آگے بڑے۔

محمد نے اپنے حملوں میں متوقع جرأت وشجاعت نہیں دکھائی، اس لئے امامؑ ان کے نزدیک تشریف لے گئے اور پرچم کو ان سے لے کر خود دشمن کے قلب پر حملہ کیا۔

اس کے بعد اضافہ کرتے ہوئے مسعودی لکھتا ہے:

> خزیمہ بن ثابت انصاری ذوالشہادتین امامؑ کی خدمت میں حاضر ہو کر بولے اے امیر المؤمنین! محمد کی شرمندگی کا سبب نہ بنئے، پرچم کو اسے سونپئے۔ امامؑ نے محمد کو بلا کر دوبارہ جنگ کا پرچم ان کے ہاتھ میں دیا۔

۴۔جنگ جمل میں بدر کے مجاہدوں اور دوسرے اصحاب کی موجودگی:

''ذہبی'' نے ''سعید بن جبیر'' سے نقل کر کے لکھا ہے جنگ جمل میں آٹھ سو افراد انصار میں سے اور سات سو ایسے اصحاب امامؑ کی خدمت میں سرگرم عمل تھے جنہوں نے بیعت رضوان کو درک کیا تھا۔

اور ''سدی'' سے نقل کر کے مزید لکھتا ہے:

> جنگ جمل میں امیر المؤمنین کے ہمراہ ایک سو تیس بدریوں نے شرکت کی ہے۔

۵۔صفین کی جنگ کے بارے میں اصحاب کا نظریہ:

''نصر بن مزاحم'' نے اپنی کتاب ''صفین'' میں لکھا ہے:

جب علی علیہ السلام شام کی طرف عازم ہوئے تا کہ وہاں کے لوگوں سے نبرد آزما ہوں، اپنے حامی مہاجر وانصار کو بلایا۔ جب وہ حاضر ہوئے تو آپؑ نے کھڑے ہو کر خدا کی حمد و ثنا بجالانے کے بعد فرمایا:

آپ لوگ عقلمند، متواضع، سنجیدہ، حق گو اور صحیح کردار کے مالک ہیں اب جبکہ ہم اپنے مشترک دشمن پر حملہ کرنے کی تیاری کر رہے ہیں، ہمیں اپنی آراء اور نظریات سے آگاہ کریئے۔

امام کی تقریر کے بعد ابو وقاص کا پوتا ''ہاشم بن عتبہ'' اپنی جگہ سے اٹھا اور بہترین صورت میں حمد وثنا الٰہی بجالا کر بولا:

امابعد، اے امیر المؤمنین! میں ان لوگوں کو اچھی طرح سے جانتا ہوں یہ آپ کے اور آپ کے حامیوں کے سخت دشمن ہیں اور مال و دنیا پرست ہیں وہ آپؑ سے جنگ کرنے میں کوئی کوتاہی نہیں کریں گے یہ ایسے دنیا پرست ہیں جو کسی بھی قیمت حاصل کی گئی چیزوں سے چشم پوشی نہیں کرتے اور اس کے علاوہ کوئی اور چیز ہاتھ میں نہیں رکھتے۔ یہ لوگ نادانوں کو عثمانؓ بن عفان کی خونخواہی کے عنوان سے فریب دیتے ہیں۔ یہ جھوٹ بولتے ہیں ان کے خون کا انتقام لینا نہیں چاہتے بلکہ اس بہانے سے

طاقت ودولت پر قبضہ کرنا چاہتے ہیں۔

ہمارے ساتھ ان پر حملہ کیجئے۔اگر حق کو قبول کیا تو اس صورت میں گمراہی سے نجات پائیں گے اور اگر اختلاف وافتراق کے علاوہ کسی اور راستہ کو اختیار نہ کیا کہ گمان ہے ایسا ہی کریں گے۔اور خدا کی قسم میں یہ تصور نہیں کرتا کہ وہ آپ کی بیعت کریں گے کیونکہ ان پر ایک ایسا شخص حکومت کرتا ہے جس کے ہر حکم کی وہ اطاعت کرتے ہیں اور ان کیلئے اس کی نافرمانی کرنا محال ہے!

ہاشم بن عتبہ کے بعد ''عمار یاسر'' اپنی جگہ سے اٹھ کر خدائے تعالیٰ کی حمد و ثنا بجالانے کے بعد بولے:

اے امیر المؤمنین !اگر ہو سکے تو ایک دن بھی نہ ٹھہرئے اور اس کام کو انجام دیجئے۔ اس سے پہلے کہ ان بدکرداروں کے فتنہ کی آگ کے شعلے بھڑک اٹھیں اور وہ راستوں،گزرگاہوں کو بند کر کے تفرقہ واختلاف ڈالنے میں کامیاب ہو جائیں۔ان پر حملہ کیجئے اور انھیں راہ حق کی طرف ہدایت فرمایئے اگر انہوں نے قبول کیا تو خوشبخت ہو جائیں گے اور اگر ہمارے ساتھ جنگ کرنے کے علاوہ کسی اور راستہ کو اختیار نہ کیا تو ایسی صورت میں ،خدا کی قسم ان کا خون بہانا اور ان سے جنگ کرنا خدائے تعالیٰ کی خوشنودی اور تقرب حاصل کرنے کا سبب ہوگا جو پروردگار کا ہم پر لطف وکرم ہوگا۔

جب عمار یاسر اپنی جگہ پر بیٹھ گئے تو پھر ''قیس بن سعد بن عبادہ'' اپنی جگہ سے اٹھے اور خدا کی

حمد وثنا بجالانے کے بعد بولے:

اے امیر المؤمنین ! آمادہ ہو جائے اور ہمارے ساتھ مشترک دشمن پر حملہ کرنے کیلئے باہر آنے میں کوتاہی اور تاخیر نہ فرمایئے خدا کی قسم میں ان سے جنگ کرنے میں اس سے زیادہ مائل ہوں کہ راہ کی خدا میں ترکوں اور رومیوں سے جہاد کروں کیونکہ دین الٰہی کی نسبت ان کی گستاخی حد سے گزر چکی ہے اور انہوں نے خدا کے نیک بندوں اور مہاجر، انصار اور صالح تابعین میں محمدؐ کے ناصر و یاور کو ذلیل وخوار کر کے رکھدیا ہے۔

یہ جب کسی کو غصہ کر کے اسے پکڑ لیتے ہیں تو اسے جیل میں ڈال دیتے ہیں یا اسے کوڑے مارتے ہیں اور اس کا بائیکاٹ کرتے ہیں یا شہر و وطن سے جلا وطن کر دیتے ہیں ہمارے مال ومنال کو اپنے لئے حلال جانتے ہیں اور ہمارے ساتھ اپنے غلاموں جیسا سلوک کرتے ہیں۔

اس کے بعد ''نصر'' لکھتا ہے:

جب ''قیس'' اپنی جگہ پر بیٹھ گئے تو انصار کے بزرگوں میں سے خزیمہ بن ثابت وابو ایوب انصاری'' اور دیگر لوگوں نے قیس کی ملامت کرتے ہوئے کہا:

تم نے کیوں انصار کے بڑے بوڑھوں کا احترام نہیں کیا اور ان سے پہلے بول اٹھے؟

قیس نے جواب دیا: مجھے آپ لوگوں کی برتری اور بزرگی کا اعتراف ہے لیکن میرے

سینہ میں بھی وہی غصہ ونفرت موجزن ہے جو''احزاب'' کی یاد کرکے آپ لوگوں کے سینہ میں موجزن ہوتی ہے اس لئے میں صبر نہ کرسکا۔

یہاں پر انصار کے بزرگوں نے آپس میں طے کیا کہ ایک شخص اٹھے اور انصار کی جماعت کی طرف سے امیر المؤمنین کے جواب کے طور پر کچھ بولے۔لہذا''سہل بن حنیف'' کو انتخاب کیا گیا اور ان سے کہا گیا؛ اے سہل! کھڑے ہوجاؤ اور ہماری طرف سے بات کرو! سہل اٹھے اور خدائے تعالٰی کی بارگاہ میں حمد وثنا بجالانے کے بعد بولے:

اے امیر المؤمنین آپ جس کے ساتھ مہربانی کریں گے، ہم بھی مہربانی کریں گے اور جس سے جنگ کریں گے، ہم بھی اس سے لڑیں گے۔ آپؑ جو فکر کریں گے ہماری فکر بھی وہی ہے کیوں کہ ہم آپؑ کے دائیں بازو کے مانند آپ کے اختیار میں ہیں۔

لیکن ہماری تجویز یہ ہے کہ کوفہ کے باشندوں کے سرداروں کو اس موضوع سے مطلع فرمائیے کیونکہ وہ اس دیار کے باشندے ہیں۔انھیں حکم دیجئے تاکہ وہ بھی دشمن کی طرف روانہ ہوں۔ان کو فضل ورحمت خدا سے جو انہیں عنایت ہوئی ہے، آگاہ فرمائیے کیونکہ یہ ایسے لوگ ہیں اگر آپ کے حکم کی تعمیل کریں گے تو آپ اپنے مقصد میں کامیاب ہوں گے ورنہ ہم لوگ تو آپ کے بارے میں کسی قسم کا اختلاف نہیں رکھتے، جب بھی ہمیں بلائیں گے جان ہتھیلی پر لے کر حاضر ہیں اور جو بھی حکم دیں گے سر آنکھوں پر لیں گے یعقوبی نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے کہ صفین کی جنگ میں امیر المؤمنین کے ہمراہ ستر افراد بدری، شجرہ میں بیعت کرنے والوں میں

سے سات سو افراد کے علاوہ چار سو دوسرے مہاجر و انصار بھی موجود تھے۔

مسعودی نے بھی لکھا ہے کہ:

> صفین کی جنگ میں عراق کے باشندوں میں سے پچیس ہزار افراد قتل ہوئے جن میں پچیس بدری بھی دکھائی دیتے تھے۔

جو کچھ ہم نے یہاں تک بیان کیا وہ امیر المؤمنینؑ کی جنگوں کے بارے میں اصحاب کے نظریات اور پالیسی کا ایک نمونہ تھا۔ اب ہم ''خزیمہ بن ثابت انصاری ذوالشہادتین'' کے صفین کی جنگ میں قتل ہونے کی روداد بیان کرتے ہیں۔

''ابن سعد'' اپنی کتاب ''طبقات'' میں ''ذوالشہادتین'' کی زندگی کے حالات کی تشریح میں لکھتا ہے:

> جس وقت عمار یاسر صفین کی جنگ میں قتل ہوئے، خزیمہ بن ثابت اپنے خیمہ میں چلے گئے، غسل کیا اور جنگی لباس زیب تن کیا، اس پر پانی چھڑکنے کے بعد باہر آئے اور میدان جنگ میں جا کر اس قدر جنگ کی کہ آخر شہید ہو گئے۔

''خطیب بغدادی''[۱] نے بھی اپنی کتاب ''موضح'' میں ''عبدالرحمان بن ابی لیلی'' سے نقل کر کے یوں لکھا ہے:

> میں جنگ صفین میں حاضر تھا۔ میدان کارزار میں میری ایک ایسے شخص کے ساتھ مڈ بھیڑ ہوئی جو اپنا چہرہ چھپائے ہوئے تھا، اس کی داڑھی کے بال چہرے پر لگائے نقاب سے نیچے کی طرف باہر آئے تھے۔ وہ پوری طاقت کے ساتھ لڑ رہا تھا اور

۱۔ حافظ حدیث، ابوبکر احمد بن علی ملقب بہ خطیب بغدادی (وفات ۴۶۳ھ) اس کی تالیفات میں سے ایک ''موضح اوھام الجمع والتفریق'' ہے کہ ہم نے اس کتاب کی جلد '۲' صفحہ: ۲۷۷ طبع حیدرآباد دکن ۱۳۷۸ھ کی طرف رجوع کیا ہے۔

دائیں بائیں تلوار چلا رہا تھا اور حملہ کر رہا تھا۔ میں نے اپنے آپ کو اس کے نزدیک پہنچا کر کہا:

اے بوڑھے آدمی! تم جوانوں کے ساتھ اس طرح بلا خوف لڑ رہے ہو اور دائیں بائیں تلوار چلا رہے ہو؟

اس نے اپنے چہرے سے نقاب ہٹا کر کہا: میں ''خزیمہ بن ثابت انصاری'' ہوں، میں نے خود رسول خداؐ سے سنا ہے کہ وہ فرماتے تھے: علیؑ کے ہمراہ لڑنا اور اس کے دشمنوں سے جنگ کرنا۔

''نصر بن مزاحم'' اپنی کتاب ''صفین'' میں اس جنگ کی رجز خوانیوں کے ضمن میں لکھتا ہے:

''خزیمہ بن ثابت'' صفین کی جنگ میں معاویہ کی سپاہ پر حملہ کرتے ہوئے یہ رجز پڑھ رہے تھے:

جنگ شروع ہوئے دو دن گزر گئے، یہ تیسرا دن ہے، پیاس کی شدت سے جنگجوؤں کی زبانیں منہ سے باہر نکل آئی ہیں۔

آج وہی دن ہے کہ جس دن تلاش و کوشش کرنے والے کو بخوبی معلوم ہوگا کہ امامؑ کے ساتھ عہد و پیمان توڑنے والے کس قدر زندہ رہنے کی امید رکھتے ہیں؟!

جبکہ یہ لوگ اپنے اسلاف کی میراث لینے والے اور آئندہ کیلئے وراثت چھوڑنے والے ہیں، یہ علیؑ ہیں جو بھی ان کی اطاعت نہ کرے، ''ناکثین'' میں سے ہے اور پروردگار کے ہاں گناہگار ہے۔

اس کے علاوہ جمعرات کے دن کی دلاوریوں اور رجز خوانیوں کے عنوان سے لکھتا ہے: اسی

دن ''خزیمہ بن ثابت ذوالشہادتین'' قتل ہوئے، اور خزیمہ کی بیٹی 'ضبیعہ'' اپنے باپ کی لاش پر یوں نوحہ خوانی کر رہی تھی:

اے میری آنکھوں! ''احزاب'' کے ہاتھوں مقتول اور فرات کے کنارے خاک پر پڑی ہوئی خزیمہ کی لاش' پر آنسوؤں کے دریا بہاؤ:

انہوں نے ذوالشہادتین کو بے گناہ اور مظلوم قتل کیا ہے' خدا ان سے اس کا انتقام لے۔

اسے جوانمردوں کے ایک گروہ کے ساتھ مارا گیا، جو حق کی آواز پر لبیک کہہ کر آگے بڑھے تھے اور ہرگز آرام سے نہیں بیٹھے تھے۔

یہ لوگ اپنے کامیاب و فریادرس مولا ــــ امام علیؑ ــــ کی مدد میں اٹھے تھے اور موت کے لمحہ تک اپنے مولاؑ کی مدد سے دست بردار نہیں ہوئے۔

خدائے تعالیٰ ''خزیمہ'' کے قاتلوں پر لعنت فرمائے اور دنیا و آخرت میں ذلیل و خوار کرے۔

نصر اپنی بات کو جاری رکھتے ہوئے کہتا ہے:

امام علیؑ نے صفین کی جنگ سے واپسی پر اپنے ایک خطبہ میں کوفیوں کی معاویہ سے جنگ میں شرکت پر تجلیل کرتے ہوئے بے انتہا حزن و ملال کے ساتھ خزیمہ ذوالشہادتین کو یاد کرتے ہوئے فرمایا:

میرے بھائی، جن کا خون صفین کے میدان میں زمین پر جاری ہوا، چونکہ آج وہ زندہ نہیں ہیں جو غم واندوہ کے عالم کا مشاہدہ کرتے! ان کو کیا نقصان پہنچا؟ خدا کی قسم

انہوں نے اس خدا کا دیدار کیا جس نے انہیں جزا دی ہے اور انھیں تمام خوف و ہراس سے آزاد کر کے امن کی جگہ پر قرار دیا ہے۔

کہاں ہیں میرے وہ بھائی جنہوں نے حق کی راہ میں قدم رکھا اور حق کے راستے کا انتخاب کیا؟

کہاں ہے عمار، کہاں ہے ابن تیہان[1] اور کہاں ہے ذوالشہادتین؟!

جو کچھ ہم نے یہاں تک بیان کیا وہ امام علیؑ کی جنگوں کے بارے میں مہاجرین و انصار خاص کر خزیمۃ بن ثابت ذوالشہادتین نقطہ نظر کا اظہار تھا[2]

ان حقائق کے باوجود سیف آخر میں تحریف کرتا ہے او وقائع میں دخل و تصرف کے ذریعہ افسانوی کردار خلق کرتا ہے اور اس طرح تاریخ اسلام کو مشکوک کر کے اس کے اعتبار، استحکام اور قدر و منزلت کو گرا دیتا ہے۔

خزیمہ کے افسانہ پر ایک بحث

گزشتہ پانچوں روایتوں میں سیف نے تاریخی حقائق میں تحریف کر کے علماء اور محققین کو

۱۔ ابن تیہان، ابوالہیثم، مالک بن تیہان انصاری قبیلۂ اوس میں سے ہیں۔ ابن تیہان نے بیعت عقبہ کو درک کیا ہے اور جنگِ بدر کے علاوہ پیغمبرؐ کی دوسری جنگوں میں بھی شرکت کی ہے۔ ابن تیہان صفین کی جنگ میں امام علیؑ کی حمایت میں لڑے اور اس میں شہید ہوئے۔ (اسد الغابہ ج ۳۱۸/۵)، خطبہ نمبر ۱۸۳، نوف بکالی کی روایت کے مطابق اور ''شرح نہج البلاغہ'' ابن ابی الحدید معتزلی (۹۹/۱۰)۔

۲۔ کوئی یہ گمان نہ کرے کہ فضائل و مناقب امام علیؑ بیان کرنے میں ہماری دلچسپی کا مقصد یہ ہے کہ ہم انصار کے نظریات اور امامؑ کے بارے میں ان کی پالیسی کو بیان کر کے بحث کو طولانی بنا رہے ہیں۔ حقیقت میں ہم مجبور تھے تاکہ سیف کی شیطنتوں، فضائل امام کو پوشیدہ رکھنے، امام کے ساتھ اس کی دشمنی کی بنا پر وقائع میں تحریف کرنے اور بنی امیہ کے ساتھ اس کی ہمدردیوں سے پردہ اٹھائیں۔ اسی طرح ہم نے بعد میں ذکر ہونے والے صحابی کے حالات پر روشنی ڈالتے ہوئے ایک مشہور صحابی جیسے ''ابودجانہ'' کے امام کی جنگوں میں شرکت کرنے کے مسئلہ کو جس کا سیف مدعی ہے قبول نہیں کیا ہے اور اسے رد کیا ہے۔

گمراہی اور پریشانی سے دوچار کیا ہے۔ اس نے تاریخ میں تصرف کر کے ' خزیمہ بن ثابت '' ذو الشہادتین'' کے علاوہ افسانہ کا اس میں اضافہ کیا ہے اور اس طرح آئندہ نسلوں کے تاریخی حقائق سے منحرف ہونے کے اسباب مہیا کئے ہیں۔

سیف بن عمر تمیمی کے بعد اسلام کے علماء و محققین کی باری آتی ہے۔ اس سلسلہ میں مکتبِ خلفاء کے پیرو علماء نے کمر ہمت باندھ کر سیف کی افسانوی داستانوں جھوٹ کے پلندوں اور تخلیقات کو مسلم اور ناقابل انکار حقائق کے عنوان سے حدیث، تاریخ، ادب اور صحابہ کی تشریح میں لکھی گئی اپنی معتبر اور گراں قدر کتابوں میں نقل کیا ہے اور اپنے اس عمل سے سیف کے افسانوں کو حقیقت کا لبادہ اوڑھا کر معتبر مصادر و مآخذ میں داخل کیا ہے اس سلسلے میں خطیب بغدادی جیسے دانشور کی بات قابل غور ہے۔

خطیب بغدادی اپنی کتاب '' موضح '' میں '' خزیمہ بن ثابت انصاری '' '' غیر ذو الشہادتین '' کے بارے میں لکھتا ہے:

علماء نے اس خزیمہ کا نام سیف کی احادیث سے استفادہ کر کے لکھا ہے منجملہ یہ کہ....

یہاں پر سیف کی پہلی اور دوسری روایت کو نقل کرنے کے بعد اپنا نقطۂ نظر بیان کرتے ہوئے لکھتا ہے:

بے شک اس سلسلے میں سیف کی روایت غلط اور بے موقع ہے کیونکہ '' خزیمہ بن ثابت ذو الشہادتین '' نے امام علیؑ کے ساتھ صفین کی جنگ میں شرکت کی ہے اس مطلب کو سیرت لکھنے والے تمام محققین نے ذکر کیا ہے اور اس پر اتفاقِ نظر رکھتے ہیں جب

سیف کی بات سبھی علماء کے نقطۂ نظر اور ان کے بیان کے خلاف ہے تو یہ حجت اور اعتبار سے بھی خالی ہے!

مذکورہ مطالب کو لکھنے کے بعد خطیب نے چند ایسی روایات نقل کی ہیں جو اس امر پر دلالت کرتی ہیں کہ ''خزیمہ ذوالشہادتین'' نے صفین کی جنگ میں امام علیہ السلام کی ہمراہی میں شرکت کی ہے اور اسی جنگ میں شہید ہوئے ہیں' اس کے بعد لکھتا ہے:

اصحاب میں اس ''ذوالشہادتین'' کے علاوہ کوئی اور نہ تھا جس کا نام ''خزیمہ'' ہو اور اس کے باپ کا نام ''ثابت'' ہو اور خدا بہتر جانتا ہے۔

ابن حجر جیسے عالم نے ''خزیمہ بن ثابت'' کے سلسلے میں دو شرحیں لکھی ہیں ان میں سے ایک ''خزیمہ بن ثابت ذوالشہادتین'' کے عنوان سے جو ایک مشہور و معروف صحابی تھے۔ اور دوسری سیف کے جعلی خزیمہ کے عنوان سے۔ ابن حجر سیف کے اس جعلی خزیمہ کے بارے میں لکھتا ہے:

اور دوسرا خزیمہ بن ثابت انصاری ہے ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں ''حکم بن عتیبہ'' سے نقل کر کے لکھا ہے..... (دوسری روایت کے آخر تک)

اس کے بعد ابن حجر اضافہ کر کے لکھتا ہے:

اس روایت کو سیف بن عمر نے اپنی کتاب ''فتوح'' میں لکھا ہے لیکن خطیب بغدادی نے اسے مردود جانا ہے اور کہتا ہے...

اور خطیب بغدادی کے بیانات خلاصہ بیان کرنے کے بعد اپنے نقطۂ نظر کو یوں بیان کرتا ہے:

میں ابن حجر کہتا ہوں کہ سیف کا کوئی گناہ نہیں ہے، بلکہ یہ غلط بیانی اور آفت اس

کے راوی ''عزری'' کی ہے جس نے اس قسم کی جھوٹی اور ناحق روایت بیان کی ہے!

جی ہاں سیف نے ''جمل'' کی داستان میں لکھا ہے کہ علیؑ نے مدینہ میں تقریر کی اور کہا.....(گزشتہ پہلی روایت کے آخر تک)

ابن ابی الحدید معتزلی نے اسی سلسلہ میں جو کچھ بیان کیا ہے ہم یہاں پر اسے نقل کرتے ہیں، وہ لکھتا ہے:

''ابوحیان توحیدی''[1] نے اپنی کتاب ''بصائر'' میں لکھا ہے کہ خزیمہ بن ثابت جس نے امام علی علیہ السلام کے ہمراہ صفین کی جنگ میں شرکت تھی اور اسی جنگ میں شہید ہوا تھا، حقیقت میں خزیمہ بن ثابت ذوالشہادتین نہیں تھا بلکہ انصار میں سے کوئی اور تھا، جس کا نام بھی خزیمہ بن ثابت تھا' جبکہ یہ دعویٰ مکمل طور پر غلط اور خطا ہے، کیونکہ حدیث وانساب کی تمام کتابوں میں لکھا گیا ہے کہ اصحاب، انصار، اور غیر انصار میں ''ذوالشہادتین'' کے علاوہ کسی اور کا نام ''خزیمہ بن ثابت'' نہیں تھا۔ در حقیقت ہوا وہوس کی بیماری کا کوئی علاج نہیں ہے! یہ بھی قابل ذکر بات ہے کہ تاریخ کبیر کے مصنف طبری نے ابوحیان سے پہلے یہی مطالب لکھے ہیں اور ابوحیان نے اپنی غلط بات کو طبری کی کتاب سے نقل کیا ہے! جبکہ وہ تمام کتابیں جو اصحاب کے ناموں کے بارے میں لکھی گئی طبری اور ابوحیان کی باتوں کے خلاف ثابت کرتی ہیں

۱۔ ابوحیان توحیدی، اس کا نام علی بن محمد توحیدی ہے جس نے چوتھی صدی ہجری کے اواخر میں وفات پائی ہے۔ اس کی تالیفات میں سے ایک کتاب '' بصائر القدماء و بشائر الحکما'' ہے۔

اس کے علاوہ کیا ضرورت ہے کہ ''خزیمہ، ابن تیہان عمار ...'' جیسوں کے ہوتے ہوئے۔ امیرالمؤمنینؑ کے حامیوں کی تعداد بڑھا چڑھا کر پیش کریں، کیونکہ اگر لوگ امامؑ کے سلسلہ میں انصاف سے کام لیں اور تعصب کی عینک کو اپنی آنکھوں سے اتار کر صحیح معنوں میں امام کے بارے میں تو انہیں معلوم ہوگا کہ اگر پوری دنیا بھی آپؑ کی مخالفت کر کے دشمنی پر اتر آئے اور آپؑ کے خلاف تلوار کھینچ لے اور امامؑ تن تنہا ہوں، تو بھی حق علیؑ کے ساتھ ہوگا اور یہ سب لوگ باطل اور ظالم ہوں گے (ابن ابی الحدید کی بات کا خاتمہ)

ابن ابی الحدید اس امر میں حق پر ہے۔ وہ ''خزیمہ غیر ذوالشہادتین'' کو خلق کرنے کے سبب کے بارے میں کہتا ہے:

''ہوا و ہوس کی بیماری کا کوئی علاج نہیں ہے''

لیکن جو وہ ایک بار ابو حیان کو اور دوسری بار ''طبری'' کو ملزم ٹھہراتا ہے تو ہم اس سے اتفاق نہیں کرتے۔

اسی طرح ہم ابن حجر کی اس بات سے بھی اتفاق نظر نہیں رکھتے ہیں جو وہ کہتا ہے کہ یہ تمام مشکلات اور آفتیں ''عرزمی'' سے پیدا ہوئی ہیں۔ جبکہ ''عرزمی'' کا کوئی قصور و گناہ نہیں ہے اور ان تمام آفتوں کا سرچشمہ سیف بن عمر تمیمی ہے یہ وہی ہے جس نے ''خزیمہ غیر ذوالشہادتین'' کے بارے میں دو روایتیں گڑھی ہیں اور انھیں ''حکم''، ''عرزمی''، ''محمد'' اور ''طلحہ'' سے نسبت دی ہے!

سیف تنہا شخص ہے جس نے خزیمہ ''غیر ذوالشہادتین'' کے چہرے کا خاکہ کھینچا ہے اور اسے

ایک رول سونپا ہے۔

سیف تنہا شخص ہے جس نے خزیمہ کا افسانہ اور دیگر افسانے خلق کئے ہیں اور بڑی مہارت سے انھیں تاریخ اسلام کے صفحات میں درج کرایا ہے اور اس طرح علماء اور محققوں کو حیرت اور پریشانی سے دوچار کیا ہے ورنہ سیف کے جھوٹ سے بے خبر بے چارے مشہور راویوں کا کیا قصور اور گناہ ہے؟!

یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ ہم نے سیف کی اس جعلی مخلوق کو آسانی سے دریافت نہیں کیا بلکہ اس سلسلے میں بحث و تحقیق میں کافی وقت لگا ہے اور اس پر ہماری ایک عمر صرف ہوئی ہے اور انتھک اور بے وقفہ تلاش اور کوشش کا نتیجہ ہے کیونکہ اس کی اس قسم کی تخلیق ایسی نہیں ہے کہ مثال کے طور پر سیف نے ایک نام کا انتخاب کیا اور اس نام کیلئے ایک افسانہ گڑھ کر اسے اپنے دوسرے افسانوں کی طرح تاریخ اسلام میں درج کرایا ہو اور اس طرح اس کے افسانوں سے حقائق کو آسانی کے ساتھ سمجھنا ممکن ہو۔ بلکہ اس کے برعکس سیف نے اس قسم کی اپنی تخلیقات اور اپنے افسانوں میں کردار اور رول ادا کرنے والوں کو ایسے چہروں کے ہم نام خلق کیا ہے جو تاریخ میں حقیقتاً موجود تھے اور اتفاق سے مقام و منزلت اور عمومی احترام کے بھی مالک تھے اور یہی امر سبب بنا کہ بعض اوقات ہم دوراہے پر کھڑے ہو کر حیرت اور پریشانی سے دوچار ہوتے رہے ہیں ایسی صورت میں ہم موضوع کی حقیقت تک پہنچنے کیلئے مجبور ہوتے تھے کہ اپنی تمام توانائیوں کو بروئے کار لائیں اور مقصد حاصل ہونے تک آرام سے نہیں بیٹھتے تھے۔

بحث کا نتیجہ

سیف نے خزیمہ بن ثابت انصاری غیر ذوالشہادتین کو خلق کر کے اس کا نام دو روایتوں میں لیا ہے اور ان دونوں روایتوں میں سے ہر ایک کیلئے بعض راوی بھی پیش کئے ہیں جس کسی نے بھی، جیسے طبری، ابن عساکر اور ابن حجر خزیمۂ غیر ذوالشہادتین کی داستان نقل کی ہے یا اس کے حالات پر روشنی ڈالی ہے روایت کو سیف بن عمر سے نقل کیا ہے نہ کہ کسی اور سے اور اس کے بعد دوسرے علماء جیسے'' توحیدی، ابن اثیر، ان کثیر اور ابن خلدون وغیرہ'' نے خزیمہ غیر ذوالشہادتین کا نام لیتے وقت بلا واسطہ یا با واسطہ روایت کو طبری سے نقل کیا ہے لہذا معلوم ہوتا ہے کہ یہ سب آفتیں صرف وصرف سیف کی وجہ سے ہیں!!''

سیف نے اپنی تمام افسانوی شخصیتوں کو دوسری صدی ہجری میں اپنے خاندانی تعصبات، قدرت اور دولتمندوں کی حمایت، خاندان بنی امیہ ومضر (اس کے اپنے خاندان) کی نوکری اور مداحی و ستائش کی بنیاد پر خلق کیا ہے تا کہ اس طرح اپنے رقیب اور دیرینہ دشمن قبائل جیسے یمانی اور قحطانیوں پر کیچڑ اچھال کر اپنے دل کی بھڑاس نکال سکے۔ ابھی یہ سکہ کا ایک ہی رخ ہے!

سیف کا پیغمبر خداؐ کے اصحاب کے نام پر اپنے ہیروں کی تخلیق اور ایسے افسانے گڑھنے میں اس کا مذہبی تعصب یعنی زندیقی ہونا بھی کارفرما تھا تا کہ اسلام سے عناد و دشمنی ـــ جیسا کہ بعض نے اسے اس کا ملزم ٹھہرایا ہے ـــ کی بناء پر اسلامی عقائد میں شک وشبہ ایجاد کرے اور علماء کو حقائق سے منحرف کرے، ان کی تحقیق کی راہ میں رکاوٹیں ڈالے اور اس طرح اسلام کا چہرہ مکمل طور پر مسخ کر کے

دنیا والوں کے سامنے پیش کرے۔

سیف نے اس سلسلہ میں اپنے افسانوں کو ایسی مہارت اور چابکدستی سے اسلام کی تاریخ میں داخل کیا ہے اور انھیں حقیقی روپ بخشا ہے کہ انسان ابتدا میں تصور کرتا ہے کہ حقیقت میں یہ تاریخ کے واقعی چہرے تھے اور ان میں سے ہر ایک اہم رول ادا کرتا تھا!! یہی امر سبب بنا ہے کہ جعلی سورماؤں کے نام قابل احترام کتابوں اور رجال اور رسول خداؐ کے صحابیوں کے حالات پر مشتمل کتابوں میں حقیقی وجود کے طور پر پیغمبر خداؐ کے دوسرے اصحاب کی فہرست میں قرار پاگئے!! لیکن آج جب کہ علم وتحقیق کی روشنی چاروں طرف پھیلی ہے، ان افسانوں کے تاریخ اسلام میں داخل ہونے کے بارہ صدیوں کے بعد جب ہم نے چاہا کہ ان تمام فریب کاریوں اور جھوٹ سے پردہ اٹھائیں اور تاریخ اسلام کے حقائق کو واقعی صورت میں اپنے مسلمان بھائیوں کی خدمت میں پیش کریں تو ہمارے بعض عزیزوں نے ہم سے منہ موڑ کر ہم پر ناک بھوں چڑھانا شروع کیا، بعض بزرگوں نے ہماری نسبت غصہ ونفرت کا اظہار کیا، حتی یہی ردعمل سبب بنا کہ اس کتاب کا ایک حصہ شائع کرنے پر پابندی لگادی گئی خدا ہی بہتر جانتا ہے کہ ہم اس حصہ کو شائع کرنے میں کب کامیاب ہوجائیں گے[1]

۱۔اس سلسلہ میں مجلہ ''الازہر'' قاہرہ جلد ۳۲ (شمارہ ۱۰، صفحہ نمبر ۱۱۵۰، اور جلد ۳۳ شمارہ ۶ (صفحات ۷۶۰۔۷۶۱) ملاحظہ کرسکتے ہیں۔ اس کے علاوہ مجلہ راہنمائے کتاب طبع تہران سال چہارم شمارہ ۷ ص ۶۹۶ وشمارہ ۸، ص ۸۰۰ وشمارہ ۹ ص ۸۹۴ ملاحظہ کرسکتے ہیں۔)

مصادر وماخذ

خزیمہ ذوالشہادتین کا نسب:

۱۔ ابن حزم کی ''جمہرہ'' ص ۳۲۴۔

۲۔ ابن درید کی ''اشتقاق'' ص ۴۴۷۔

۳۔ طبری کی ''ذیل المذیل'' (۲۴۰۰/۳)۔

۴۔ ''معرفۃ الصحابہ'' مستدرک حاکم تیسری جلد۔

گھوڑا خریدنے اور خزیمہ کو ذوالشہادتین کا لقب ملنے کی داستان

۱۔ ''مسند'' احمد بن حنبل (۲۱۵/۵)

۲۔ ابن سعد کی ''طبقات'' (۳۷۸/۴۔۳۷۹)

۳۔ ''اسد الغابہ'' ابن اثیر، خزیمہ کے حالات (۱۱۴/۲) سواء یا سواد کے حالات (۳۷۳/۲۔ ۳۷۴)

۴۔ ابن عساکر کی ''تہذیب'' خزیمہ کے حالات (۱۳۳/۵)

خلیفہ عمرؓ کا قرآن مجید کو جمع کرنا اور قبیلۂ اوس کا خزیمہ پر افتخار کرنا۔

۱۔ ''تاریخ ابن عساکر'' اور اس کی ''تہذیب'' (۱۳۳/۵)

۲۔ احمد بن حنبل کی ''مسند'' (۱۸۹/۵)

۳۔ ابن حجر کی ''اصابہ'' (۴۲۵/۱)

۴۔ صحیح بخاری باب جمع القرآن (۱۵۰/۳ و ۱۱۷/۳) تفسیر سورۂ احزاب

۵۔ خطیب بغدادی کی ''موضح'' (۲۷۶/۱)

امام کی جنگوں میں خزیمہ کی شرکت

۱۔ ابن سعد کی ''طبقات'' عمار کے حالات (۳۵۹/۳)

۲۔ بلاذری کی ''انساب الاشراف'' (۱۷۰/۱)

۳۔ ابن عبدالبر کی ''استیعاب'' (۱۵۷/۱)

۴۔ ابن اثیر کی ''اسد الغابہ'' میں خزیمہ کے حالات (۱۱۴/۲) اسی طرح ابن عساکر کی تاریخ

۵۔ احمد بن حنبل کی ''مسند'' (۲۱۴/۵)

۶۔ طبری کی ''ذیل المذیل'' عمار یاسر کے حالات (۳۱۶/۳)

۷۔ خطیب بغدادی کی ''موضح'' (۲۷۷/۱)

عمار یاسر کے بارے میں سیف کے جھوٹ:

۱۔ خلیفہ عمرؓ کی طرف سے عمار یاسر کے کوفہ میں گورنر کی حیثیت سے منصوب کئے جانے کے سلسلے

میں واقدی کی روایت اور تاریخ طبری (۲۶۴۵/۱) میں سیف کے ذریعہ عمار یاسر کے معزول کئے جانے سے متعلق روایت کا موازنہ کیجئے۔

۲۔تاریخ طبری (۲۶۷۸-۲۶۷۲/۱)

زیاد بن حنظلہ، امام علی علیہ السلام اور سیف کی پانچ روایتیں

۱۔تاریخ طبری (۳۰۹۶-۳۰۹۵/۱) میں پانچوں روایتیں یکے بعد دیگرے درج ہوئی ہیں۔

۲۔خطیب بغدادی کی ''موضح'' (۲۷۶-۲۷۵/۱) اس نے پہلی دو روایتوں کو درج کیا ہیں۔

۳۔ابن عساکر نے اپنی ''تاریخ''، جس کا قلمی نسخہ دمشق کی ''ظاہریہ لائبریری میں موجود ہے۔ نمبر: ۳۳۷۰ جلد ۵ ص ۳۰۲ و ۳۰۳ اس نے دوسری روایت کو سیف سے نقل کر کے ذکر کیا ہے۔

سیف کی روایتوں کی پڑتال

۱۔تاریخ طبری (۲۲۰۸/۱ و ۲۱۱۱)

۲۔''الجرح والتعدیل'' ۲ رق (۴۸۲/۱)

۳۔ابن عساکر کی ''تہذیب'' (۳۲۲/۹)

۴۔''میزان الاعتدال'' (۵۷۷/۱)

امام کے بارے میں خزیمہ اور دوسرے اصحاب کا نقطہ نظر

۱۔تاریخ یعقوبی (۱۷۹-۱۷۸/۲)

۲۔اعثم کی ''فتوح'' (۲۸۹/۲)

۳۔ مسعودی کی ''مروج الذہب'' (۳۶۶/۲۔ ۳۶۷)

امام کی جنگوں میں مجاہدین بدر اور دوسرے اصحاب کی موجودگی

۱۔ ذہبی کی ''تاریخ اسلام'' (۱۷۱/۲)

۲۔ خلیفہ بن خیاط کی ''تاریخ'' (۱۶۴/۱)

۳۔ نصر بن مزاحم کی کتاب ''صفین'' (۹۲۔ ۹۴)

۴۔ تاریخ یعقوبی (۱۸۸/۲)

۵۔ مسعودی کی ''مروج الذہب'' (۳۹۴/۲)

خزیمہ ذوالشہادتین کا قتل ہونا:

۱۔ ابن سعد کی ''طبقات'' عمار یاسر کے حالات

۲۔ خطیب بغدادی کی موضح (۲۷۷/۱)

۳۔ نصر بن مزاحم کی کتاب ''صفین'' ص ۳۵۸، ۳۶۳-۳۶۶

خزیمہ کے افسانہ پر ایک بحث

۱۔ خطیب بغدادی کی ''موضح'' (۲۷۵/۱۔ ۲۷۸)

۲۔ ابن حجر کی ''اصابہ'' ۴۲۵/۱) ذوالشہادتین کے حالات نمبر: ۲۲۵۱ اور ''خزیمہ غیر ذو الشہادتین'' نمبر ۲۲۵۲۔

۳۔ شرح نہج البلاغہ، تحقیق ابو الفضل (۱۰۹/۱۰۔ ۱۱۰)

۴۔ابن اثر کی ''تاریخ کامل''(۸۴/۳)

۵۔تاریخ ابن کثیر(۲۳۳/۷)

۶۔''تاریخ ابن خلدون''۴۰۷/۲۔۴۱۳)اور اسی صفحہ پر تعلیق امیر شکیب ارسلان

۷۔''عبداللہ ابن سبا''طبع آفسٹ تہران۔۱۳۹۳ھ سیف بن عمر کے حالات

سماک بن خرشہ انصاری

ابودجانہ

کتاب کے اس حصہ میں ہم ان تین چہروں کے بارے میں بحث کریں گے جن میں سے ہر ایک کا نام ''سماک بن خرشہ'' تھا۔

ابودجانہ اور رسول خداؐ کی تلوار

ابودجانہ، سماک بن خرشۂ انصاری یا ''سماک بن اوس بن خرشہ، ابودجانۂ انصاری ساعدی'' ایک شجاع، دلیر اور ایک مشہور جنگجو شخص تھا۔

ابودجانہ نے رسول خداؐ کے ہمراہ بدر کی جنگ میں سرگرم طور پر شرکت کی ہے اور شرک و نفاق کے خلاف اسلام کی دوسری جنگوں میں بھی اس نے تلوار چلائی ہے۔

مؤرخین نے لکھا ہے کہ پیغمبر خداؐ نے احد کی جنگ میں ایک تلوار ہاتھ میں لے کر مجاہدین اسلام سے مخاطب ہو کر فرمایا:

کون ہے جو اس تلوار کا حق ادا کرے؟

زبیر نے کہا کہ؛ میں اپنی جگہ سے اٹھ کر بولا، اے رسول خداؐ: میں ہوں۔ لیکن پیغمبر خدا نے

میری بات پر توجہ نہ فرمائی [1] اور بدستور اپنی پہلی بات کو دہراتے رہے۔

''کون ہے جو اس تلوار کا حق ادا کرے؟''

اب کی بار ''ابودجانہ سماک بن خرشہ'' اپنی جگہ سے اٹھ کر بولے:

میں اس کا حق ادا کروں گا، اس کا حق کیا ہے؟

رسول خداؐ نے فرمایا:

اس کا حق یہ ہے کہ اس سے کسی مسلمان کو قتل نہ کرو گے اور کفار سے جنگ میں پیچھے نہ ہٹو گے۔

زبیر کہتا ہے:

رسول خداؐ نے تلوار کو ابودجانہ کے ہاتھ میں دیا۔

طبری نے اسی داستان کو ''ابن اسحاق'' سے نقل کر کے یوں لکھا ہے:

رسول خداؐ احد کی جنگ میں ایک تلوار ہاتھ میں لئے ہوئے اپنے اصحاب کے درمیان

پھراتے ہوئے فرما رہے تھے:

کون ہے جو اس تلوار کا حق ادا کرے؟

کچھ لوگ اپنی جگہ سے اٹھے اور اس کا حق ادا کرنے کی آمادگی کا اعلان کیا، لیکن پیغمبر خداؐ نے

ان کی طرف اعتنا نہ کیا جب ابودجانہ نے اپنی جگہ سے اٹھ کر پوچھا:

اے رسول خداؐ! تلوار کا حق کیا ہے؟

۱۔ گویا زبیر کی تجویز کے بارے میں رسول خداؐ کی بے اعتنائی کا سرچشمہ یہ تھا کہ آنحضرتؐ جانتے تھے کہ وہ اپنی شرط پر وفا نہیں کرے گا اور جمل کی جنگ میں بصرہ میں ''سبابجہ'' کے بے گناہ مسلمانوں کا قتل عام کرے گا۔ ''نقش عائشہ در تاریخ اسلام'' جلد۲ کی طرف رجوع کیا جائے۔

آنحضرتؐ نے جواب میں فرمایا:

اس کا حق یہ ہے کہ اس سے دشمنون پر اتنا وار کیا جائے کہ یہ ٹیڑھی ہو جائے[1]

ابو دجانہ نے کہا:

میں اس تلوار کا حق ادا کرتا ہوں

اس وقت پیغمبر خداؐ نے تلوار کو ابو دجانہ کے ہاتھ میں دیا۔

ابو دجانہ ایک دلیر، شجاع اور تجربہ کار جنگجو شخص تھے۔ میدان کارزار میں خودنمائی اور خودستائی کرتے تھے۔ سرخ رنگ کا عمامہ سر پر باندھتے تھے، یہ عمامہ ان کی پہچان تھا۔ جب بھی ابو دجانہ یہ عمامہ سر پر رکھے ہوتے تو لوگ سمجھتے تھے کہ ابو دجانہ جنگ کر رہے ہیں اور جنگ کا حق ادا کر رہے ہیں۔

ابو دجانہ رسول خداؐ سے تلوار حاصل کرنے کے بعد، دو فوجوں کے درمیان خودستائی اور خودنمائی کرنے لگے اور اپنے اوپر ناز کرنے لگے، متکبرانہ قدم اٹھا رہے تھے۔ جب رسول خداؐ نے ابو دجانہ کی یہ حالت دیکھی تو فرمایا:

خدائے تعالیٰ اس طرح راہ چلنے پر نفرت کرتا ہے، سوائے اس مقام کے۔

زبیر کہتا ہے:

اس جنگ میں کوئی پہلوان ابو دجانہ کے مقابلے میں آنے کی جرأت نہیں کرتا تھا، جو بھی آگے بڑھتا تھا ابو دجانہ کے وار سے ڈھیر ہو جاتا تھا وہ دشمن کی صفوں کو تہس نہس

ا۔ ایسا لگتا ہے کہ جس صحابی کے ہاتھ میں رسول خداؐ نے تلوار نہیں دی ہے، اس کا نام احترام میں نہیں لیا گیا ہے اور آنحضرتؐ کی کسی مسلمان کو اس سے قتل نہ کرنے کی شرط میں تحریف کر کے اس کی جگہ یہ کہا ہے کہ دشمنوں پر اتنا وار کیا جائے کہ یہ ٹیڑھی ہو جائے سیرۂ ابن ھشام، خصوصاً اس کے مقدمہ کی طرف رجوع کیا جائے تا کہ حقیقت مکمل طور پر واضح ہو جائے۔

کرتے تھے اور آگے بڑھتے ہوئے راستے کی ہر رکاوٹ کو تلوار کی ضرب سے دور کرتے تھے حتیٰ ایک پہاڑ کے دامن قریش کی چند خواتین سے اس کی مڈبھیڑ ہوئی جو دف بجاتے ہوئے قریش کے جنگجوؤں کیلئے یوں گا رہی تھیں۔

ہم زہرہ، یعنی صبح کے تارے کی بیٹیاں ہیں، اگر میدان کارزار میں پیشروی کرو گے تو
ہم تمہارے ساتھ ہم آغوش ہو جائیں گے۔
ہم تمہارے لئے نرم بستر بچھائیں گے و...

ابو دجانہ نے ان پر حملہ کیا اور تلوار کھینچی تا کہ ان پر ضرب لگائیں اچانک ہاتھ کو روک کر وہاں سے واپس لوٹے۔ زبیر نے ان کی اس حرکت کے بارے میں ان سے سوال کیا۔ ابو دجانہ نے جواب میں کہا:۔

میں رسول خدؐ کی تلوار کو اس سے بلند تر سمجھتا ہوں کہ اس سے ایک عورت کو قتل کروں۔

ایک زمانہ گزرنے کے بعد یمامہ کی جنگ پیش آئی۔ اسلامی فوج کے دباؤ کی وجہ سے مسیلمہ اور اس کے حامی مجبور ہو کر ایک باغ میں داخل ہوئے اور وہاں پناہ لے کر اور وہیں سے مسلمانوں کی فوج سے لڑتے تھے۔

مسلمان، مسیلمہ کے سپاہیوں کے دفاعی حملوں کے سبب باغ میں داخل نہیں ہو سکتے تھے۔ یہاں تک کہ ابو دجانہ تن تنہا آگے بڑھے اور دروازے سے باغ کے اندر داخل ہونے لگے جس کے نتیجہ میں ان کا پاؤں ٹوٹ گیا۔ لیکن اسی حالت میں باغ کے دروازہ پر استقامت کے ساتھ لڑتے

رہے اور کفار کو قتل کرتے رہے جب اسلامی فوج پہنچ گئی تو انہوں نے باغ کے اندر حملہ کر کے مسیلمہ اور اس کے جھوٹے دعووں کا خاتمہ کیا لیکن ابو دجانہ اس گیرودار میں شہید ہو گئے۔

ابو عمرو، ابن عبد البر اور اس کی پیروی کرنے والے دیگر علماء یہاں پر غلط فہمی کا شکار ہوئے ہیں لکھتے ہیں:

کہا جاتا ہے کہ ابو دجانہ اس جنگ میں قتل نہیں ہوئے بلکہ زندہ بچ نکلے اور صفین کی جنگ میں امیر المؤمنین علی علیہ السلام کے ہمراہ معاویہ سے جنگ میں شرکت کی ہے!

جب کہ صفین کی جنگ میں علی علیہ السلام کے ہمراہ شرکت کرنے والے ابو دجانہ سماک بن خرشہ انصاری نہیں تھے بلکہ اس کا ہم نام ایک دوسرا اصحابی تھا۔

اب ہم اس کی تفصیلات بیان کرتے ہیں۔

سماک بن خرشۂ جعفی تابعی

نصر بن مزاحم اپنی کتاب ''صفین'' میں لکھتا ہے:

سماک بن خرشہ جو صفین کی جنگ میں علی علیہ السلام کے ایک سوار فوجی کے عنوان سے لڑ رہا تھا، حسب ذیل رجز خوانی کرتا ہے:۔

غسانی فیصلہ کرتے وقت اچھی طرح جانتے تھے کہ ہم میدان کارزار میں اور دشمنوں سے لڑتے وقت آگ کے بھڑکتے شعلوں کے مانند ہیں۔

اور جواں مردی وعفو و بخشش کے وقت سب میں نمایاں، بہادروں اور جنگجوؤں کے سردار ہیں۔

اس بنا پر معلوم ہوتا ہے کہ ''سماک بن خرشۂ جعفی'' انصار میں سے نہیں تھا۔ کیونکہ انصار دو قبیلہ ''اوس'' و ''خزرج'' زید بن کہلان بن سبا کی نسل سے ہیں۔ ان لوگوں نے رسول خداؐ کی مکہ سے مدینہ ہجرت سے برسوں پہلے مدینہ منورہ میں آکر وہاں پر سکونت اختیار کی تھی۔

اس لحاظ سے، جس سماک بن خرشہ نے صفین کی جنگ میں امام علی علیہ السلام کے ہمراہ شرکت کی ہے جعفی جو ''عریب بن زید کہلان'' کی نسل سے ''سعد العشیر ہ'' کا بیٹا ہے اس کے اجداد یمن کی ایک آبادی کے رہنے والے تھے اور وہاں پر معروف تھے اس آبادی سے صنعا تقریباً بیالیس فرسخ دور ہے۔

اس قبیلہ کا یمن میں اسی قدر رہنا اس امر کا سبب بنا ہے کہ ''ابن قدامہ'' (وفات ۶۲۰ھ) نے ان کا شجرۂ نسب کتاب ''استبصار'' میں درج نہیں کیا ہے۔ استبصار انصار کے شجرۂ نسب سے مربوط مخصوص کتاب ہے۔

اڑتالیسواں جعلی صحابی

سماک بن خرشۂ انصاری

(غیر از ابو دجانہ)

بیوہ قحطانی عورتوں کا مقدر

طبری نے قادسیہ[1] کی جنگ کے بعد رونما ہونے والے حوادث اور واقعات کے ضمن میں سیف بن عمر تمیمی سے نقل کر کے کچھ مطالب لکھے ہیں۔ جن کا ایک حصہ خلاصہ کے طور پر حسب ذیل ہے:

> قادسیہ کی جنگ کے نتائج میں سے ایک یہ تھا کہ اس میں قبیلۂ "نخع" کے سات سو جنگجو اور قبیلۂ "بجلیہ" قحطانی یمانی کے ایک ہزار سپاہی کام آئے اور ان کی بیویاں بیوہ ہو گئیں۔

عرب کے مردوں کی غیرت اس بات کی اجازت نہیں دیتی تھی کہ یہ ایک ہزار سات سو یمانی عورتیں بیوہ اور بے سرپرست رہیں اور ان کا مستقبل تاریک و مبہم رہے۔ لہذا جواں مردی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اٹھے اور انہیں اپنی شرعی اور قانونی بیویاں بنا کر اپنے گھر لے گئے۔ ان میں سے صرف

[1] قادسیہ کوفہ سے پانچ فرسخ کی دوری پر واقع ہے۔ خلافتِ عمرؓ کے زمانے میں ایرانی فوج رستم فرخزاد کی کمانڈ میں اور اعراب، سعد وقاص کی کمانڈ میں، اس جگہ پر نبرد آزما ہوئے۔ یہ خونین جنگ مسلمانوں کی فتح پر ختم ہوئی۔

ایک عورت ''اروی'' بنت عامر نخعی رہ گئی!!

''اروی'' کا مسئلہ اس لئے پیش آیا کہ عرب کے تین معروف سردار، ''سماک بن خرشہ انصاری ''(مشہور ابو دجانہ کے علاوہ)، ''عتبہ بن فرقد لیثی'' اور ''بکیر بن عبد اللہ'' نے ایک ساتھ خواستگاری کی تھی۔ اور ''اروی'' ان نامور عربوں ـــــ جن میں ہر ایک خاص کمالات و فضائل کا مالک تھا ـــــ میں سے کسی ایک کا انتخاب کرنے میں حیران رہ گئی تھی۔ بالآخر مجبور ہو کر اپنی بہن ''ہنیدہ'' کے ذریعہ اس کے شوہر عرب کے معروف پہلوان اور صحابی بزرگوار ''قعقاع بن عمر تمیمی'' سے اس سلسلے میں مشورہ چاہتی ہے کہ وہ اپنا نظریہ پیش کرے۔ قعقاع نے بھی فراخدلی سے ایک رباعی کے ذریعہ اپنا نقطۂ نظر اپنی بیوی کی بہن سے مندرجہ ذیل مضمون میں بیان کیا:

اگر مال و منال اور دینار و درہم چاہتی ہو تو سماک انصاری یا فرقد لیثی کا انتخاب کرنا

اگر ایک شجاع مرد، نیزہ باز، شہسوار اور ایک بے باک دلاور چاہتی ہو تو بکیر کا انتخاب کرنا۔

یہ ان کی حالت ہے۔ اب تم خود سمجھو![1]

سماک بن خرشہ سپہ سالار کے عہدے پر:

طبری، سیف سے نقل کر کے ہمدان اور آذربائیجان کے بارے میں لکھتا ہے:

ہمدان کو ۱۸ھ میں نعیم بن مقرن نے فتح کیا۔ ''دستبی'' کی فوجی چھاؤنیوں کی

[1] اسی کتاب کی ج ا ص ۱۹۵۔۱۹۶) فارسی ملاحظہ ہو۔

کمانڈ کوفہ کے بعض معروف سرداروں منجملہ ''سماک بن عبید عبسی''، ''سماک بن مخرمہ اسدی'' اور ''سماک بن خرشہ انصاری'' کو سونپی، دستبی فوجی چھاؤنیاں ایک وسیع علاقے میں پھیلی تھیں اس میں بہت سے گاؤں اور قصبات شامل تھے اور یہ علاقہ ہمدان تا ری کے درمیان واقع تھا۔

یہ پہلے سردار تھے جنہوں نے دستبی کی فتح کے بعد وہاں کی فوجی چھاونیوں کی کمانڈ سنبھالی اور اس کے بعد دیلمیان سے نبرد آزما ہوئے۔

طبری اس مطلب کے ضمن لکھتا ہے:

دیلمیان، رے اور آذربائیجان کے باشندے ایک دوسرے سے رابطہ برقرار کر کے مسلمانوں سے نبرد آزما ہونے کیلئے متحد ہوئے اور اعراب سے لڑنے کیلئے ایک بڑی فوج تشکیل دی۔

نعیم نے ایرانی سپاہیوں پر ایک بے رحمانہ حملہ کیا اور ان پر تلوار کھینچی اور ان کے کشتوں کے ایسے پشتے لگا دئے کہ اس جنگ میں مرنے والوں کی تعداد گنتی کی حد سے گزر گئی۔ نعیم نے اس کامیابی کے بعد فتح کی نوید ایک خط کے ذریعہ خلیفہ عمرؓ کو دی۔ اس خط کو ''عروہ'' کے ہاتھ خلیفہ کے پاس بھیجا۔

عروہ، فوراً مدینہ پہنچ کر خلیفہ کے دربار میں حاضر ہوا۔

خلیفہ کی نظر جب عروہ پر پڑی تو اس سے پوچھا:

کیا تم بشیر[1] ہو

ا۔ بشیر یعنی خوشخبری دینے والا۔

عروہ نے تصور کیا کہ شاید خلیفہ عمرؓ نے غلطی سے اس کے نام کو عروہ کے بجائے بشیر خیال کیا ہے، اس لئے فوراً بولا۔

نہیں، میرا نام ''عروہ'' ہے!

عمرؓ نے دوبارہ تکرار کی:

کیا تم بشیر ہو؟

چونکہ اس دفعہ عروہ عمرؓ کے مقصد کو سمجھ گیا تھا، لہذا اطمینان کا سانس لے کر بولا:

جی ہاں ، جی ہاں، بشیر ہوں۔

عمرؓ نے پوچھا:

کیا نعیم کی طرف سے آئے ہو؟

عروہ نے جواب دیا:

جی ہاں، میں نعیم کا ایلچی ہوں، اس کے بعد فتح کی نوید پر مشتمل خط عمرؓ کے ہاتھ میں دیدیا اور اسے روداد سے آگاہ کیا۔

سیف کہتا ہے:

اسی وقت کوفہ کے لوگوں کے نمائندے جو غنائم جنگی کا پانچواں حصہ اپنے ساتھ لائے تھے' انہوں نے وہ سب عمرؓ کے حضور پیش کیا۔ عمرؓ نے ان میں سے ہر ایک کا نام پوچھا ، انہوں نے خلیفہ کی خدمت میں عرض کیا: ''سماک اور سماک اور سماک''، عمر نے ایک تبسم کے بعد فرمایا؛ خدا تمہاری تعداد بڑھا دے! کتنے سماک ہیں! خداوندا! ان کے

ذریعہ اسلام کا سر بلند فرما!

اور انھیں بھی اسلام کی تائید فرما!

اس کے بعد خلیفہ نے نعیم کے نام ایک خط لکھا اور اسے حکم دیا کہ ''سماک بن خرشہ انصاری'' (غیر از ابودجانہ) کو بکیر بن عبداللہ کی مدد کیلئے مأمور کرے۔ نعیم نے اطاعت کی اور سماک بکیر کی مدد کیلئے آذربائیجان روانہ ہوگیا۔

سیف کہتا ہے:

سماک بن خرشہ (غیر از ابودجانہ) اور عتبہ بن فرقد لیثی عربوں میں دولتمند شمار ہوتے تھے۔

سماک، عراق کا گورنر

طبری نے سیف کے افسانہ کا یہ حصہ اپنی تاریخ میں یوں بیان کیا ہے: بکیر نے اپنے عہدے سے استعفا دیا۔ جس کے نتیجہ میں اس کی حکومت کے علاقہ ''سماک بن خرشہ انصاری'' اور ''عتبہ بن فرقد لیثی'' میں تقسیم ہوا۔ عتبہ نے آذربائیجان کے باشندوں سے صلح کی اور عہد نامہ لکھا اور ''سماک بن خرشہ انصاری'' نے اس کی تائید کی ہے اور اس پر دستخط کئے ہیں۔

آخر میں جہاں سیف خلیفہ عثمانؓ کے گماشتوں اور کارندوں کی تعداد اور نام بیان کرتا ہے وہاں سماک بن خرشہ انصاری اور ایک دوسرے شخص کا عثمانؓ کی وفات کے سال عراق کے شہروں کے حکام کے طور پر نام لیا ہے۔

سماک انصاری (غیر از ابودجانہ) کی داستان جو طبری کی روایتوں میں بیان ہوئی ہے یہی تھی

جسے ہم نے نقل کیا۔ ابن اثیر، ابن کثیر اور ابن خلدون نے بھی اسی کو طبری سے نقل کر کے اپنی تاریخوں میں درج کیا ہے۔

افسانۂ سماک کے راوی

گزشتہ روایتوں میں سیف، سماک بن خرشہ انصاری (غیر از ابو دجانہ) کے بارے میں اپنے راویوں کا یوں تعارف کرتا ہے:

۱۔ محمد، کہ اس کے خیال میں یہ محمد بن عبداللہ بن سواد نویرہ ہے اور یہ سیف کی اپنی تخلیق ہے۔

۲۔ مہلب، اسے مہلب بن عقبۂ اسدی کہتے ہیں یہ بھی سیف کے خیالات کی تخلیق ہے۔

۳۔ لیکن، 'طلحہ'، ''عمرو''، ''سعید'' اور ''عطیہ'' چونکہ یہ بے نام ونشان تھے، ان کے باپ کا نام یا لقب ذکر نہیں کیا گیا ہے جس سے ان کی پہچان کی جا سکے، مثلاً یہ ''طلحہ'' کون ہے؟ کیا اس سے مراد ''طلحہ بن عبدالرحمان'' ہے یا طلحہ بن اعلم؟

پہلا تو اس کے جعلی راویوں میں سے ہے اور دوسرا ایک معروف راوی ہے، اگر چہ بعض اوقات سیف اس کی زبان جھوٹ نقل کرتا ہے اور ہم بھی سیف کے جھوٹ کے گناہوں کو ایسے راویوں کی گردن پر نہیں ڈالتے۔

یہ عمرو بھی کیا وہی ہے جو کوفہ وبصرہ کے نحویوں کے ہاتھوں گرفتار ہوتا ہے اور وہ اس کی زید سے پٹائی کراتے ہیں یا کوئی اور ہے؟

سعید اور عطیہ کون ہیں؟ ان میں سے کسی کے بارے میں کچھ نہیں معلوم ہے جو ہم ان کے

بارے میں تحقیق کر سکیں۔

تاریخی حقائق اور سیف کے افسانے

سیف بن عمر تنہا شخص ہے جس نے ایک ہزار سات سو "نخعی اور بجلیہ" یمانی قحطانی عورتوں کے اچانک بیوہ ہونے کی خبر دی ہے اور اسے ایک اہم مسئلہ کے طور پر پیش کیا ہے اور اس مشکل کے حل کیلئے جزیرہ نمائے عرب کے شمالی علاقوں کے غیر متمدن عرب جوان مردانہ آگے بڑھتے ہیں اور ان بے سرپرست اور بیوہ عورتوں کو ــــــ جن کے قحطانی مرد (جنگ میں کام آئے تھے) اپنی حمایت میں لے کر ان سے شادیاں کر لیتے ہیں اور عنایت و بزرگواری دکھاتے ہی!!

وہ تنہا شخص ہے جس نے عامر ہلالیہ کی بیٹیوں "اروی" اور "ہنید ہ" کا مسئلہ اور اروی کیلئے شوہر کے انتخاب میں "قعقاع" کے اشعار خلق کئے ہیں۔

ہمدان اور دستبی کی فتح کیلئے عروہ کی مأموریت

اور، ہمدان، دستبی، رے اور آذر بائیجان کی فتح کے موضوع کے بارے میں جو کچھ دوسروں نے بیان کیا ہے وہ سب سیف کے قصوں اور افسانوں کے برعکس ہے، مثلاً بلاذری اپنی کتاب "فتوح البلدان" میں لکھتا ہے:

نہاوند کی جنگ کے دو مہینہ بعد، وقت کے خلیفہ عمر بن خطابؓ نے عمار یاسر کے نام کوفہ ایک خط بھیجا اور اسمیں حکم دیا کہ "عروہ بن زید خیل طائی" کو آٹھ ہزار سپاہیوں کے ہمراہ "رے" اور "دستبی" کے شہروں کو تسخیر کرنے کیلئے مأمور کرے۔

عروہ نے اطاعت کی اور سپاہیوں کے ہمراہ اپنی ماٗموریت کی طرف روانہ ہوا ''رے'' اور دیلمان'' کے باشندے بھی آپس میں متحد ہوکر عرب سپاہیوں کا مقابلہ کرنے کے لئے مسلح ہوکر پوری طرح آمادہ ہوئے، لیکن دونوں فوجوں کے درمیان ایک گھمسان کی جنگ کے بعد سرانجام عروہ نے فتح حاصل کی اور ان میں سے ایک گروہ کو تہہ تیغ کرکے رکھدیا ان کے مال و منال پر قبضہ کرلیا اور پوری طاقت کے ساتھ علاقہ پر مسلط ہوگیا۔

عروہ خلیفہ کی خدمت میں

علاقہ پر مکمل تسلط جمانے کے بعد عروہ اپنے بھائی ''حنظلہ بن زید'' کو اپنا جانشین مقرر کرکے عمار یاسر کی خدمت میں پہنچ گیا وران سے اجازت چاہی کہ اس فتح کی نوید لیکر وہ خود خلیفہ عمرؓ کی خدمت میں حاضر ہونا چاہتا ہے۔

عروہ نے ماضی قریب میں جنگ ''جسر'' میں مسلمانوں کی دردناک اور خفت بار شکست کی خبر خلیفہ کہ خدمت میں پہنچائی تھی لہذا چاہتا تھا کہ ''دیلم'' اور ''رے'' کی مستحکم اور قدرتمند فوج پر اپنی فتح و کامیابی کی نوید خلیفہ عمرؓ کی خدمت میں پہنچا کر اس کی تلافی کرے۔

عمار نے عروہ کی درخواست منظور کی عروہ بڑی تیزی سے مدینہ پہنچا اور خلیفہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔

جوں ہی خلیفہ کی نظر عروہ پر پڑی تو ایک دم گزشتہ تلخ یادیں، جسر کی جنگ میں شکست، اس میں نامور عرب پہلوانوں کا قتل ہونا اس کے ذہن میں تازہ ہوگیا اور عروہ کی پہنچنے کو فال بد تصور کرکے بے

اختیار بولے:

انا للہ و انا الیہ راجعون

عروہ نے مسئلہ کو سمجھ کر فوراً کہا:

نہیں نہیں اب کی بار خدا کا شکر بجالا یئے کہ اس نے ہمیں دشمنوں پر فتح و کامیابی عنایت فرمائی اس کے بعد ایک ایک کر کے کامیابیوں کو گننے لگا۔ جب عمرؓ کو اس طرف سے اطمینان حاصل ہوا تو عروہ سے پوچھا۔

کیوں خود وہاں نہ رہے؟ کیوں کسی دوسری کو میرے پاس نہیں بھیجا؟

عروہ نے جواب دیا:

میں نے اپنے بھائی کو اپنی جگہ پر رکھا ہے اور اس نوید کو خود آپ کی خدمت میں پہنچانا چاہتا تھا۔ عمرؓ خوشحال ہوئے اور اسے ''بشیر'' خطاب کیا۔

بلاذری اس میں اضافہ کر کے لکھتا ہے:

عروہ کی فتح، دیلمیان کی قطعی شکست کا سبب بنی، کیونکہ جب عروہ خلیفہ کی خدمت سے پلٹا تو اس نے ''سلمہ بن عمروؓ'' اور ''ضرار بن ضبی'' کو سپہ سالار کا عہدہ دیا۔ ضرار نے ''دستبی'' اور ''رے'' کے باشندوں کے ساتھ صلح کی۔

فتح ہمدان کو خلیفہ بن خیاط نے خلاصہ کے طور پر لیکن بلاذری نے اسے مفصل ذکر کیا ہے ہم اس کے ایک حصہ کو یہاں پر ذکر کرتے ہیں:

بلاذری لکھتا ہے:

۲۳ھ کے اواخر میں ''مغیرہ بن شعبہ'' نے جریر بن عبداللہ بجلی کو ہمدان کی فتح پر مأمور کیا۔ جریر نے ''صلح نہاوند'' کے مانند ہمدان پر صلح کے ذریعہ قبضہ جمایا اور اس علاقہ کی زمینوں پر زبردستی قبضہ کرلیا۔

طبری نے ابو معشر اور واقدی سے نقل کرکے آذربائیجان کی فتح کے بارے میں یوں لکھا ہے:

آذربائیجان ۲۲ھ میں فتح ہوا اور 'مغیرہ بن شعبہ' وہاں کا حاکم بنا۔

بلاذری نے بھی اسی مطلب کو اپنی کتاب ''فتوح البلدان'' میں ایک دوسری روایت کے مطابق لکھا ہے:

آذربائیجان کو ''حذیفۃ بن یمان'' نے اس زمانے میں فتح کیا ہے جب کوفہ پر مغیرہ حکومت کرتا تھا۔

یاقوت حموی نے بھی انہی مطالب کو اپنی کتاب ''معجم البلدان'' میں لفظ ''ہمدان''، ''رے'' اور ''دستبی'' کے تحت لکھا ہے اور خلیفہ بن خیاط نے بھی انہی مطالب کا انتخاب کیا ہے۔

بلاذری نے ''رے''، ''قزوین'' اور ''دستبی'' کے بارے میں لکھا ہے:

مغیرہ بن شعبہ نے ''کثیر بن شہاب'' نامی ایک صحابی کو ''رے''، ''قزوین'' اور ''دستبی'' کے علاقوں پر حاکم مقرر کیا اور ہمدان کی مسؤلیت بھی سونپی لیکن اسی دوران ''رے'' کے باشندوں نے اس کی اطاعت کرنے سے انکار کیا۔ نتیجہ کے طور میں کثیر ان سے نبرد آزما ہوا اور اس قدر جنگ کی کہ وہ مجبور ہو کر دوبارہ اطاعت کرنے پر آمادہ ہوئے۔

جب سعد بن ابی وقاص دوسری بار کوفہ کا حاکم مقرر ہوا تو اس نے بنی عامر بن لوی سے ''علاء بن وہب'' کو ہمدان کا گورنر مقرر کیا اور اس کی حکمرانی کا فرمان جاری کیا۔ لیکن ہمدان کے لوگوں نے ایک مناسب فرصت میں علاء کے خلاف بغاوت کر کے اسے حکومت سے ہٹا دیا علاء نے بھی ان سے جنگ کی اور ان پر اتنا دباؤ ڈالا کہ وہ پھر سر تسلیم خم کر کے اس کی اطاعت کرنے پر مجبور ہو گئے۔

تحقیق کا نتیجہ

۱۔ جیسا کہ ہم نے دیکھا کہ سیف بن عمر کے علاوہ دوسرے تاریخ نویسوں نے ان فتوحات کا زمانہ ۲۲ھ سے ۲۴ھ تک ذکر کیا ہے۔

۲۔ پہلا عرب سردار جس نے دیلمیوں سے جنگ کی اور انھیں شکست دی، عروہ بن زید خیل طائی تھا۔ اس نے خود خلیفہ عمرؓ کی خدمت میں پہنچ کر اس جنگ میں اپنی فتحیابی کی نوید انھیں پہنچا دی ہے۔

۳۔ جس سردار نے ''رے'' اور ''دستبی'' کے باشندوں سے صلح کی، وہ ضرار بن ضبی تھا۔

۴۔ کوفہ پر ''مغیرہ بن شعبہ'' کی حکومت کے دوران ''رے'' اور ''ہمدان'' کے شہر دوبارہ فتح کئے گئے اور جریر بن عبد اللہ، ہمدان کو دوبارہ فتح کرنے کیلئے مغیرہ کی طرف سے مقرر ہوا اس نے ہمدان کو فتح کرنے کے بعد اس علاقے کی زمینوں پر زبردستی قبضہ جما لیا۔

۵۔ پھر مغیرہ کی کوفہ پر حکومت کے دوران ''کثیر بن شہاب'' اس کی طرف سے ''رے''،

''ہمدان'' اور ''دستبی'' کا گورنر مقرر ہوا اور اس نے ''رے'' کے باشندوں کی بغاوت اپنے بے رحمانہ قتل عام کے ذریعہ کچل کر رکھ دی۔

۶۔ آذربائیجان بھی کوفہ پر مغیرہ کی حکومت کے دوران ''حذیفہ بن یمان'' کے ہاتھوں فتح ہوا ہے۔

لیکن ان تمام مسلم تاریخی حقائق کے مقابلے میں سیف بن عمر تمیمی ان سارے فتوحات کا واقع ہونا ۱۸ھ میں بیان کرتا ہے اور ''رے، ہمدان اور دستبی'' کی فتح کو ''نعیم بن مقرن'' کے ذریعہ بتاتا ہے۔

سیف کہتا ہے جو نمائندے نعیم بن مقرن کی طرف سے جنگی غنائم کے پانچویں حصہ کو لے کر خلیفہ عمرؓ کے پاس گئے تھے وہ ''سماک اور سماک اور سماک'' تھے اور اسکے بعد عمرؓ کی ان کے ساتھ گفتگو کو بھی درج کیا ہے۔

سیف نے ''عروہ بن زید خیل طائی'' کی خبر کو تحریف کیا ہے عروہ خود سپہ سالار کی حیثیت سے دیلمیوں کے ساتھ جنگ میں اپنی فتح کی نوید کو عمرؓ کے پاس لے گیا تھا۔ لیکن سیف اس میں تحریف کر کے اس خبر کو ایک معمولی قاصد کے ذریعہ بھیجتا ہے اور عمرؓ کے ساتھ اس کی گفتگو کو اپنی پسند کے مطابق تغیر دیتا ہے۔

سیف نے آذربائیجان کی فتح کو بھی ۱۸ھ میں لکھا ہے اور اس مأموریت کے سپہ سالار ''بکیر بن عبداللہ'' کے بعد ''عتبہ بن فرقد لیثی'' کو یہ ذمہ داری سونپی ہے اور اس کے صلح نامہ پر سماک بن خرشہ سے گواہ کے طور پر دستخط کرائے ہیں۔

سیف بن عمر تنہا شخص ہے جس نے اس قسم کی خبروں کی روایت کی ہے یہ وہی ہے جس نے تاریخی واقعات میں تحریف کی ہے اور یہ وہی ہے جس نے اصحاب اور غیر اصحاب میں سے اپنے افسانوی اداکار خلق کر کے علماء کیلئے پریشانی اور تاریخی حقائق سے انحراف کا سبب فراہم کیا ہے۔

اسلامی مصادر میں سیف کے افسانے

ابن حجر نے سیف کی روایتوں پر اعتماد کیا ہے اور ان سے استفادہ کر کے سیف کے خلق کردہ سماک بن خرشہ کیلئے اپنی معتبر کتاب میں خصوصی جگہ معین کر کے اس کی تشریح میں لکھتا ہے:

اور ایک دوسرا سماک بن خرشۂ انصاری ہے جو ابودجانہ کے علاوہ ہے سیف نے اپنی کتاب فتوح میں لکھا ہے کہ سماک بن مخرمۂ اسدی، سماک بن عبید عبسی اور سماک بن خرشہ انصاری غیر از ابودجانہ'' پہلے افراد تھے جنہوں نے دمشق کی فوجی چھاونیوں کی کمانڈ سنبھالی تھی جنگی غنائم کے پانچویں حصہ کو لے کر خلیفہ عمرؓ کی خدمت میں مدینہ آنے والے نمائندوں کے ہمراہ یہ تین اشخاص بھی تھے اور انہوں نے خلیفہ کے ہاں پہنچ کر اپنا تعارف کرایا۔ عمرؓ نے ان کے حق میں دعا کی اور کہا خداوندا! انھیں برکت عطا کر اور اسلام کو ان کے ذریعہ سر بلند فرما!

اسی طرح سیف نے لکھا ہے کہ سماک بن خرشہ نے قادسیہ کی جنگ میں شرکت کی ہے

ابن فتحون بھی لکھا ہے: کہ

ابن عبدالبر نے اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ ابودجانہ نے صفین کی جنگ میں شرکت کی ہے جبکہ ابودجانہ صفین کی جنگ میں موجود ہی نہیں تھا ممکن ہے ابن عبدالبر نے اس کا

نام اس سماک کے بجائے غلطی سے لے لیا ہو!!

میں ـــــ ابن حجر ـــــ نے اس لئے ان کا نام اپنی کتاب کے اس حصہ میں لکھا ہے اور اس سے پہلے بھی کہہ چکا ہوں کہ وہ فتوح (وہ جنگیں جو رسول خداؐ کے بعد انؐ کے اصحاب کی حیات میں واقع ہوئی ہیں) میں صحابی کے علاوہ ہرگز کسی کو سپہ سالاری کا عہدہ نہیں سونپتے تھے۔

ابن مسکویہ نے بھی کہا ہے کہ سماک بن خرشہ غیر از ابو دجانہ کا نام شہر رے کی فتح میں لیا گیا ہے

(ز) (ابن حجر کی بات کا خاتمہ)

اسی طرح ابن حجر نے سیف کی انہی روایتوں پر اعتماد کرتے ہوئے سماک بن عبید عبسی کو اصحابِ رسول خداؐ میں شمار کیا ہے اور اس کے حالات پر الگ سے شرح لکھی ہے وہ اس کے ضمن میں لکھتا ہے:

اس کا نام گزشتہ شرح میں آیا ہے... ہمدان کی فتح میں بھی اس کا تذکرہ کیا گیا ہے....

سماک بن مخرمہ بھی اس فیض و برکت سے محروم نہیں رہا ہے ابن حجر اور دوسروں نے سیف کی روایتوں پر اسی گزشتہ اعتماد کی بناء پر سماک بن مخرمہ کو بھی رسول خداؐ کے اصحاب میں سے قبول کیا ہے اور اپنی کتابوں میں اس کیلئے الگ سے شرح لکھی ہے۔

اس طرح ابن حجر نے ان تین افراد کو سیف کے کہنے کے مطابق کہ سپہ سالار تھے اسی وجہ سے، اپنی کتاب کے پہلے حصہ میں درج کیا ہے اور خصوصی طور پر اس دلیل کی صراحت کی ہے۔ ملاحظہ فرمایئے لکھتا ہے:

میں نے اس لئے ان کو اپنی کتاب کے اس حصہ میں درج کیا ہے کہ اس سے پہلے بھی کہہ چکا ہوں کہ وہ ''جنگوں'' میں صحابی کے علاوہ کسی کو کسی صورت میں سپہ سالار کے عہدہ پر مقرر نہیں کرتے تھے۔

اس لحاظ سے، ابن حجر کی نظر میں سیف کے ان تین جعلی صحابیوں کے اصحاب ہونے میں کوئی شک وشبہ نہیں ہے، کیونکہ وہ سپہ سالاری کے عہدہ دار تھے!!!

ابن حجر، سیف کی مخلوق سماک کے بارے میں اپنی بات کو حرف ''ز'' پر خاتمہ بخشتا ہے تا کہ یہ دکھائے کہ اس نے اس صحابی کے حالات کی تشریح میں دیگر تذکرہ نویسوں کی نسبت اضافہ کیا ہے۔

ابن عبدالبر نے بھی ایسا ہی کیا ہے اور ''سماک بن مخرمۂ اسدی'' کے حالات کی تشریح کرتے ہوئے لکھتا ہے:

سیف بن عمر نے نقل کیا ہے کہ ''سماک بن مخرمۂ اسدی''، ''سماک بن عبید عبسی'' اور ''سماک بن خرشہ انصاری'' (غیر از ابو دجانہ) وہ پہلے عرب سردار تھے جنھوں نے ''دستبی'' کی فوجی چھاؤنیوں کی کمانڈ سنبھالی ہے۔

ابن اثیر نے کتاب 'اسد الغابہ'' میں اور ذہبی نے اپنی ''تجرید'' میں ان مطالب کو نقل کرنے میں ابن عبدالبر کی تقلید کی ہے۔

جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے کہ کتاب ''اصابہ'' میں ابن حجر کے کہنے کے مطابق ''ابن مسکویہ'' نے بھی تینوں سماک کے بارے میں یہی مطالب لکھے ہیں۔

ابن ماکولا اپنی کتاب ''اکمال'' میں لکھتا ہے:

سیف بن عمر نے نقل کیا ہے کہ سماک بن خرشہ انصاری غیر از ابودجانہ، سماک بن مخرمۂ اسدی اور سماک بن عبید عبسی، عمرؓ کی خدمت میں پہنچے ہیں۔ یہ وہ پہلے عرب سردار ہیں جنھوں نے دیلمیوں سے جنگ کی ہے۔

طبری نے بھی مذکورہ روایت کو سیف سے نقل کر کے اپنی تاریخ میں درج کیا ہے، اور ابن اثیر، ابن کثیر اور ابن خلدون اور دوسرے تاریخ نویسوں نے بھی طبری کی تقلید کرتے ہوئے سیف کے انہیں مطالب کو اپنی تاریخ کی کتابوں میں درج کیا ہے۔

انہی روایتوں کی وجہ سے ابن فتحون غلط فہمی کا شکار ہوا ہے اور ایسا خیال کیا ہے کہ جس سماک نے امیر المؤمنین علیؑ کے ہمراہ جنگ صفین میں شرکت کی ہے وہ وہی سیف کا جعل کردہ سماک ہے جبکہ ہمیں معلوم ہے کہ صفین کی جنگ میں شرکت کرنے والا سماک ''جعفی'' جو اور انصار میں سے نہیں تھا۔

تاریخی حوادث کے سالوں میں تبدیلی، وقائع و روداد وں میں تحریف، کرداروں کی تخلیق، قصے اور افسانے گڑھنا اور انہیں تاریخ کی اہم اور فیصلہ کن رودادوں کی جگہ پیش کرنا سب کے سب سیف اور اس کی روایات کی خصوصیات ہیں تا کہ مسلمانوں کیلئے تشویش اور پریشانی فراہم کر کے انھیں تاریخی حقائق تک پہنچنے سے روکے۔ افسوس کا مقام ہے کہ سیف اپنے اس مقصد میں کامیاب ہوا ہے۔ گزشتہ بارہ صدیوں سے زیادہ زمانہ گزر چکا ہے اور اس پورے زمانے میں اس کے تمام افسانے اور جعل کئے گئے مطالب معتبر اسلامی مصادر و مآخذ میں درج ہو چکے ہیں جس کے نتیجہ میں آج عالم اسلام کے علماء و محققین تشویش اور پریشانی سے دوچار ہیں۔

سیف کے ہم نام اصحاب کا ایک گروہ

اس بحث میں ہم سیف کے دو جعلی اصحاب کے حالات کی تشریح کریں گے جن کے نام رسول خداؐ کے حقیقی دو اصحاب کے مشابہ ہیں۔ سیف نے ان دو ناموں کا انتخاب کر کے ان کیلئے داستان گڑھ کر اسلام کی تاریخ میں درج کرائی ہے ہم ان کے بارے میں حسبِ ذیل وضاحت کرتے ہیں:

۱۔ خزیمہ بن ثابت انصاری (غیر از ذوالشہادتین) سیف نے ''خزیمہ بن ثابت انصاری ذو الشہادتین'' کے ہم نام جعل کیا ہے اور اس کے لئے الگ سے ایک داستان گڑھ لی ہے۔

۲۔ سماک بن خرشۂ انصاری (غیر از ابودجانہ کہ سیف نے اسے ''سماک بن خرشۂ انصاری ابودجانہ کے ہم نام جعل کیا ہے۔ گزشتہ شرح کے مطابق اس کیلئے بھی الگ سے ایک داستان گڑھی ہے۔

سیف نے صرف ان دو اصحاب کو رسول خداؐ کے واقعی اصحاب کے ہم نام خلق کرنے پر اکتفاء نہیں کی ہے بلکہ ہم نے دیکھا اور مزید دیکھیں گے کہ اس نے اصحاب اور معروف شخصیتوں کے ہم نام حسبِ ذیل کردار بھی خلق کئے ہیں:

۳۔ زر بن عبداللہ بن کلیب فقیمی کو ''زر بن عبداللہ کلیب فقیمی شاعر'' کے ہم نام خلق کیا ہے کہ جو جاہلیت کے زمانے سے تعلق رکھتا تھا۔

۴۔ جریر بن عبداللہ حمیری کو ''جریر بن عبداللہ بجلی'' کے ہم نام خلق کیا ہے اور جریر بن عبداللہ بجلی کے بعض کارناموں کو بھی اس سے نسبت دی ہے۔

۵۔ وبرۃ بن تحنس خزاعی کو ''وبر بن تحنس کلبی'' کے ہم نام خلق کیا ہے۔

۶۔ حارث بن یزید عامری کو بنی لوئی کے ''حارث بن یزید عامری قرشی'' کے ہم نام خلق کیا ہے۔

۷۔ حارث بن مرۂ جہنی کو ''حارث بن مرۂ عبدی یا فقعسی'' کے ہم نام خلق کیا ہے۔

۸۔ بشیر بن کعب حمیری کو ''بشیر بن کعب عدوی'' کے ہم نام خلق کیا ہے۔

جب کہ ہم نے مشاہدہ کیا کہ سیف نے صرف کردار ادا کرنے والے، انسان اور صحابیوں کے نام پر ہی افراد خلق کرنے پر اکتفا نہیں کیے ہیں بلکہ اس نے ایسے مقامات بھی خلق کی جو کرۂ ارض پر موجود دوسری جگہوں کے ہم نام ہیں، جیسے ''جعرانہ'' ونعمان'' جو حجاز میں واقع تھے اور سیف نے ان کے ہم نام اپنی جعلی روایتوں اور اخبار کے ذریعہ انھیں عراق میں خلق کیا ہے۔ یاقوت حموی نے سیف کی باتوں پر اعتماد کر کے ان مقامات کا نام اور ان کی تشریح اپنی کتاب ''معجم البلدان'' میں درج کی ہے۔

افسانۂ سماک کو نقل کرنے والے راوی اور علماء

سیف نے اپنے سماک بن خرشہ کے افسانہ کو درج ذیل روایوں سے نقل کیا ہے۔

۱۔۲ - محمد اور مھلب جو اس کے جعلی راوی ہیں۔

۳ تا ۶۔ طلحہ، عمرو، سعید وعطیہ کو ذکر کیا ہے جو مجھول ہیں اور ہمیں معلوم نہ ہوسکا یہ کون ہیں تاکہ ان کی پہچان کرتے۔

جن علماء نے اپنی معتبر کتابوں میں اس کے افسانوں کو نقل کر کے ''افسانہ سماک'' کی اشاعت میں مدد کی ہے، حسب ذیل ہیں:

۱۔ امام المؤرخین محمد بن جریر طبری نے اپنی تاریخ میں۔

۲۔ ابو عمر ابن عبد البر نے اپنی کتاب ''استیعاب'' میں سماک بن مخرمہ کے حالات کی تشریح میں۔

۳۔ ابن اثیر نے اپنی کتاب ''اسد الغابہ'' میں ''سماک بن مخرمہ'' کے حالات کی تشریح میں۔

۴۔ ابن عبد البر نے اپنی کتاب ''استیعاب'' میں سماک بن خرشہ کے حالات کی تشریح میں۔

۵۔ ابن فتحون نے استیعاب کے حاشیہ پر لکھا ہے۔

۶۔ ابن مسکویہ نے ابن حجر کی ''اصابہ'' کے مطابق۔

۷۔ ابن ماکولا نے اپنی کتاب ''اکمال'' میں

۸۔ ابن اثیر نے اپنی تاریخ میں۔

۹۔ ابن کثیر نے اپنی تاریخ میں

۱۰۔ ابن خلدون نے اپنی تاریخ میں۔

۱۱۔ امیر شکیب نے ابن خلدون کی تاریخ پر لکھی گئی تعلیق میں جسے گزشتہ علماء سے نقل کیا ہے۔

۱۲۔ سید شرف الدین نے اپنی کتاب فصول المہمہ میں شیعوں کے نام کے ذکر میں حرف سین کے ذیل میں لکھا ہے:

''اور سماک بن خرشہ بظاہر یہ ابو دجانہ کے علاوہ ہے۔

مصادر و مآخذ

ابو دجانہ انصاری کا شجرۂ نسب:

۱۔ ابن حزم کی ''جمہرہ'' ص ۳۶۶۔

۲۔ استبصار ص ۱۰۱

ابو دجانہ کے حالات میں پیغمبر خداؐ کی اصلی شرط:

۱۔ استیعاب، طبع حیدر آباد (۲/۵۶۶) نمبر: ۲۹۵۱ اور (۲/۶۴۳) نمبر: ۱۱۰

۲۔ ذہبی کی تاریخ اسلام (۱/۳۷۱) پیغمبر خداؐ کا زبیر کو تلوار دینے میں پرہیز کرنا ان دو مصادر میں آیا ہے۔

۳۔ تاریخ طبری (۱/۱۳۹۷) زبیر کی روایت، ابن اسحاق کی روایت کو اس کے بعد ذکر کیا ہے۔

۴۔ اس کے علاوہ ''سیرۂ ابن ہشام'' (۳/۱۲۔۱۱)

سماک بن خرشہ جعفی

۱۔ نصر مزاحم کی ''کتاب صفین'' طبع اول مصر (۴۲۶)

۲۔ ابن حزم کی جمہرہ ص ۲۳۲۔۳۶۶، انصار کے نسب کے بارے میں جعفی کا نسب اسی ماخذ ۴۰۹، ۴۱۰ میں

۳۔ حموی کی ''معجم البلدان'' مادۂ ''جعفی'' میں

۴۔ ابن درید کی ''استقاق'' (ص ۲۰۶)

۵۔ابن اثیر کی لسان العرب (۹/۱۲۷ از واللباب)

سیف کا سماک بن خرشہ غیر از ابودجانہ

ا۔''تاریخ طبری'' جنگ قادسیہ کے بعد واقع ہونے والے حوادث (۱/۲۳۶۳،۲۳۶۴)

۲۔تاریخ طبری، ہمدان اور آذربائیجان کی فتح (۱/۲۶۵۰۔۲۶۶۳)

۳۔تاریخ طبری، سماک کی عراق پر حکومت (۱/۳۰۵۸)

۴۔تاریخ ابن اثیر (۳/۱۰۔۱۱ و ۷۲)

۵۔تاریخ ابن کثیر (۷/۱۲۱۔۱۲۲)

۶۔تاریخ ابن خلدون (۲/۳۵۴، و ۴۰۲)

۷۔تاریخ ابن خلدون پر امیر شکیب کی تعلیق (۲/۳۵۴)

۸۔ابن ماکولا کی کتاب ''اکمال'' (۴/۳۵۰)

۹۔ابن حجر کی ''اصابہ'' (۲/۷۵) نمبر: ۳۴۶۵ سماک بن خرشہ غیر از ابودجانہ کے حالات کی شرح میں۔

۱۰۔سید شرف الدین کی فصول المہمہ ۱۸۲۔

ہمدان اور آذربائیجان کی فتح کی خبر، سیف کے علاوہ دوسروں کی روایت میں۔

ا۔تاریخ خلیفہ بن خیاط (۲/۱۲۴) ۲۲ھ کے حوادث کے ضمن میں۔

۲۔تاریخ طبری ۲۲ھ کے حوادث (۱/۲۶۴۷)

۳۔ بلاذری کی ''فتوح البلدان'' ص ۴۰۰۔

داستان عروہ، فتح رے اور اس کے حکام:

ا۔ بلاذری کی ''فتوح البلدان'' ص ۳۸۹۔۳۹۳ اور کثیر بن شہاب کی خبر اسی کے ص ۳۷۸ پر

سماک بن عبید کے حالات

ا۔ ابن حجر کی ''اصابہ'' (۲/۷۶) نمبر: ۳۴۶۷

۲۔ تاریخ طبری اس کے بارے میں سیف کی روایت (۲۶۳۱/۱) یاقوت حموی نے اس روایت کی طرف اشارہ کیا ہے۔

۳۔ تاریخ طبری (۲۶۵۰/۱۔۲۶۵۱ و ۲۶۶۰) سیف کے علاوہ دوسروں کی روایات (۳۹/۲۔ ۴۲، ۴۵ و ۵۷)

سماک بن مخرمہ کے حالات

ا۔ ''استیعاب'' طبع حیدر آباد (۵۶۷/۲) نمبر: ۲۴۵۳

۲۔ ابن اثیر کی ''اسد الغابہ'' (۳۵۳/۲)

۳۔ ذہبی کی تجرید (۲۴۶/۱) نمبر: ۲۴۰۳۔

۴۔ ''اغانی'' طبع ساسی ۸۰/۱۰ سماک مخرمہ کے اخبار

۵۔ یاقوت حموی کی معجم البلدان لفظ ''مسجد سماک'' میں۔

۶۔ تاریخ طبری (۲۶۵۰/۱۔۲۶۵۱، ۲۶۵۳، ۲۶۵۶ و ۲۶۵۹۔۲۶۶۰) سماک بن مخرمہ کے بارے میں سیف کی روایات۔

ساتواں حصہ

گروہ انصار میں سے چند اصحاب

- ابوبصیرہ
- حاجب بن زید
- سہل بن مالک
- اسعد بن یربوع
- ام زمل، سلمی بنت حذیفہ

انچاسواں جعلی صحابی

ابوبصیرہ انصاری

ابن عبدالبر اپنی کتاب ''استیعاب'' میں ابوبصیرہ کے تعارف میں لکھتا ہے:

سیف بن عمر نے جنگ یمامہ۔۔مسیلمہ کذاب سے جنگ ۔۔ میں شرکت کرنیوالے انصار کے ایک گروہ کے نام کے ضمن میں ابوبصیرہ کا نام لیا ہے اور کہا ہے خدا سے رحمت نازل کرے اس کے علاوہ اس کے بارے میں ایک داستان بھی نقل کی ہے۔

دوسرے علماء جیسے، ابن اثیر نے کتاب اسد الغابہ میں، ابن حجر نے ''اصابہ'' میں اور ذہبی نے کتاب ''تجرید'' میں ابوبصیرہ کے بارے میں ابن عبدالبر کی عین عبارت ''استیعاب'' سے نقل کی ہے اور اس میں کس قسم کا اضافہ نہیں کیا ہے۔

مقدسی نے بھی ابوبصیرہ کے حالات کی تشریح میں صرف یہ کہنے پر اکتفا کی ہے کہ سیف نے اس کا نام یمامہ کی جنگ میں شرکت کرنے والوں میں ذکر کیا ہے۔

''ابن ماکولا نے بھی ابوبصیرہ کے حالات کی تشریح میں لکھا ہے کہ سیف بن عمر کہتا ہے کہ اس نے بنی حنیفہ کی جنگ (وہی جنگ یمامہ) میں شرکت کی ہے۔

لیکن جس خبر کی طرف ابن عبدالبر نے اشارہ کیا تھا۔امام المورخین طبری نے اپنی تاریخ میں سیف بن عمر سے اس نے ''ضحاک بن یربوع'' سے اور اس نے اپنے باپ سے نقل کیا ہے جس کا خلاصہ ہم پیش کرتے ہیں:

سرانجام مسیلمہ کے حامی مقابلہ کی تاب نہ لاکر اسلام کے سپاہیوں کے ہاتھوں شکست کھائی۔اور مسیلمہ مارا گیا اور اس کے حامی تتر بتر ہو گئے اس طرح ان کے بلوہ اور فتنہ کا خاتمہ ہوا۔

ان میں بنی عامر سے ایک شخص موجود تھا، جسے ''اغلب'' کہتے تھے[1] ''اغلب'' وقت کا غنڈہ ترین شخص شمار کیا جاتا تھا۔ہٹا کٹا دکھائی دیتا تھا۔

جب مسیلمہ کی فوج تہس نہس ہوگئی اور اس کے حامی بھاگ کھڑے ہوئے تو، ''اغلب'' جان بچانے کے مارے اپنے آپ کو مردہ جیسا بنا کر لاشوں میں گرادیا۔اس فتح کے بعد مسلمان دشمن کی لاشوں کا مشاہدہ کرر ہے تھے،اسی اثناء ان کی نظر ایک موٹے انسان اور غنڈہ ''اغلب'' پر پڑی۔لوگوں نے ابوبصیرہ سے مخاطب ہوکر کہا:

تم مدعی ہوکہ تمہاری تلوار بہت تیز ہے اگر واقعاً ایسا ہے تو یہ ''اغلب'' کا مردہ جو زمین پر پڑا ہے،اس کی گردن کاٹ کر دکھاؤ!

ابوبصیر نے تلوار میان سے کھینچ لی اور آگے بڑھا تا کہ اپنے بازوؤں کی قدرت اور تلوار کی

۱۔سیف نے اس ''اغلب'' کو قبیلۂ بکر بن وائل کے بنی عامر بن حنیفہ سے خلق کیا ہے اور اس کے بارے میں دکھایا گیا اس کا تعصب واضح ہے،کتاب ''قبائل العرب'' کی طرف رجوع کیا جائے۔

تیزی کا مظاہرہ کرے جب ''اغلب'' نے موت کے سائے اپنے سر پر منڈلاتے دیکھے تو اچانک اٹھ کر ابوبصیر پر جھپٹ پڑا اس کے بعد جان چھڑا کر تیزی سے بھاگ نکلا۔

ابوبصیرہ جو ایک لحہ کیئے چونک گیا تھا، اغلب کے پیچھے دوڑتے غیر ارادی طور پر فریاد بلند کر رہا تھا: ''میں ابوبصیرہ انصاری ہوں'' لیکن اغلب جو کافی آگے بڑھ چکا تھا، ابوبصیرہ کے جواب میں چیختے ہوئے بولا: اپنے کافر بھائی کے دوڑنے کو کیسا پایا؟ اور اسی حالت میں نظروں سے اوجھل ہو گیا۔

افسانۂ ابوبصیرہ کے مآخذ

سیف بن عمر نے اس افسانہ کے راوی کے طور پر ''ضحاک بن یربوع'' کو اپنے باپ سے نقل کرتے ہوئے پیش کیا ہے۔

طبری نے سیف کے ذریعہ اسی ضحاک سے چار روایتیں اور ابن حجر نے ''اقرع'' کے حالات کی تشریح میں سیف سے نقل کر کے اس سے صرف ایک روایت نقل کی ہے۔

ہم نے اس ضحاک کا کسی اسلامی ماخذ یا مصدر میں کوئی نام ونشان نہیں دیکھا صرف ''میزان الاعتدال'' اور ''لسان المیزان'' میں ضحاک کے حالات کی تشریح میں لکھا گیا ہے: کہ ''اس کی حدیث صحیح نہیں ہے''۔ ازدی کی بات سے ایسا لگتا ہے کہ وہ اس بات سے غافل تھا کہ ان تمام فتنوں کا سرچشمہ سیف بن عمر ہے جس نے اس قسم کی جھوٹی روایت کو بیچارہ ''ضحاک'' کی زبان پر جاری کیا ہے ورنہ ''ضحاک بن یربوع'' نام کے کسی شخص کے بالفرض وجود کی صورت میں بھی وہ قصوروار نہیں ہے۔

چونکہ ہمیں معتبر منابع میں ''ضحاک'' نام کے کسی راوی کا نام نہیں ملا، اسلئے ہم اسے راویوں کی فہرست سے حذف کرتے ہوئے سیف کا خلق کردہ صحابی جانتے ہیں۔

افسانۂ ابوبصیرہ کا نتیجہ

۱۔ انصار میں سے ایک صحابی کی تخلیق جس نے یمامہ کی جنگ میں شرکت کی ہے۔

۲۔ یمانی قحطانیوں کی رسوائی، سیف ان کو اتنا بے لیاقت دکھاتا ہے کہ ایک عدنانی شخص جس نے ڈر کے مارے اپنے آپ کو مردہ جیسا بنا دیا تھا اور ان کے چنگل میں ہونے کے باوجود، ان کی بے لیاقتی کی وجہ سے بھاگنے میں کامیاب ہوتا ہے۔

۳۔ ابوبصیرہ قحطانی کی ناتوانی دکھلانا جو مکرر کہہ رہا تھا، ''میں ابوبصیرہ انصاری ہوں'' اور وہ عدنانی جواب دیتا تھا'' اپنے کافر بھائی کے دوڑنے کو کیسا پا رہے ہو؟!!

۴۔ ضحاک بن یربوع اور یربوع جیسے راوی خلق کرنا۔

مصادروماٰخذ

ابوبصیرہ کے حالات

۱۔ابن عبدالبر کی ''استیعاب'' (۶۳۰/۲) نمبر: ۵۰

۲۔ابن اثیر کی ''اسد الغابہ'' (۱۵۰/۵)

۳۔ذہبی کی ''تجرید'' (۱۶۳/۲)

۴۔ابن حجر کی ''اصابہ'' (۲۲/۴) نمبر: ۱۴۳

۵۔تاریخ طبری (۱۹۵۰/۱)

۶۔مقدسی کی کتاب ''استبصار'' (ص ۳۳۸)

۷۔ابن ماکولا کی کتاب ''اکمال'' (۳۲۸/۱)

ضحاک بن یربوع کے حالات

۱۔میزان الاعتدال (۳۲۷/۲)

۲۔ابن حجر کی ''لسان المیزان'' (۲۰۱/۳)

مراجع:

۱۔رضا کحالہ کی قبائل العرب (۷۰۶/۲)

پچاسواں جعلی صحابی

حاجب بن زید یا یزید انصاری اشہلی

ابن عبدالبر کی کتاب ''استیعاب'' میں حاجب کا یوں تعارف کیا گیا ہے:

حاجب ''بنی عبدالاشہل'' میں سے تھا۔ اس کے علاوہ کہا گیا ہے کہ وہ ''بنی زعوراء بن جشم'' کی نسل سے عبدالاشہل جشم کا بھائی اور ''اوسی'' تھا جو یمامہ کی جنگ میں قتل ہوا ہے۔

حاجب قبیلہ ''اَزْد'' کے ''شَنُوْءَ'' کا ہم پیمان تھا۔ ''خدا اس سے راضی ہو'' (عبدالبر کی بات کا خاتمہ)

بالکل انہی باتوں کو ابن اثیر جیسے عالم نے کتاب ''اسدالغابہ'' میں اور ذہبی نے ''تجرید'' میں کسی کمی و بیشی کے بغیر درج کیا ہے۔

ابن حجر نے بھی ایسا ہی ظاہر کیا ہے، لیکن آخر میں حسب ذیل اضافہ کیا ہے:

سیف نے طائفہ ''بنی الاشہل'' کے جنگ یمامہ میں قتل ہوئے افراد کی فہرست میں ''حاجب'' کا نام بھی لیا ہے۔ یہ افراد ہیں ...اور حاجب بن زید۔ اس کے علاوہ اس میں کسی اور چیز کا اضافہ نہیں کیا ہے۔

ہم نے اس نام کو تلاش کرنے کیلئے موجود تمام تاریخ اور انساب کے معتبر مصادر میں زبردست جستجو و تلاش کی لیکن تاریخ طبری کے علاوہ کہیں اور اس کا سراغ نہ مل سکا۔

لیکن طبری قادسیہ کی جنگ کے اخبار کے ضمن میں سیف سے نقل کر کے لکھتا ہے: قادسیہ کی جنگ میں قتل ہونے والوں میں سے ایک اور شخص حاجب بن زید تھا...

ہم یہ نہیں سمجھ سکے کہ قادسیہ کی جنگ میں خاک و خون میں غلطاں ہونے والے اس حاجب بن زید سے سیف کی مراد وہی حاجب ہے جو یمامہ کی جنگ میں مارا گیا ہے، یا یہ کہ اسے دو شخص شمار کیا ہے۔

دوسرے الفاظ میں، وہ بھول گیا ہے کہ اس حاجب کو اس نے دس سال پہلے یمامہ کی جنگ میں موت کے گھاٹ اتار دیا ہے، یا یہ کہ اس نے دو اشخاص کو ہم نام خلق کیا ہے ان میں سے ایک ''حاجب بن زید'' ہے جسے یمامہ کی جنگ میں مروا دیا ہے اور دوسرا ''حاجب بن زید'' وہ ہے جسے قادسیہ کی جنگ میں قتل کروایا ہے؟!!

بہر حال خواہ سیف نے فراموش کیا ہو یا نہ کیا ہو، ہمارے لئے کوئی فرق نہیں پڑتا کیونکہ ہم نے اس حاجب بن زید کو سیف بن عمر اور اس کی روایات کی اشاعت کرنے والے علماء کے علاوہ تاریخ، ادب، انساب اور حدیث کے کسی منبع اور مصدر میں نہیں پایا۔ اس لحاظ سے اس کو سیف کے خیالات کی مخلوق سمجھتے ہیں۔

ضمناً سیف نے جو داستان اس حاجب کے لئے گڑھی ہے اس میں اس کا وہی مقصد ہے یمانی قحطانی ان چیزوں سے موصوف ہوں، کیونکہ سیف کے نقطہ نظر میں جنگی کمالات' کامیابیاں،

میدان کارزار سے صحیح و سالم نکلنا اور دیگر افتخارات غرض جو بھی برتری و سربلندی کا باعث ہو وہ تمیم، مضر اور قبیلۂ عدنان کے افراد سے مخصوص ہے کسی دوسرے کو اس کا کوئی حق نہیں ہے۔ کسی یمانی قحطانی کو کوئی حق نہیں پہنچتا ہے کہ اس قسم کے افتخارات اور کامیابیوں کے مالک ہوں، مگر یہ کہ خاندان مضر کے سرداروں کے زیر فرمان خاک و خون میں غلطان ہوں اور یہ لیاقت پائیں کہ ان کے رکاب میں شہید ہونے والے شمار ہو جائیں!!!

لیکن، سیف نے اس حاجب کیلئے جو نسب گڑھا ہے وہ ''بنی اشہل'' ہے اور ''بنی اشہل'' و ''جشم'' اوس سے حارث بن خزرج کے بیٹے ہیں، اور ''ازدشنوء'' یعنی قبائل ''ازد'' کے وہ افراد جو ''شنوء'' میں ساکن تھے۔ یہ ازد میں سے ایک قبیلہ ہے سکونت کے لحاظ سے وہ ''شنوء'' کے باشندے تھے (جو یمن کے اطراف میں واقع ہے۔) یہ لوگ اس جگہ سے منسوب ہوئے ہیں اور تینوں قبیلے یمانی قحطانی ہیں۔

مصادر وماآخذ

حاجب بن زید کے بارے میں درج ذیل مصادر وماآخذ کی طرف رجوع کیا جائے:

۱۔ابن عبدالبر کی ''استیعاب'' (۱۳۸/۱) نمبر:۵۷۳

۲۔ابن اثیر کی ''اسدالغابہ'' (۳۱۵/۱)

۳۔ذہبی کی ''تجرید'' (۱۰۱/۱)

۴۔ابن حجر کی ''اصابہ'' (۲۷۲/۱) نمبر:۱۳۶۰

۵۔تاریخ طبری (۲۳۱۷/۱) اور (۲۳۱۹/۱)

۶۔تاریخ ابن اثیر (۳۷۰/۲)

۷۔ابن حزم کی ''جمہرہ انساب العرب'' (۳۱۹-۳۲۰)

۸۔قبائل العرب (۱۵۵/۱) اور ۳۷۴/۲) اور (۷۲۲/۲)

اکاونواں جعلی صحابی
سہل بن مالک انصاری

سہل، کعب بن مالک کا ایک بھائی

اس جعلی صحابی کے حالات کی تشریح میں ابن حجر کی کتاب ''اصابہ'' میں یوں آیا ہے:

''سہل بن مالک بن ابی کعب[1] بن قین'' انصاری رسول خداؐ کے معروف شاعر ''کعب بن مالک' کا بھائی ہے۔

ابن حبان نے اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ سہل کو رسول خداؐ کی مصاحبت کا شرف حاصل ہوا ہے اور آنحضرتؐ کے اصحاب میں شمار ہوتا ہے۔

سیف بن عمر نے ابو ہمامؒ سہل بن یوسف بن سہل[2] بن مالک سے نقل کیا ہے اور اس نے اپنے باپ سے اور اپنے جد سے روایت کی ہے:

رسول خداؐ نے حجۃ الوداع سے مدینہ واپس آنے کے بعد منبر پر تشریف لے جا کر فرمایا:

اے لوگو! ابوبکر نے کبھی بھی میرا دل نہیں دکھایا ہے اور....

۱۔ ابو کعب کا نام عمرو تھا۔

۲۔ سہل بن مالک کا نام ہمارے پاس موجود اصابہ کے نسخہ میں نہیں آیا ہے لیکن ابن حجر کی ''لسان المیزان'' میں درج کی گئی روایت کی سند میں ذکر ہوا ہے۔

ابن حجر نے علمِ رجال میں لکھی گئی اپنی کتاب ''لسان المیزان'' میں لکھا ہے کعب بن مالک کے بھائی، سہل بن یوسف بن سہل بن مالک نے اپنے باپ سے ااس نے اپنے جد سے یوں روایت کی ہے۔

جب رسول خداؐ حجۃ الوداع سے واپس مدینہ لوٹے تو منبر پر تشریف لے جا کر بارگاہ الٰہی میں حمد وثناء فرمایا:

اے لوگو! میں ابوبکرؓ عمرؓ اور عثمانؓ سے راضی ہوں...اے لوگو! اپنی زبانیں مسلمان کو برا بھلا کہنے سے روک لو، جب ان میں سے کوئی اس دنیا سے چلا جائے تو اس کے بارے میں خوبی کے سوا کچھ نہ کہنا! ابن حجر نے مذکورہ بالا مطالب بیان کرنے کے بعد لکھا ہے:

سیف بن عمر نے اس حدیث کو اسی صورت میں سہل بن یوسف سے نقل کر کے اپنی کتاب ''فتوح'' میں لکھا ہے۔

سہل اور اس کے نسب پر ایک بحث

سیف نے اس روایت کو ایک ایسے راوی کی زبانی نقل کیا ہے جس کا نام اس نے ''ابو ہمام سہل'' رکھا ہے اس نے اپنے باپ یوسف سے اور اس نے اپنے جد سہل بن مالک سے روایت کی ہے اور سہل کا تعارف رسول خداؐ کے شاعر کعب بن مالک کے بھائی کے عنوان سے کیا ہے۔ یعنی سیف نے کعب بن مالک انصاری کے نام پر ایک معروف صحابی اور حقیقت میں وجود رکھنے والے پیغمبر خداؐ

کے شاعر کیلئے ایک بھائی خلق کیا ہے اور اس نام ''سہل بن مالک'' رکھا ہے اس طرح اس نے بالکل وہی کام انجام دیا ہے جو اس سے پہلے'' طاہر، حارث اور زبیر'' ابو ہالہ[۱] کو خلق کرنے میں انجام دیا تھا اور تینوں کو ابو ہالہ اور ام المؤمنین خدیجہؑ کے بیٹے، رسول خداؐ کے منہ بولے بیٹے اور پرورده کی حیثیت سے خلق کیا تھا یا مشہور ایرانی سردار ہرمزان کیلئے'' قماذبان''[۲] نام کا ایک بیٹا خلق کیا تھا' وغیرہ وغیرہ

لیکن بات یہ ہے کہ'' کعب بن مالک'' کا حقیقت میں سہل بن مالک انصاری نام کا نہ کوئی بھائی تھا، نہ'' یوسف'' نام کا اس کا کوئی بھتیجا تھا اور نہ اس کے بھائی کا سہل نام کا کوئی پوتا تھا!

سہل بن یوسف، سیف کا ایک راوی

جو کچھ ہم نے بیان کیا، اس کے علاوہ طبری نے سیف سے نقل کرکے سہل بن یوسف کی انتالیس یا چالیس روایتیں اپنی تاریخ کبیر میں درج کی ہیں جن میں سے چار روایتیں سہل کے باپ یعنی'' یوسف'' سے نقل ہوئی ہیں کہ ان میں سے ایک میں سہل کا نسب یوں ذکر ہوا ہے: ''سہل بن یوسف سلمی''۔

دوسرے مصنفین اور علماء جنہوں نے اصحاب کے حالات پر روشنی ڈالی ہے، ''عبید بن صخر، اور معاذ بن جبل'' کیلئے لکھے گئے حالات کی تشریح میں سیف بن عمر سے نقل کرکے سہل بن یوسف بن سہل کی چھ روایتیں عبید بن صخر سے اپنی کتابوں میں نقل کی ہیں۔

۱۔ اسی کتاب کی دوسری جلد ملاحظہ ہو۔

۲۔ کتاب عبداللہ بن سبا جلد/۱ ملاحظہ ہو۔

آخر کی روایتوں میں سے ایک روایت میں سہل بن یوسف کا تعارف یوں کیا گیا ہے: ''سہل بن یوسف بن سہل انصاری''

اس تحقیق کا نتیجہ

مجموعی طور پر جو کچھ گزرا اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ سیف نے سہل کے خاندان کو اپنے خیال میں یوں خلق کیا ہے: ''ابو ہمام، سہل بن یوسف بن سہل بن مالک انصاری سلمی'' اور ''دادا'' سہل کو رسول خداؐ کے شاعر صحابی کعب بن مالک انصاری کے بھائی کی حیثیت سے خلق کیا ہے یہی سبب بنا ہے کہ کتاب ''اصابہ'' کے مصنف ابن حجر نے سہل کو خاندان کعب کے نسب سے منسلک کر کے لکھا ہے: ''سہل بن مالک بن ابی کعب بن قین''، ابن حجر نے اس نسبت کو اپنی کتاب میں درج کیا ہے جب کہ سہل کے خالق سیف بن عمر نے ایسا دعویٰ نہیں کیا اور اپنی مخلوق کو ''قین'' سے منسلک نہیں کیا ہے!![1]

قلمی سرقت

سیف نے مذکورہ روایت کو اپنی کتاب ''فتوح'' ــ جو دوسری صدی کی پہلی چوتھائی میں تالیف ہوئی ہے ــــ میں بڑی آب و تاب کے ساتھ درج کیا ہے اور اپنے خاندانی تعصب و قبیلۂ مضر خاص طور سے وقت کے حکام و دولتمندوں کے بارے میں منقبت و مداحی کی ایسی روایت درج کر کے ثابت کیا ہے۔

۱۔ جہاں تک سیف کی روایتوں سے استفادہ ہوتا ہے۔

زیادہ وقت نہ گزرا تھا کہ تیسری صدی ھجری کا ''خالد بن عمرو اموی کوفی'' آ پہنچا اور ایک ادبی اور قلمی چوری کا مرتکب ہوتا ہے وہ سیف کی عین روایت کو اس کی کتاب سے نقل کر کے اپنی کتاب میں درج کرتا ہے اور اس میں سیف اور اس کی کتاب کا کہیں نام نہیں لیتا گویا اس نے کسی واسطہ کے بغیر خود اس روایت کو سنا ہے۔

خالد کا یہ کام اس بات کا سبب بنا کہ اس کے بعد آنے والے علماء نے اسی روایت کو خالد کی کتاب سے لے کر کے گمان کیا ہے کہ خالد تنہا شخص ہے جس نے ایسی روایت اپنی کتاب میں نقل کی ہے اس مطلب کی طرف توجہ نہیں کی ہے کہ خالد سے تقریباً ایک صدی پہلے یہی روایت سیف بن عمر نام کے شخص کے ذہن میں پیدا ہو چکی ہے اور اس نے اسے اپنی کتاب فتوح میں درج کیا ہے[1]

سہل کے افسانہ کی اشاعت کرنے والے علماء

خالد کا یہ کام اس امر کا سبب بنا کہ مندرجہ ذیل علماء نے یہ گمان کیا ہے کہ خالد بن عمرو اس روایت کو نقل کرنے والا وہ تنہا شخص ہے:

۱۔ دار قطنی (وفات ۳۸۵ھ) جو یقین کے ساتھ کہتا ہے کہ اس روایت کو نقل کرنے میں خالد اکیلا ہے۔

۲۔ ابن مندہ (وفات ۳۹۹ھ) نے کتاب ''اسماء الصحابہ'' میں لکھا ہے کہ:

یہ ایک تعجب خیز روایت ہے جسے میں نے اس راوی کے علاوہ کہیں نہیں پایا ہے۔

۱۔ کتاب ''رواۃ مختلقون'' سلسلۂ رواۃ کی بحث میں ''سہل بن یوسف بن سہل'' کے نام میں ملاحظہ ہو۔

یعنی خالد بن عمرو کے علاوہ کسی دوسرے نے یہ روایت بیان نہیں کی ہے

۳۔ابن عبدالبر (وفات ۴۶۳ھ) نے اپنی کتاب ''استیعاب'' میں لکھا ہے:

اس ـــ سہل بن مالک ـــ کی روایت کو صرف خالد بن عمرو نے نقل کیا ہے[1]

بعض علماء نے بھی مذکورہ روایت کو خالد کی کتاب سے نقل کیا ہے لیکن یہ نہیں کہا ہے کہ خالد اس روایت کو نقل کرنے والا تنہا شخص ہے، جیسے:

۱۔ابنوسی'' (وفات ۵۰۵ھ) نے اپنی کتاب فوائد میں[2]

ان میں سے بعض کی کتابوں میں کچھ راویوں کے نام لکھنے سے رہ گئے ہیں، جیسے:

۱۔طبرانی (وفات ۳۶۰ھ) نے کتاب '' المعجم الکبیر عن الصحابه الکرام ''میں۔

بعض نے مذکورہ روایت کو ارسال مرسل کی صورت میں یعنی راویوں اور واسطوں کا نام ذکر کئے بغیر درج کیا ہے، جیسے:

۱۔''ابن شاہین'' (وفات ۳۸۵ھ)

۲۔ابونعیم'' (وفات ۴۳۰ھ) کتاب ''معرفة الصحابہ'' میں۔

بعض نے اپنے سے پہلے علماء ـــ جن کا ذکر اوپر آیا ـــ سے نقل کیا ہے۔جیسے:

۱۔ضیاء مقدسی (وفات ۶۴۳ھ) نے کتاب المختارہ میں طبرانی کی بات کو قبول کیا ہے اور اس سے متاثر ہوا ہے۔

۱۔سہل بن مالک کے حالات کی تشریح کتاب ''اصابہ'' اور ''کنز العمال'' باب سوم، کتاب فضائل فصل دوم کے آخر میں (۱۲/۱۵۵) اور تیسری فصل سوم کے آخر میں (۱۲/۲۳۹) ملاحظہ ہو۔

۲۔سہل بن مالک (دادا) کے حالات کی تشریح میں کتاب ''استیعاب'' ملاحظہ ہو۔

۲۔ابن اثیر (وفات ۶۳۰ھ) نے ''ابن مندہ'' ''ابونعیم'' اور ''ابن عبدالبر'' کے مطالب کو خلاصہ کے طور پر اپنی کتاب ''اسد الغابہ'' میں بیان کیا۔

۳۔ ذہبی (وفات ۷۴۸ھ) نے اسد الغابہ سے نقل کر کے اس کا خلاصہ اپنی کتاب ''تجرید'' میں درج کیا ہے۔

۴۔ابن کثیر (وفات ۷۷۴ھ) نے اس مطلب کو معجم طبرانی سے نقل کیا ہے لیکن بعض علماء نے اس روایت کے صحیح ہونے میں اور اس کے مآخذ پر شک کیا ہے، جیسے:

۱۔عقیلی (وفات ۳۲۲ھ) نے کتاب ''الضعفاء'' میں۔

۲۔ابن عبدالبر (وفات ۴۶۳ھ) نے اپنی کتاب ''استیعاب'' میں اس روایت کے جھوٹ ہونے اس کے راوی ۔ سہل بن یوسف بن سہل بن مالک ـــ کے صحیح نہ ہونے اور ایسے راویوں کے موجود نہ ہونے کی تاکید کی ہے۔

لیکن اس نے گمان کیا ہے کہ یہ سب آفتیں ''خالد بن عمرو'' کی وجہ سے واقع ہوئی ہیں اور مکتب خلفاء کے علماء کے اندر خالد کی شہرت کو دلیل کے طور پر پیش کرتے کرتے نتیجہ نکالا ہے کہ یہ روایت جھوٹی اور جعلی ہے۔

برسوں گزرنے کے بعد نویں صدی ہجری میں ''ابن حجر'' (وفات ۸۵۲ھ) آتا ہے اور سہل بن مالک (جد) کے حالات کی تشریح کتاب ''اصابہ'' میں رسول خداؐ کے صحابی کی حیثیت سے اور سہل بن یوسف (پوتا) کے بارے میں اپنی دوسری کتاب ''لسان المیزان'' میں یوں لکھتا ہے:

اس روایت کی صرف خالد بن عمرو نے روایت نہیں کی ہے بلکہ خالد سے

برسوں پہلے، اسی متن وسند کے ساتھ سیف بن عمر تمیمی نے اپنی کتاب فتوح میں درج کیا ہے [1]

لیکن ابن حجر نے اس مطلب کی طرف توجہ نہیں کی ہے کہ درست اور صحیح نہیں جو خالد ایک صدی سیف کے بعد آیا ہے اس نے بلا واسطہ کسی سے روایت نقل کی اس سے سیف نے ایک صدی پہلے روایت نقل کی ہے بلکہ اسے کہنا چاہئے تھا کہ: اس مطلب کو متأخر شخص نے متقدم سے لیا ہے۔ مگر خالد جو کہ متأخر ہے اس نے متقدم کا نہ نام لیا اور نہ ہی منبع بیان کیا ہے۔

یہ مسئلہ اور اس جیسے سیکڑوں مسائل کے علاوہ سیف کے تعجب خیز تخلیقات آج تک علماء کی نظروں سے اوجھل رہی ہیں اور تاریخ اسلام کے سلسلے میں سیف کی اس قدر جنایتوں سے پردہ نہیں اٹھایا گیا تا کہ ابن حجر کو معلوم ہو جاتا کہ اس روایت اور ایسی سیکڑوں روایتوں اور راویوں کو گڑھنے اور خلق کرنے والا اصلی مجرم سیف بن عمر تمیمی ہے نہ کہ اور کوئی۔

اسی طرح تقریباً یقین کی حد تک کہا جا سکتا ہے کہ ابن حجر ان دو راویوں (بیٹا اور جد) ''سہل بن یوسف'' اور ''یوسف بن سہل'' کے دوسری روایتوں میں داخل ہونے کے سلسلے میں متوجہ نہیں ہوا ہے تا کہ کتاب ''اصابہ'' میں سہل بن مالک (جد) اور کتاب ''لسان المیزان'' میں ''سہل بن یوسف'' (پوتہ) کے حالات پر روشنی ڈالتے وقت ان کے راویوں کے سلسلہ کے بارے میں سنجیدہ

---

[1] اس کے برسوں گزرنے کے بعد ''سیوطی'' مذکورہ روایت کو اپنی کتاب جمع الجوامع میں سیف کی فتوح، ابن مندہ، طبرانی، ابونعیم، خطیب بغدادی اور ابن عساکر سے نقل کرتا ہے متقی ہندی نے بھی انہیں مطالب کو سیوطی سے نقل کر کے اپنی کتاب ''کنزل العمال'' میں ثبت کیا ہے (کنز العمال ۱۲/۱۰۰، اور ج ۱۲/۲۳۹)

طور پر بحث و تحقیق کرتا! یعنی وہ کام انجام دیتا جو ہم نے جعلی راویوں کے سلسلہ میں انجام دیا ہے۔

مآ خذ کی تحقیق

سیف کے جعلی صحابی ''سہل بن مالک انصاری'' کا نام ایک ایسی روایت میں آیا ہے جسے سیف کے جعلی (بیٹے) ''سہل بن یوسف'' نے اپنے جعلی اور جھوٹے باپ ''یوسف بن سہل'' سے نقل کیا ہے۔ یعنی خیالی پوتے نے جعلی باپ سے اور اس نے اپنے افسانوی جد سے روایت کی ہے!!

بہر صورت ''سہل بن مالک انصاری'' کا نام اس کے خیالی بیٹے اور پوتے کے علاوہ کسی اور ذریعہ سے ذکر نہیں ہوا ہے اس حدیث ساز خاندان کا نام ان معتبر منابع اور مصادر میں نہیں ملتا جنہوں نے سیف سے روایت نقل نہیں کی ہے۔

ہم نے ان راویوں پر مشتمل خاندان اور ان کی روایتوں کے بارے میں اپنی کتاب '' رواۃ مختلقون ''(جعلی راوی) میں مفصل بحث کی ہے۔ یہاں پر تکرار کی گنجائش نہیں ہے۔

خلاصہ

سیف بن عمر نے اپنے جعلی صحابی ''سہل بن مالک''، رسول خداؐ کے مشہور شاعر کعب بن مالک انصاری کے بھائی کو بنی سلمہ خزرجی سے خلق کیا ہے اور اس کا نام ایک حدیث کے ذریعہ ''سہل بن یوسف'' نامی اس کے پوتے کی زبان پر جاری کیا ہے۔ جیسا کہ ہم نے کہا ہے کہ اس قسم کے اشخاص کا نام دوسرے ایسے مصادر میں کہیں نہیں پایا جاتا جنہوں نے سیف بن عمر سے روایت نقل نہیں کی ہے۔

مکتب خلفاء کے پیرو علماء نے اس ''سہل بن مالک'' کو جعلی پوتے کی حدیث پر اعتماد کر کے

اصحابِ رسول خداؐ میں سے شمار کیا ہے اور سیف سے نقل کر کے لکھا ہے کہ اس نے مہاجرین کے سرداروں کے فضائل خود رسول خداؐ سے سنے ہیں، جبکہ آنحضرتؐ نے یمانی انصار کا ذکر تک نہیں فرمایا ہے!

ہم خود جانتے ہیں کہ یہ روش اور طریقہ سیف کا ہے جو ایک حدیث جعل کرتا ہے اور ایک افسانہ گڑھ کر اپنے ضمیر کی ندا کا مثبت جواب دیتا ہے اور اپنے خاندان مضر کی طرفداری میں انکی تعریف وتمجید میں داد سخن دیتا ہے اور یمانی انصار کے بارے میں طعنہ زنی اور دشنام سے کام لیتا ہے اور ان پر کیچڑ اچھالتا ہے خواہ وہ صحابی ہوں یا تابعی!!

مزید ہم نے کہا ہے کہ چونکہ سیف نے حدیث کے مآخذ میں ''سہل بن مالک'' کو کعب بن مالک کے بھائی کے طور پر پیش کیا ہے اس لئے علماء نے بھی اسی سے استناد کر کے سہل بن مالک کے نسب کو کعب بن مالک کے نسب سے جوڑ دیا ہے جبکہ خود اس کے خالق سیف نے اس قسم کا کوئی دعویٰ نہیں کیا ہے!

سیف نے سہل بن مالک سے مربوط روایت کو دوسری صدی کے آغاز میں اپنی کتاب فتوح میں لکھا ہے ۱۲۱ کے ایک سو سال گزرنے کے بعد خالد بن عمرو اموی (وفات تیسری صدی ہجری) آتا ہے اور سیف کے مطالب کو اسی سہل کے بارے میں نقل کرتا ہے۔

خالد بن عمرو اس قلمی سرقت میں سیف اور اس کی کتاب کا نام لئے بغیر روایت کو براہ راست سہل بن یوسف سے نقل کرتا ہے یہی امر سبب بنا کہ بعض علماء نے تصور کیا ہے کہ خالد بن عمرو نے شخصاً اس حدیث کے راوی ـــــ سہل بن یوسف ـــــ کو دیکھا ہے اور مذکورہ روایت کو براہ راست اس

سے سنا ہے۔ اسی بناء پر کہا جاتا ہے کہ خالد بن عمرو اس حدیث کا تنہا راوی ہے۔

اس طرح بعض علماء نے اس حدیث کے صحیح ہونے اور اس نسب کے راویوں (سہل بن یوسف بن سہل بن مالک) کے وجود پر شک کیا ہے، کیونکہ قبیلۂ خزرج سے بنی سلمہ اور انصار سے غیر بنی سلمہ حتی غیر انصار میں ان ناموں کا سراغ نہیں ملتا ہے۔ ۸۳ے

سرانجام ابن حجر آتا ہے اور اس روایت کے، خالد سے برسوں پہلے، سیف کی کتاب میں موجود ہونے کا انکشاف کرتا ہے اور اعلان کرتا ہے کہ ابن "حبان" نے بھی اس مطلب کو سیف سے نقل کیا ہے لیکن خود ابن حجر نے اس بات کی طرف توجہ نہیں کی کہ اس روایت کو گڑھنے والا۔ "سہل بن مالک" اور اس کے راویوں کو جعل کرنے والا خود سیف بن عمر ہے، جس نے سیکڑوں اصحاب اور تابعین کو خلق کیا ہے، قصے اور افسانے گڑھ کر ان سے نسبت دی ہے ان کی زبان سے روایتیں اور احادیث جاری کی ہیں اور ان سب چیزوں کو بڑی مہارت کے ساتھ اسلام کی تاریخ میں داخل کیا ہے اور اس طرح علماء محققین کیلئے حقیقت تک پہنچنے میں مشکل کر کے انھیں پریشان کر رکھا ہے۔

اسی طرح ابن حجر نے اس موضوع پر بھی غور نہیں کیا ہے کہ راویوں کے اس سلسلہ کے نام سیف کی دوسری روایتوں میں بھی ذکر ہوئے ہیں جن میں سے بعض کو طبری نے اپنی تاریخ میں اور بعض کو دوسرے علماء نے اصحاب کی زندگی پر روشنی ڈالتے وقت ذکر کیا ہے ان میں "عبید بن صخر" کے حالات پر روشنی ڈالنے والے مصنفوں کا نام لیا جا سکتا ہے۔ اگر ابن حجر ان راویوں کے سیف کی دوسری روایتوں میں خود اداری کے طور پر وجود سے آگاہ ہو جاتا تو "سہل بن مالک" کتاب "اصابہ" میں سہل بن مالک (جو) کے حالات پر نیز لسان المیز ان میں سہل بن یوسف کی زندگی پر روشنی ڈالتے

وقت ان کی طرف اشارہ ضرور کرتا۔

اس افسانہ کا نتیجہ

سیف نے ''سہل بن مالک انصاری'' جیسے صحابی اور اس کے خاندان کو خلق کر کے درج ذیل مقاصد حاصل کیے ہیں:

ا۔ گروہ مہاجرین میں خاندان مضر کے سرداروں کیلئے ایک افتخار کسب کیا ہے اور رسول خداؐ سے ان کی تعریف و تمجید کرائی ہے۔

۲۔ حدیث و اخبار کے تین راویوں کو خلق کر کے انھیں دوسرے حقیقی راویوں کی فہرست میں قرار دیا ہے۔

۳۔ پیغمبر خداؐ کے شاعر کعب بن مالک انصاری کیلئے ایک بھائی خلق کر کے اس کا نام ''سہل بن مالک'' رکھا ہے اور اس کا رسول خداؐ کے صحابی کے طور پر تعارف کرایا ہے۔

۴۔ مہاجر اصحاب کی منقبت میں ایک تعجب خیز روایت جعل کی ہے تا کہ حدیث حسب ذیل کتابوں میں منعکس ہو جائے اور مآخذ کے طور پر سالہا سال ان سے استفادہ کیا جاتا رہے:

ا۔ ''ابن حبان'' (وفات ۳۵۴ھ) نے اپنی کتاب ''الصحابہ'' میں سیف کی کتاب ''فتوح'' سے نقل کر کے۔

۲۔ طبرانی (وفات ۳۶۰ھ) نے اپنی کتاب ''المعجم الکبیر عن الصحابۃ الکرام'' میں۔

۳۔ ''دارقطنی'' (وفات ۳۸۵ھ) نے کتاب '''الافراد'' میں یہ تصور کیا ہے کہ خالد اس روایت

کو نقل کرنے والا تنہا شخص ہے۔

۴۔ ''ابن شاہین'' (وفات ۳۸۵ ھ) نے مذکورہ حدیث کو بصورت مرسل نقل کیا ہے۔

۵۔ ''ابن مندہ'' (وفات ۳۹۹ ھ) اس بھی گمان کیا ہے کہ خالد تنہا شخص ہے جس نے اس روایت کو نقل کیا ہے۔

۶۔ ''ابونعیم'' (وفات ۴۳۰ ھ) نے کتاب ''معرفۃ الصحابہ'' میں۔

۷۔ ''ابن عبدالبر'' (وفات ۴۶۳ ھ) نے کتاب ''استیعاب'' میں اس نے بھی تصور کیا ہے کہ خالد اس حدیث کا تنہا راوی ہے۔

۸۔ ''ابنوسی'' (وفات ۵۰۵ ھ) نے کتاب ''فوائد'' میں۔ اس نے اسے خالد سے نقل کیا ہے۔

۹۔ ابن اثیر (وفات ۶۳۰ ھ) نے کتاب ''اسد الغابہ'' میں۔ ابن مندہ، ابونعیم اور ابن عبدالبر سے نقل کیا ہے۔

۱۰۔ ''ذہبی'' (وفات ۷۴۸ ھ) نے کتاب ''التجرید'' میں جو اسد الغابہ کا خلاصہ ہے۔

۱۱۔ ''مقدسی'' (وفات ۶۴۳ ھ نے ''کتاب المختارہ'' میں۔ اس نے طبرانی پیروی کی ہے۔

۱۲۔ ''ابن حجر'' (وفات ۸۵۲ ھ کتاب ''اصابہ'' میں حدیث کے متن سے پہلے اس کے بارے میں بحث کی ہے۔

۱۳۔ سیوطی (وفات ۹۱۱ ھ) نے کتاب ''جمع الجوامع'' میں۔

۱۴۔ متقی (وفات ۹۷۵ ھ) نے کتاب ''کنزل العمال'' اور منتخب کنز العمال میں کتاب '''جمع الجوامع'' سے استفادہ کیا ہے۔

مصادر و مآخذ

سہل بن مالک کے حالات

۱۔ابن عبدالبر کی ''استیعاب''

۲۔ذہبی کی ''تجرید''

۳۔ابن اثیر کی اسدالغابہ

۴۔ابن حجر کی ''اصابہ''

سہل بن یوسف کے حالات

۱۔ابن حجر کی لسان المیز ان

خالد بن عمرو کے حالات

۱۔''رواۃ مختلقون'' اسی کتاب کے مؤلف کی تالیف

۲۔ابن عساکر کی معجم الشیوخ

سہل بن مالک کے حالات پر تشریح کے ضمن میں حدیث پر ایک بحث

۱۔ابن حجر کی اصابہ

۲۔متقی کی ''کنزل العمال'' باب سوم، کتاب فضائل، فصل دوم کے آخر میں (۱۵۵/۱۲)،اور

فصل سوم کے آخر میں (۲۳۹/۱۲)

۳۔ متقی کی ''کنزل العمال'' میں سیوطی سے نقل کرکے مذکورہ دونوں باب میں درج کیا ہے۔

سیف بن عمر نے اپنی کتاب فتوح میں، اس کے علاوہ ابن قانع، ابن شاہین، ابن مندہ، ابونعیم

، ابن النجار اور ابن عساکر نے ذکر کیا ہے (گزشتہ حدیث کے آخر تک)

باونواں جعلی صحابی

اسعد بن یربوع انصاری خزرجی

ابن عبدالبر نے کتاب ''استیعاب'' میں اس صحابی کی تشریح شرح حال لکھتے ہوئے مآخذ کا ذکر کئے بغیر لکھا ہے:

وہ یمامہ کی جنگ میں قتل ہوا ہے۔

ابن اثیر نے ابن عبدالبر کی روایت کو نقل کرنے کے بعد اپنی کتاب ''اسد الغابہ'' میں رمز (ب) کا اضافہ کرکے لکھا ہے:

البتہ یہ ابن عبدالبر کا کہنا ہے۔ اس نے بھی ''اسید بن یربوع ساعدی'' نام کے صحابی کے بارے میں لکھا ہے کہ وہ یمامہ کی جنگ میں مارا گیا ہے۔ یہ دو آدمی یا ایک دوسرے کے بھائی ہیں یا یہ کہ ان دوناموں میں سے ایک دوسرے کی تصحیف ہے۔ کیونکہ سیف بن عمر نے اسی صحابی کو اپنی کتاب فتوح میں ''اسعد'' کے عنوان سے پہنچوایا ہے ۲۹۱۔

اور خدا بہتر جانتا ہے (ابن اثیر کی بات کا خاتمہ)

اس سے پہلے ہم نے کہا ہے کہ حرف ''ب'' ابن عبد البر کی کتاب ''استیعاب'' کی مختصر علامت ہے جسے ابن اثیر اور دیگر علماء نے اپنے درمیان رمز کے طور پر قرار دیا ہے۔

ذہبی نے بھی اپنی کتاب ''تجرید'' میں لکھا ہے کہ ''اسعد بن یربوع'' ''اسید'' نام کے ایک مجہول شخص کا بھائی ہے جو یمامہ کی جنگ میں قتل ہوا ہے۔

ابن حجر ''استیعاب'' کے مطالب نقل کر کے لکھتا ہے۔

سیف نے کتاب ''فتوح'' میں اس کا نام لیا ہے اور ابو عمر، ابن عبد البر نے بھی روایت کو سیف سے نقل کیا ہے۔

کتاب ''نسب الصحابۃ'' کے مصنف نے بھی لکھا ہے کہ 'اسعد بن یربوع'' یمامہ کی جنگ میں مارا گیا ہے۔

کتاب ''درّ السحابہ'' میں بھی آیا ہے کہ ''اسعد بن یربوع'' یمامہ کی جنگ میں قتل ہونے والوں میں سے تھا۔

خلاصہ یہ کہ علماء میں سے چھ افراد نے اس صحابی کے حالات پر روشنی ڈالی ہے ان میں سے چار اشخاص نے کسی قسم کے مآخذ کا ذکر نہیں کیا ہے، جو حسب ذیل ہیں:

۱۔ ''ابن عبد البر''

۲۔ ذہبی

۳۔ کتاب ''نسب الصحابہ'' کے مصنف اور

۴۔ کتاب ''دار السحابہ'' کے مصنف

ذہبی نے بھی تاکید کی ہے کہ ''اسید'' مجہول شخص ہے۔

دو افراد نے صرف سیف کا نام لیا ہے اور اسے اپنے مطالب کے مآ خذ کے طور پر پہنچوایا ہے ۔ جو یہ دو افراد ہیں: ''ابن حجر'' اور ''ابن اثیر''

ہم نے حدیث اور تاریخ کی کتابوں میں، ''اسعد'' یا ''اسید بن یربوع ساعدی'' نامی انصاری صحابی کے بارے میں جستجو اور تلاش کی لیکن مذکورہ منابع میں سے کسی ایک میں ان کا سراغ نہ ملا اس لئے اسے سیف کی مخلوق میں شمار کیا ہے۔

جیسا کہ ہم نے پہلے کہا ہے کہ صرف دو دانشوروں نے اپنی روایت کے مآ خذ کے طور پر سیف کا تعارف کرایا ہے اور دوسرے راویوں کا نام نہیں لیا ہے تا کہ ان کے بارے میں ہم بحث و تحقیق کرتے۔

اسعد کے افسانہ کے نتائج

۱۔ایک انصاری ساعدی قحطانی صحابی کو خلق کرنا اور اسے یمامہ کی جنگ میں قتل ہوتے دکھانا۔

۲۔میدان کارزار میں یمانی مقتولین کی تعداد بڑھا چڑھا کر پیش کرنا تا کہ یہ دکھائے کہ وہ لیاقت اور تجربہ سے عاری تھے اور اس طرح ان کی تذلیل کی جائے ۔ کیونکہ سیف کے نقطہ نظر کے مطابق لیاقت ، افتخار، شجاعت اور بہادری کے مالک صرف مضری عدنانی ، خاص کر تمیم بنی سے اسید ہے جو خود سیف بن عمر کے قبیلہ سے ہے۔

مصادر و مآخذ

اسعد بن یربوع کے بارے میں درج ذیل منابع کی طرف رجوع کیا جا سکتا ہے؛

ا۔ ابن عبدالبر کی ''استیعاب'' (۴۱/۱) نمبر :۷۱

۲۔ ابن اثیر کی ''اسد الغابہ'' (۷۳/۱)

۳۔ ذہبی کی ''تجرید'' (۱۵/۱) نمبر:۱۱۲

۴۔ ابن حجر کی ''اصابہ'' (۵۱/۱) نمبر؛۱۱۶

۵۔'' نسب الصحابه من الانصار'' ص۱۰۷

۶۔ در السحابه فی بیان وفیات الصحابه

کتاب ''درالسحابہ'' کے مصنف ابوالعباس رضی الدین، حسن بن محمد بن حسن صنعانی (۵۵۵۔ ۶۵۰ ھ) ہیں، اس کتاب کا قلمی نسخہ مدینہ منورہ میں شیخ الاسلام لائبریری میں ہے اور مؤلف نے وہیں پر اس سے استفادہ کیا ہے۔

ترپنواں جعلی صحابی

مالک کی بیٹی سلمی

سلمی اور حوائب کے کتے

ابن حجر اپنی کتاب ''اصابہ'' میں مالک کی بیٹی سلمی کا تعارف یوں کرتا ہے:

مالک بن حذیفہ بن بدر فزاریہ کی بیٹی سلمی معروف بہ ''ام قرفہ صغریٰ'' عیینہ بن حصن'' کی چچیری بہن ہے۔ اسے مقام اور اثر ورسوخ کی وجہ سے اس کی ماں، ''ام قرفہ کبریٰ'' سے تشبیہ دیتے تھے۔

''زید بن حارثہ'' نے ایک لشکر کشی کے دوران ''ام قرفہ'' کو قتل کر کے اور بنی فزارہ کے کچھ لوگوں کو قیدی بنا لیا تھا، ان قیدیوں میں 'ام قرفہ'' کی بیٹی سلمی بھی موجود تھی جو مدینہ میں ام المؤمنین عائشہؓ کی خدمت میں پہنچی اور انہوں نے اسے آزاد کر دیا۔

ایک دن سلمیٰ عائشہ کی خدمت میں تھی اتنے میں رسول خداؐ دروازے سے داخل ہوئے اور ان سے مخاطب ہو کر فرمایا:

تم میں سے ایک حوأب کے کتوں کو بھونکنے پر مجبور کرے گی۔

کہتے ہیں ''ام قرفہ'' کے گھر کی دیوار پر پچاس ایسی تلواریں لٹکائی گئی تھیں یہ جو پچاس ایسے شمشیر باز مردوں سے مربوط تھیں جو اس خاتون کے محرم تھے نہیں معلوم یہاں پر یہی ''ام قرفہ'' ہے یا ''ام قرفہ کبریٰ'' (ز) (ابن حجر کی بات کا خاتمہ)

ابن حجر کا یہ بیان خبر کے لحاظ سے دو حصوں پر مشتمل ہے ایک حصہ میں سلمی کا نسب ہے اور دوسرا حصہ درج ذیل خبروں پر مشتمل ہے۔

۱۔ زید بن حارثہ کی لشکر کشی سے مربوط ہے کہ اس نے ''ام قرفہ'' کی سرکوبی کیلئے ماہ رمضان ۶ھ میں شہر مدینہ سے سات میل کی دوری پر ''وادی القریٰ'' کے علاقے پر فوج کشی کی تھی۔

۲۔ حوأب کے کتوں کی داستان

ام قرفہ کی داستان کے چند حقائق

ابن سعد نے اس لشکر کشی کے بارے میں اپنی کتاب ''طبقات'' میں یوں لکھا ہے:

زید بن حارثہ اصحاب رسول خداؐ کی طرف سے کچھ اجناس لے کر تجارت کی غرض سے مدینہ سے شام کی طرف روانہ ہوا ''وادی القریٰ'' کے نزدیک قبیلہ ''بنی بدر'' سے تعلق رکھنے والے فزارہ کے ایک گروہ سے اس کی مڈبھیڑ ہوئی انہوں نے جب ان کے ساتھ اس قدر مال و منال دیکھا تو زید پر حملہ کر کے تمام مال و منال لوٹ لے گئے۔

کچھ مدت کے بعد جب زید کے زخم اچھے ہوئے تو وہ مدینہ واپس لوٹ کر رسول خداؐ کی

خدمت میں حاضر ہوا اور تمام ماجرا رسول خداؐ کی خدمت میں بیان کیا۔ رسول خداؐ نے اسے مجاہدوں کے گروہ کی سرکردگی میں ان کی سرکوبی کیلئے ماٴمور فرمایا۔

زید نے قبیلہ فزارہ کے کنٹرول والے علاقے میں پیش قدمی میں انتہائی احتیاط سے کام لیا دن کو مخفی ہو جاتے تھے اور رات کو پیش قدمی کرتے تھے اس دوران ""بنو بدر"" کے بعض افراد زید اور اس کی لشکری کاروائی سے آگاہ ہو کر ""فزارہ"" کے لوگوں کو اس خبر سے آگاہ کرتے ہیں کہ زید کی سرکردگی میں اسلامی فوج ان کی سرکوبی کیلئے آرہی ہے۔ ابھی فزارہ کے لوگ پوری طرح مطلع نہیں ہوئے تھے کہ ایک روز صبح سویرے زید اور اس کی فوج نے تکبیر کہتے ہوئے اچانک ان پر حملہ کر دیا۔ پوری بستی کو محاصرہ میں لے کر ان کے بھاگنے کی کوئی گنجائش باقی نہ رکھی۔

فزارہ کے باشندوں نے مجبور ہو کر ہتھیار ڈال دئے، لہذا زید نے ان سب کو قیدی بنا لیا ان قیدیوں میں ربعہ بن بدر کی بیٹی ""ام قرفہ فاطمہ"" اور اس کی بیٹی ""جاریہ بنت مالک بن حذیفہ بن بدر"" بھی تھی۔

""جاریہ"" کو ""سلمۃ بن اکوع"" نے لے کر رسول خداؐ کی خدمت میں پیش کیا۔ آنحضرتؐ نے بھی اسے ""حزن ابن ابی وہب"" کو بخش دیا۔

ابن سعد اس داستان کے آخر لکھتا ہے کہ زید اور اس کے ساتھیوں نے ""ام قرفہ"" اور فزارہ کے چھ مردوں کو قتل کر ڈالا۔

یعقوبی نے بھی ""ام قرفہ"" کی داستان کو یوں نقل کیا ہے:

""ام قرفہ نے اپنے محارم میں سے چالیس جنگجو اور شمشیر باز مردوں کو حکم دیا کہ رسول خداؐ سے

لڑنے کیلئے مدینہ پر حملہ کریں۔

پیغمبر خداؐ اس موضوع سے مطلع ہوئے اور زید بن حارثہ کو چند سواروں کے ہمراہ ان کے حملہ کو روکنے کیلئے بھیجا۔ دونوں گروہ ''وادی القریٰ'' میں ایک دوسرے روبرو ہوئے اور جنگ چھڑ گئی۔

لیکن زید کے ساتھ مقابلہ کی تاب نہ لا سکے اور پیچھے ہٹنے پر مجبور ہو گئے۔ زید زخمی حالت میں اپنے آپ کو مشکل سے میدان کارزار سے باہر لا سکا۔ اس حالت میں اس نے قسم کھائی کہ اس وقت تک نہ نہائے گا اور نہ بدن پر تیل کی مالش کرے گا جب تک کہ ان سے اپنا اور اپنے ساتھیوں کا انتقام نہ لے لے!

زید نے اس قسم کو پورا کرنے کیلئے آنحضرتؐ سے دوبارہ جنگ کی اجازت طلب کی، پیغمبر خداؐ نے بھی اسے فزارہ سے جنگ کرنے کیلئے دوبارہ ماٴمور فرمایا اور ایک گروہ کی سرپرستی اور کمانڈ اسے سونپی....(گزشتہ داستان کے آخر تک [1])

ابن ہشام، یعقوبی، طبری اور مقریزی نے لکھا ہے کہ اسی جنگ میں ''سلمۃ بن عمرو اکوع'' نے قرفہ کی بیٹی ''سلمیٰ'' کو قیدی بنا کر رسول خداؐ کی خدمت میں پیش کیا اور آنحضرتؐ نے بھی اسے اپنے ماموں ''حزن بن ابی وہب'' کو بخش دیا اور اس سے عبد الرحمان بن حزن پیدا ہوا۔ پہلی خبر کی حقیقت یہی تھی جو ہم نے نقل کی۔

۱۔ محمد بن حبیب کتاب ''محبّر'' کے ص ۴۹۰ میں لکھتا ہے ''ام قرفہ'' نے اپنے شوہر ''ابن حذیفہ'' سے تیرہ بیٹوں کو جنم دیا ہے جو شمشیر باز، بلند ہمت اور بلند مقام والے تھے ''ام قرفہ'' بھی ایک بلند ہمت اور بانفوذ خاتون تھی۔ وہ لوگوں کو رسول خداؐ کے خلاف اکساتی تھی اور آنحضرتؐ سے دشمنی رکھتی تھی کہتے ہیں ایک دن غطفان کے لوگوں میں اختلاف پیدا ہوا ''ام قرفہ'' نے اپنا دوپٹہ ان کے پاس بھیجدیا انہوں نے اسے نیزے پر بلند کیا۔ نتیجہ میں ان کے درمیان صلح و آشتی برقرار ہوگئی۔

''ام قرفہ'' کا افسانہ اور حوأب کے کتوں کی داستان

لیکن مذکورہ دوسری خبر کا سرچشمہ صرف سیف کے افکار اور ذہنی خیالات ہیں اس کے سوا کچھ نہیں ہے، ملاحظہ فرمایئے:

طبری ۱۱ھ کے حوادث کے ضمن میں قبائل ''ہوازن''، ''سلیم'' اور ''عامر'' کے ارتداد کے بارے میں سیف بن عمر سے نقل کرکے اپنی تاریخ میں لکھتا ہے:

> ''بزاخہ'' کی جنگ سے فرار کرنے والے قبیلۂ ''غطفان'' کے لوگ جو پیغمبری کے مدعی ''طلیحہ'' کی حمایت میں لڑ رہے تھے، شکست کھا کر عقب نشینی کرنے کے بعد ''ظفر'' نامی ایک جگہ پر جمع ہوگئے۔ یہ وہ علاقہ تھا جہاں ''مالک بن حذیفہ بن بدر فزاریہ'' کی بیٹی ''ام زمل سلمیٰ'' کا کافی اثر و رسوخ تھا۔ وہ شوکت، وجلال اور کلام کے نفوذ میں اپنی ماں ''ام قرفہ'' کی ہم پلہ تھی۔

''ام زمل'' نے مذکورہ فراریوں کی ملامت کی اور مسلمانوں کے ساتھ جنگ سے فرار کرنے پر ان کی سخت سرزنش کی۔ اس کے بعد ان کی ہمت افزائی کرکے پھر سے مسلمانوں کے ساتھ لڑنے کی ترغیب دینے لگی۔ خود ان کے بیچ میں جا کر ان کے ساتھ بیٹھ کر انھیں خالد کے ساتھ لڑنے کیلئے آمادہ کرتی تھی یہاں تک کہ قبائل ''غطفان''، ''ہوازن''، ''سلیم''، ''اسد'' اور ''طی'' کے بہت سے لوگ اس کے گرد جمع ہوگئے۔

ام زمل، سلمی اس منظم گروہ کی مدد سے فزارہ کی گزشتہ شکست، اس کی ماں کے قتل ہونے اور اپنی

اسارت کی تلافی کیلئے خالد سے جنگ پر آمادہ ہوئی۔

سلمی کا یہ تیز اقدام اس لئے تھا کہ برسوں پہلے، اس کی ماں ''ام قرفہ'' کے قتل ہونے کے بعد وہ خود اسلام کے سپاہیوں کے ہاتھوں قیدی بن کر عائشہ کے گھر میں پہنچ گئی تھی۔ لیکن عائشہؓ کی طرف سے ام زمل کو آزاد کئے جانے کے باوجود وہ عائشہؓ کے گھر میں زندگی کرتی تھی۔ کچھ مدت کے بعد وہ اپنے وطن واپس چلی گئی اور اپنے رشتہ داروں سے جا ملی۔

ایک دن جب ام زمل عائشہؓ کے گھر میں تھی، رسول خداؐ گھر میں تشریف لائے جب ان دونوں کو دیکھا تو فرمایا:

تم میں سے ایک پر حوأب کے کتے حملہ کر کے بھونکیں گے!

اور یہ ام زمل کہ اس کے اسلام سے منہ موڑنے اور مرتد ہونے کے بعد رسول خداؐ کی پیشین گوئی صحیح ثابت ہوئی! کیونکہ جب ام زمل نے مخالفت پر چم بلند کیا اور فراری فوجیوں کو جمع کرنے کیلئے ''ظفر وحوأب'' سے گزری تو حوأب کے کتوں نے اس پر حملہ کیا اور بھونکنے لگے!!

بہر حال اس فزاری عورت کے تند اقدامات اور لشکر کشی کی خبر جب خالد بن ولید کو پہنچی تو وہ فوراً اس کی طرف روانہ ہوا اور دونوں فوجوں کے درمیان گھمسان کی جنگ چھڑ گئی۔ ام زمل نے اپنی ماں کے اونٹ پر سوار ہو کر جنگ کی کمانڈ خود سنبھالی اور بالکل ماں کی طرح اسی قدرت اور طاقت کے ساتھ حکم دیتی رہی اور لوگوں کو استقامت اور ڈٹ کے مقابلہ کرنے کی ''ترغیب'' اور ہمت افزائی کرتی رہی۔

خالد نے جب یہ حالت دیکھی تو اعلان کیا کہ جو بھی اس عورت کے اونٹ کو موت کے گھاٹ

اتارے گا اسے ایک سو اونٹ انعام کے طور پر ملیں گے!!! خالد کے سپاہیوں نے ام زمل کے اونٹ کا محاصرہ کیا اس کے سو سپاہیوں کو قتل کر کے اونٹ کو پے کیا اور بعد ام زمل کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔

اس جنگ میں قبائل ''خاسی، وہاربہ اور غنم'' کے خاندان نابود ہو گئے اور قبیلہ کا ہل کو ناقابل جبران نقصان پہنچا آخر میں خالد بن ولید نے اس فتحیابی کی نوید مدینہ منورہ میں خلیفہ کی خدمت میں پہنچادی۔

افسانۂ ام زمل کے مآخذ کی پڑتال

سیف نے مالک حذیفہ کی بیٹی ام زمل سلمی کے افسانہ کو ''سہل'' کی زبانی جسے وہ سہل بن یوسف بن سہل کہتا ہے بیان کیا ہے اس سے پہلے ہم نے اس کو سیف کے جعل کردہ راویوں کے طور پر پہچنوایا ہے خاص کر اسی فصل میں ''۵۱ ویں جعلی صحابی'' کے عنواں کے تحت اس سلسلے میں تفصیل سے بحث کی ہے۔

ام زمل کے افسانہ کی اشاعت کرنے والے علماء

جن علماء نے ''ام زمل'' کے افسانے کو سیف سے نقل کر کے اپنی کتابوں میں درج کیا ہے وہ حسب ذیل ہیں:

۱۔ ''طبری'' نے براہ راست سیف سے نقل کر کے اس کے مآخذ بھی ذکر کئے ہیں۔

۲۔ ''حموی'' نے اپنی کتاب ''معجم البلدان'' میں دو جگہ اس پر روشنی ڈالی ہے۔ اس ترتیب سے

کہ ایک جگہ لفظ ''حوأب'' کے سلسلے میں حسب ذیل عبارت لکھی ہے:

سیف بن عمر نے اپنی کتاب ''فتوح'' میں لکھا ہے کہ جنگ بزاخہ سے فرار کرنے والے...

(داستان کے آخری تک)

اور دوسری جگہ لفظ ''ظفر'' کی تشریح میں یوں لکھتا ہے:

''ظفر'' بصرہ و مدینہ کے درمیان، ''حوأب'' کے نزدیک ایک جگہ ہے وہاں پر بزاخہ کے فراری جمع ہوئے تھے۔

پھر بات کو جاری رکھتے ہوئے لکھتا ہے:

لیکن، ''نصر'' نے لکھا ہے کہ ''ظفر'' مدینہ و شام کے درمیان ''شمیط'' کے کنارے پر واقع ہے اور یہ جگہ فزارہ کی زمینوں میں شمار ہوتی ہے یہ وہی جگہ ہے جہاں پر ''ربیعہ بن بدر کی بیٹی،'' ام قرفہ فاطمہ، لوگوں کو پیغمبر خداؐ کے خلاف اکساتی تھی اور انھیں آنحضرتؐ سے جنگ کرنے کی ترغیب دیتی تھی اور وہ وہیں پر قتل ہوئی ہے۔

ام قرفہ کے بارہ بیٹے تھے جو جنگجو اور دلاور تھے اور بزاخہ کی جنگ میں رسول خداؐ کی دشمنی میں کافی سرگرم رہے ہیں۔

خالد نے ''قرفہ'' اور طلیحہ کے فراری حامی جو مسلمانوں سے لڑنے کیلئے اس کے گرد جمع ہوئے تھے کو سخت شکست دی۔ ام قرفہ کو قتل کر کے اس کے سر کو تن سے جدا کر کے خلیفہ ابوبکرؓ کے پاس مدینہ بھیجدیا۔ اور ابوبکرؓ نے بھی حکم دیا کہ اس کے سر کو شہر کے دروازے پر لٹکا دیا جائے۔ کہتے ہیں اس کا سر

اسلام میں پہلا سر تھا جسے لٹکایا گیا ہے[1] (حموی کی بات کا خاتمہ)

''حموی کے بیان کے مطابق'' ''نصر'' نے سیف کی دو خبروں کو آپس میں ملا دیا ہے: پہلی خبر ام قرفہ کی سرکوبی کیلئے زید بن حارثہ کی لشکر کشی ہے، سیرت لکھنے والوں نے یک زبان ہو کر کہا ہے کہ وہ لوگوں کو پیغمبر خداؐ کے خلاف اکساتی تھی ان میں سے بعض نے کہا ہے کہ زید نے اسے قتل کرنے کے بعد اس کا سر مدینہ بھیجا ہے۔

دوسری خبر کو سیف نے اس کی بیٹی ''ام زمل سلمی'' کے بارے میں جعل کیا ہے اور اس کا نام ''ام قرفہ صغریٰ'' رکھا ہے اور کہا ہے کہ اس نے بزاخہ کی جنگ میں طلیحہ کے حامی فراری سپاہیوں کو اپنے گرد جمع کیا اور انھیں خالد بن ولید کے خلاف جنگ کرنے کی ترغیب دی اور سرانجام خالد کے ہاتھوں ماری گئی۔

''نصر'' نے ان دونوں خبروں کو ''خبر ام قرفہ'' کے عنوان سے آپس میں مخلوط کر دیا ہے اور اس کے بعد ایک تیسری خبر بنائی ہے اور اس کے تحت 'ظفر' کے موضوع کی تشریح کی ہے جو دراصل سیف کی تخلیق ہے۔

شاید ''نصر'' نے ان دو خبروں کو اسلئے آپس میں ملایا ہے کہ سیف نے اپنی خیالی مخلوق پر سلمی کا

۱۔ محمد بن حبیب نے کتاب ''محبر'' میں ابن کلبی اور طبری سے بقول اسحاق لکھا ہے کہ رسول خداؐ قریش سے فرماتے تھے کہ اگر ام قرفہ قتل ہو جائے تو کیا ایمان لاؤ گے؟ اور وہ جواب میں وہی بات کہتے تھے جو وہ ناممکن کام کے بارے میں کہتے تھے، ''ہی، مگر یہ ممکن ہے؟ برسوں گزرنے کے بعد اور زید بن حارثہ کے ہاتھوں ام فرقہ کے قتل ہونے کے بعد آنحضرتؐ نے حکم دیا کہ اس کا سر مدینہ کی گلیوں میں پھیرایا جائے تا کہ لوگ اپنی آنکھوں سے یہ واقعہ دیکھ کر آنحضرت کی صحیح پیشین گوئی پر ایمان لائیں۔

نام جوڑ کر اس کا ''ام قرفہ صغریٰ'' نام رکھا ہے۔ لیکن نصر اس مسئلہ سے غافل تھا کہ زید بن حارثہ کے ہاتھوں قتل کی جانے والی 'ام قرفہ' اور سیف بن عمر کی مخلوق 'ام قرفہ'' کے درمیان زمین و آسمان کا فرق ہے اس کے باوجود نصر نے ان دونوں کو ایک ہی جان کر ایک ساتھ ذکر کیا ہے۔

''ظفر'' کا محل وقوع بھی نصر اور حموی کو مکمل طور پر معلوم نہ ہو سکا ہے کیونکہ ایک کہتا ہے کہ ''ظفر'' شام کی راہ پر واقع ہے اور دوسر مدعی ہے کہ بصرہ کے راستہ پر واقع ہے بالکل دو مخالف جہتوں میں، ایک شمال کی طرف اور دوسرا جنوب کی طرف۔

اسی طرح حموی اور نصر نے اپنی خبر کا مآخذ مشخص نہیں کیا ہے صرف حموی نے ''حوأب'' کے سلسلے میں تشریح کرتے وقت اپنی روایت کے آغاز میں سیف بن عمر کا ذکر کیا ہے۔

۳۔ ابن حجر نے سیف کی روایت پر اعتماد کرتے ہوئے اپنی کتاب ''اصابہ'' میں سلمی کے حالات کی تشریح کیلئے خصوصی جگہ معین کر کے ''زنان رسول خداؐ'' کے عنوان سے اس پر بھی روشنی ڈالی ہے لیکن روایت کے مآخذ کا ذکر نہیں کیا ہے اور اس کے بارے میں صرف اتنا کہا ہے کہ:

سلمی، عیینہ بن حصن بن حذیفہ کی چچیری بہن تھی۔

ابن حجر کے اس تعارف کا سرچشمہ یہ ہے کہ سیف نے اپنی مخلوق سلمی کو عیینہ کے چچا مالک بن حذیفہ کی بیٹی کی حیثیت سے خلق کیا ہے۔

۴۔ ابن اثیر نے ام زمل کی روایت کو طبری سے نقل کر کے اپنی تاریخ میں درج کیا ہے۔

۵۔ ابن کثیر نے بھی روایت کو براہ راست طبری سے نقل کر کے اپنی کتاب میں درج کیا ہے

۶۔ ابن خلدون نے بھی طبری کی روایت نقل کرے ''ام زمل'' کی داستان کو اپنی کتاب میں

درج کیا ہے۔

۷۔میر خواند نے بھی سلمی کی داستاں کو طبری سے لیا ہے۔

۸۔حمیری نے بھی لفظ ''ظفر'' میں حموی کی ''معجم البلدان' سے نقل کر کے ام زمل کی داستاں کو خلاصہ کے طور پر اپنی کتاب میں درج کیا ہے۔

حدیث و داستان حوأب کی حدیث اور داستان کے چند حقائق

سیف نے مالک کی بیٹی ''ام زمل سلمٰی'' معروف بہ ''ام قرفہ صغریٰ'' کی روایت اس لئے گڑھ ہے کہ رسول خداؐ کی اس حدیث میں تحریف کرے جو آنحضرت نے حوأب کے علاقہ کے کتوں کے ام المؤمنین عائشہؓ کے اونٹ پر بھونکنے کے بارے میں فرمائی ہے سیف نے اس طرح تاریخی حقائق اور اس خاتون کے زمانہ میں اسلامی سرداروں اور شخصیتوں کی روش پر پردہ ڈالنے کی کوشش کی ہے۔

ہم یہاں پر حقائق کو واضح اور روشن کرنے کیلئے حوأب کے کتوں کے بھونکنے کی روایت کو اسی طرح بیان کرتے ہیں جیسا کہ واقعہ پیش آیا ہے اور سیرت اور تاریخ کی کتابوں میں درج ہوا ہے۔ توجہ فرمائیے:

ایک دن رسول خداؐ کی تمام بیویاں آپؐ کی خدمت میں حاضر تھیں آنحضرتؐ نے ان سے مخاطب ہو کر فرمایا:

تم میں سے کون ہے جو پر پشم اونٹ پر سوار ہو گی اور حوأب کے کتے اس پر بھوکیں گے، اسکی راہ میں بہت سے انسان دائیں بائیں خاک و خون میں لت پت ہو جائیں گے اس کے اس دلخواہ

حادثہ کے رونما ہونے کے بعد اس قتل گاہ سے خود زندہ بچ نکلے گی؟

عائشہؓ ہنس پڑیں، رسول خداؐ نے ان سے مخاطب ہو کر فرمایا:

اے حمیرا ہوشیار رہنا کہیں وہ عورت تم نہ ہو! اس کے بعد رسول خداؐ نے اپنی بات کو جاری رکھتے ہوئے فرمایا:

تم علی سے جنگ کرو گی جب کہ تم ہی پر ظالم ہو گی۔

سیرت اور تاریخ لکھنے والوں نے اس کے بعد لکھا ہے:

جب عائشہؓ بصرہ کی طرف جاتے ہوئے حوأب کے پانی کے نزدیک پہنچی تو اس علاقہ کے کتوں نے اس پر چھلانگ لگاتے ہوئے بھونکنا شروع کیا۔ عائشہ نے پوچھا:

یہ کونسا پانی ہے؟ جواب دیا گیا:

حوأب، عائشہ حوأب کا نام سن کر مضطرب ہو گئیں اور آیۂ کریمہ استرجاع پڑھنے لگی ﴿انا للہ و انا الیہ راجعون﴾ گویا برسوں گزرنے کے بعد رسول خداؐ کی فرمائشات انھیں یاد آ گئیں، اور فوراً کہہ دیا میں وہی عورت ہوں!!

اس لئے واپس لوٹنے کا ارادہ کیا۔ یہ خبر زبیر تک پہنچی تو وہ فوراً عائشہ کے پاس پہنچا اور اعلان بلند آواز سے کہا:

اٹھیے! چلئے! اپنے آپ کو لو بچا لیجئے! خدا کی قسم علی بن ابیطالبؑ آپ کے نزدیک پہنچ رہے ہیں ...اس کے بعد زبیر کے کہنے پر قافلہ نے کوچ کیا اور فوراً اس جگہ سے دور ہو گئے۔

ام قرفہ کے بیٹوں کے بارے میں ایک تحقیق

مندرجہ ذیل علماء میں سے ہر ایک نے ام قرفہ کے بیٹوں کی تعداد اور ان کی خصوصیات کے بارے میں کچھ مطالب لکھے ہیں ملاحظہ ہوں:

۱۔ ''ابن کلبی'' نے اپنی کتاب ''جمہرہ'' میں اس کے خلاصہ کے صفحہ ۱۲۴ پر۔

۲۔ ''ابن حبیب'' نے کتاب ''المحبر'' کے صفحہ ۴۶۱ پر۔

۳۔ ''ابن حزم'' نے کتاب ''جمہرہ'' کے صفحہ ۲۵۷ پر۔

مذکورہ تمام علماء نے ام قرفہ کے بیٹوں کے نام ذکر کئے ہیں اور تاکید کی ہے کہ ان کا باپ'' مالک بن حذیفہ'' تھا۔

اسی طرح ان علماء اور دیگر مصنفوں نے کہا ہے کہ ام قرفہ کی صرف ایک بیٹی تھی اور وہ بیٹی بھی اسیر ہوئی اور سرانجام رسول خداؐ کی خدمت میں پہنچی تو آنحضرتؐ نے اسے اپنے ماموں ''حزن بن وہب'' کو بخش دیا اور عبدالرحمان بن حزن اسی سے پیدا ہوا ہے۔

''ام زمل سلمی'' کا کسی بھی معتبر مآخذ و مصادر میں نام و نشان نہیں ملتا صرف دوسری صدی ہجری کے افسانہ ساز سیف بن عمر تمیمی کے ہاں اس کا سراغ ملتا ہے۔

افسانہ ام زمل کا نتیجہ

سیف اکیلا شخص ہے جس نے ''ام زمل'' کا نام لیا ہے، اس کو اور اس کی داستان کو خلق کیا ہے، اسے ام المؤمنین عائشہ کی ملکیت قرار دیا ہے اور اس کے بعد اسی مہربان خاتون کے ذریعہ اسے آزاد

کرایا ہے۔

ام زمل، ام قرفہ کے اونٹ، میدان کارزار میں ام زمل کا اس اونٹ پر سوار ہوکر خالد کے ساتھ جنگ میں مرتدوں کی کمانڈ سنبھالنے اور، حواَب کے کتوں کا اس پر بھونکنے کا افسانہ گھڑ کر سیف نے یہ کوشش کی ہے کہ ام المؤمنین عائشہؓ کے بارے میں رسول خداؐ کے معجزہ و پیشین گوئی، حواَب کے کتوں کے عائشہؓ پر بھونکنے اور جمل کی جنگ میں معروف اونٹ پر سوار ہوکر سپاہ کی کمانڈ سنبھالنے جیسے واقعات کو تحت الشعاع قرار دیکر حقائق کو من پسند طریقے سے تحریف کرے مگر خوش قسمتی سے وہ اس میں کامیاب نہیں ہوا ہے۔

سیف نے قبائل ''ہوزان، سلیم، طی، عامر'' اور دیگر قبیلوں کے ارتداد کے موضوع کو ان سے نسبت دی ہے اور جھوٹ بولا ہے کہ بزاخہ کی جنگ کے فراری ''ظفر'' نامی جگہ پر ـــــ جس کا حقیقت میں کوئی وجود نہیں ہے ـــــ ام زمل کے گرد جمع ہوئے اور خالد بن ولید سے جنگ کی ہے اور ان میں سے سو آدمی ''ام زمل'' کے اونٹ کے ارد گرد قتل ہوئے ہیں۔

سیف نے ایک ایسی جنگ میں جو کبھی واقع نہیں ہوئی ہے، ناجائز اور جھوٹے اخبار کو اسلام کے سپاہیوں سے نسبت دی ہے کہ جس فرضی جنگ میں قتل عام کے نتیجہ میں قبائل ''خاسی''، ''باربہ'' اور ''غنم'' نابود ہوکر رہ گئے اور قبیلہ ''کاہل'' کو ناقابل تلافی نقصان اٹھانا پڑا۔ اس طرح سیف نے دشمنان اسلام کیلئے صدیوں تک کے لئے اسلام و مسلمانوں کے خلاف تبلیغاتی اسناد و دستاویز فراہم کئے ہیں تا کہ وہ ان سے استناد کر کے یہ استناد سے دعویٰ کریں کہ اس دین نے جزیرہ نمائے عرب کے لوگوں کے دلوں میں کوئی اثر پیدا نہیں کیا تھا جبھی پیغمبرؐ کی رحلت کے بعد ان میں سے اکثر نے اس

دین سے منہ موڑ لیا، جس کے نتیجہ میں اس پیغمبرؐ کے جانشین ایک بار پھر تلوار کی ضرب اور بے رحمانہ قتل و غارت سے مرتدوں کو دوبارہ اسلام کی طرف لے آتے ہیں اور اس دین کو خوف و دہشت پھیلا کر پھر سے مستحکم و پائیدار کرتے ہیں اور اس سے دشمنان اسلام یہ نتیجہ حاصل کرتے ہیں کہ اسلام تلوار کی ضرب اور خون کی ہولی کھیل کر استوار ہوا ہے نہ کہ کسی اور چیز سے۔ ہم نے اس موضوع پر اپنی کتاب ''عبداللہ بن سبا'' کی دوسری جلد میں مفصل روشنی ڈالی ہے۔

یہ مطلب بھی قابل ذکر ہے کہ ہمیں جاننا چاہئے کہ سیف کے زندیقی ہونے کے علاوہ ـــــ جس کا علماء نے اسے ملزم ٹھہرایا ہے ـــــ کونسی چیز محرک ہو سکتی ہے کہ وہ اس قسم کی تحریف اور افسانہ سازی کرے جس کے نتیجہ میں اسلام کے عقائد اور تاریخ میں شک و شبہہ ایجاد کر کے ہمارے مصادر و مآخذ کو بے اعتبار کر کے رکھ دے؟

مصادر وماخذ

مالک کی بیٹی ام زمل سلمی کے حالات

۱۔ابن حجر کی ''اصابہ''(۳۲۵/۴)نمبر:۵٦۷

ام قرفہ سے جنگ کرنے کیلئے زید بن حارثہ کی لشکرکشی:

۱۔ابن سعد کی ''طبقات''(۱/۲/٦۵)

۲۔تاریخ یعقوبی(۲/۷۱)

۳۔سیرۂ ابن ہشام(۴/۲۹۰)

۴۔تاریخ طبری(۱۰/۱۵۵۷)

۵۔مقریزی کی ''امتاع الاسماع''(ص۲٦۹۔۲۷۰)

سیف کی ام زمل کا افسانہ

۱۔تاریخ طبری(۱/۱۹۰۱۔۱۹۰۲)

۲۔حموی کی ''معجم البلدان'' لفظ ''حوأب''، ''ظفر''

۳۔تاریخ کامل ابن اثیر(۲/۲٦٦)

۴۔تاریخ ابن کثیر(٦/۳۲۱)

۵۔تاریخ ابن خلدون(۲/۲۸۳)

٦۔میرخواند کی ''روضۃ الصفا''(۲/٦۰۷)

داستان حوأب کی حقیقت

۱۔تاریخ طبری(۵/۱۷۸)

۲۔عبداللہ بن سبا(۱/۱۰۰۔۱۰۳)

فہرست اعلام

ابن محصن	ابوزید انصاری
ابن مسکویہ	ابوسعید خدری
ابن مشیمصہ جبیری	ابوسفیان حرب
ابن مندہ	ابوسلمۃ بن عبدالرحمان
ابن منظور	ابوعبید
ابن نجار:	ابوعمر (ابن عبدالبر)
ابنوسی:	ابومعشر
ابن ہشام	ابومفزر تمیمی
ابوایوب انصاری	ابوموسیٰ اشعری
ابوبصیرہ انصاری	ابونعیم
ابوبکرؓ	ابوواقد لیثی
ابوحیان توحیدی	ابوہریرہ
ابوداؤد	ابوہیثم احمد بن محمد
ابوہشیم مالک بن تیہان	
ابی بن کعب	
احمد بن حنبل	ام زمل
اروی، عامر کی بیٹی	ام سلمہ
ازدیٰ	ام قرفہ صغریٰ
اسرائیل	ام قرفہ کبریٰ
اسماعیل	امرؤالقیس بن اصبغ

اسامہ بن زید
اسعد بن یربوع
اسود بن ربیعہ
اسود بن قطبہ
اسود عنسی
اسید بن یربوع
اغلب
اصبغ بن ثعلبہ
اقرع بن حابس
اط بن ابی اط
اقرع بن عبداللہ
اقرع مکی

بشیر بن کعب عدوی
بغوی
بکیر بن عبداللہ
بلاذری
بلال بن ابی بلال
بہرام
((پ))

امرء القیس عدی
امیر شکیب ارسلان
امیر المؤمنین علیؑ
اوس بن جذیمہ
ایاد بن لقیط
((ب))
باذام
باذان
بخاری
بدر بن حرث
بدر بن خلیل
بزار
بشیر بن کعب حمیری
جبلہ بن ایہم
جریر بن عبداللہ بجلی
جریر بن عبداللہ حمیری
جشیش دیلمی
جعفر بن محمد صادق (امامؑ)
جعفر خلیلی
((ج))

پیغمبر خداؐ

((ت))

ترمذی

تماضر

((ث))

ثمامہ آثال

((ج))

جابر بن طارق

جاریہ (مالک بن بدر بیٹی)

جبرئیل

حاطب بن ابی بلتعہ

حاکم

حبیب بن ربیعہ اسدی

حجاج بن یوسف

حذیفہ بن یمان

حر یا حارث بن خصرامہ

حرملہ بن سلمٰی

حرملہ بن مریطہ

حریث بن معلٰی

حاجب بن زید،یا، یزید

حاجر

حارث بن ابی شمر

حارث بن ابی ہالہ

حارث بن حکیم

حارث بن خزرج

حارث بن یزید عامری

حارث بن یزید قرشی

حارث بن مرۃ جہنی

حارث بن مرہ عبدی

حمیری

حواء

حیدہ بن مخزم

((خ))

خاقان چین

خالد بن سعید

خالد بن عمرو

خالد بن ولید

خباب بن حرث

حزن بن ابی وہب	خبیب بن زید
حسان بن ثابت	خدیجہ (ام المومنین)
حسین بن علیؑ	خزیمہ بن ثابت
حکم بن سعید بن عاص	خزیمہ بن ثابت (ذوالشہادتین)
حکم بن عتبہ	خطیب بغدادی
حصین بن نیاز	خلیفہ بن خیاط
((د))	ربعی بن افکل
دارقطنی	رستم فرخزاد
دارمی	رسول خداؐ
دازویہ استخری	رشاطی
داہر	رضا کحالہ
دحیہ بن خلیفہ کلبی	رضی الدین حسن بن محمد صغانی
((ذ))	روح القدس
ذی لحیہ	رچرڈ واٹسن
ذی زود	((ز))
ذی ظلیم	
ذی رعین	زبرقان بدر
ذہبی	زبیدی
ذی کلاع	زبیر

سعد وقاص
سعید بن جبیر
سعید بن عبید
سنان بن ابی سنان
سہل بن حنیف
سہل بن سعد
سہل بن مالک
سہل بن منجاب
سہل بن یربوع
سہل بن یوسف
سواء بن قیس محاربی
سیاوش
سیوطی
سیف بن عمر
((ش))
شافعی
شجاع بن ابی وہب
شرف الدین (سید)
شداد بن اوس
شعبی

سماک بن عبید عبسی
سماک بن مخرمہ اسدی
سمعانی
شیرین
شیطان
((ص))

صخر بن لوذان انصاری
صدوق (شیخ)
صفوان بن امیہ
صفوان بن صفوان
صعب بن عطیہ
صعب بن ہلال
صلصل بن شرجیل
صلوبا بن نسطونا
صلوبا بن بصبہری
((ض))
ضبہ بن اُدّ
ضبیعہ بن خزیمہ
ضحاک بن یربوع

عتبہ بن فرقد لیثی	عمار بن یاسر
عثمان بن ابو العاص	عمر بن خطابؓ (خلیفہ)
عثمان بن عفان (خلیفہ):	عمرو بن امیہ ضمری
عثمان بن قطبہ	عمرو بن حزم
عرباض بن ساریہ:	عمرو بن حکم قضاعی
عروہ بن عزیہ:	عمرو بن خفاجی
عروہ خیل طائی	عمرو بن الخفاجی
عرزمی	عمرو بن سعید
عکاشہ بن ثور	عمرو بن عاص
عطاء بن وبر	عمرو بن قعین
عطیہ بن بلال	عمرو بن محجوب
عفیف بن منذر	عمرو بن محمد
عقیلی	عوف بن اعلاء جشمی
علاء حضرمی	عوف ورقانی
علاء بن وہب	عوف ورکانی
عویف بن اضبط	قضاعی بن عامر
عویف زرقانی	قعقاع بن عمرو
عیسیٰ بن مریمؑ	قعقاع بن معبد
عیینہ بن حصن	قماذبان
((غ))	قیس بن سعد عبادہ

غالب بن عبداللہ	قیس بن سلیمان
غصن بن قاسم	قیس بن عاصم
غضب بن جشم	قیس بن عبد یغوث
((ف))	قیس بن ہبیرہ
فاطمہ بنت ربیعۃ بن بدر	قیصر
فرات بن حیان	((ک))
فیروز آبادی	کبیس بن ہوذہ
فیروز	کثیر بن شہاب
((ق))	کرز بن جابر
قباد	کعب بن مالک
قحیف بن سلیک	کلب بن وبرہ
قحیف شاعر	کلثوم بن حصین (ابورہم غفاری)
کنانہ بن بکر	متقی ہندی
((گ))	مجالد
گازر	محمدؐ
((ل))	محمد بن عبداللہ بن سواد
لوذان بن حارثہ	محمد بن عبیداللہ (عرزمی)
لوذان بن سالم	محمد بن علی امام باقرؑ
لوذان بن عامر	محمد بن مسلمہ
لوذان بن عمرو	محمد حمید اللہ

لوطؑ	محمد حنیفیہ
((م))	مدائنی
مالک بن انس (مالکی مذہب کے بانی)	مرعشی نجفی (آیۃ اللہ)
مالکی	مریمؑ
مالک بن حذیفہ	مستنیر بن یزید
ماہان	مستورد بن شداد
ماریہ	مسلم
ماکس	مسعودی
مسلمہ بن مخلد	((ن))
مسیلمہ کذاب	نافع بن اسود
معاذ بن جبل	نجاشی
معاویہ	نسائی
معاویہ بن فلان	نصر مزاحم
معاویہ عذری	نعمان
مغیرہ بن شعبہ	نعمان بن بزرج
مقدام بن معدی کرب	نعمان بن بشیر
مقدسی (ضیاء)	نعمان بن مقرن
مقریزی	نعیم بن مقرن
مقوقس	نعیم بن مسعود اشجعی
موآب	نمیلہ بن عبداللہ
موسیٰؑ	نوف بکالی

امتوں،قوموں،قبیلوں،گروہوں اور مختلف ادیان ومکاتب فکر کے پیروؤں کی

فہرست

بنوصیدا	بنوفزارہ
بنوضبہ	بنوقحطان
بنوطی	بنوقضاعہ
بنوعامر	بنوقیس
بنوعام لوئی	بنوقین
بنوعبدالاشہل	بنوکلب
بنوعبدالدار	بنوکاہل
بنوعباس	بنولخم
بنوعدنان	بنولوذان
بنوعذرہ	بنولیث
بنوعمرو تمیم	بنومالک بن زید
بنوعنبر	بنومعاویہ بن کندہ
بنوعک	بنوہاریہ
بنوعمون	بنوہاشم
بنوغسان	بنوہالک
بنوغنم	بنوہمدان
بنوغوث	بنویعقوب

اس کتاب میں مذکور مصنفوں اور مؤلفوں کی

فہرست

ابن منظور

ابن نجار

ابن ہشام

ابوحیان توحیدی

ابوداؤد

ابونعیم

احمد بن حنبل

امیر شکیب ارسلان

((ب))

بخاری

بزار

بغوی

بلاذری

((ت))

ترمذی

((ج))

جعفر خلیلی

((ح))

حاکم

حمیری

((خ))

خطیب بغدادی

خلیفہ بن خیاط

((د))

دارقطنی

دارمی

((ذ))

ذہبی

((ر))

رازی

رابنسن

رشاطی

رضا کحالہ

رضی الدین، حسن بن محمد صغانی

رچرڈ ویٹسن

((ز))

زبید

زرکلی

((س))

سمعانی

سیوطی

سیف بن عمر

((ش))

شافعی

شرف الدین

شیخ صدوق

((ط))

طٰہٰ حسین

طبرانی

طبرسی

طبری

طیالسی

((ع))

عارف آفندی

عقیلی

((ف))

فیروزآبادی

((گ))

گازر

((م))

مالک بن انس

متقی ہند

محمد حمید اللہ

مدائنی

مرعشی نجفی (آیت اللہ)

مسلم

مسعودی

مقدسی (ضیاء)

مقریزی	
میرخواند	
((ن))	
نسائی	
نصر مزاحم	
((و))	
واقدی	
((ی))	
یاقوت حموی	
یعقوبی	

جغرافیائی مقامات کی

فہرست

جعرانہ	دکن
جلولا	دمشق
جند	دومۃ الجندل
((ح))	دیلم
حبان	((ر))
حبشہ	رام ہرمز
حجاز	رمع
حضرموت	روم شرقی
حمقتین	رہاء
حنین	رے
حوأب	((ز))
حیدرآباد	زبید
((خ))	((س))
خیبر	سقیفہ بنی ساعدہ
((د))	سعیر
دجلہ	سکاسک
سکون	عراق

سیناء	عمان
ش	((غ))
(شوش)	غار حراء
شوشتر	((ف))
شمیط	فاران
((ص))	فرات
صنعاء	فلالیج
((ض))	((ق))
ضبیل	قاہرہ
((ط))	قدس
طائف	قزوین
((ظ))	قس الناطف
ظفر	قطوان
((ع))	قم
عتبات مقدسہ	((ک))
عدن	کاظمین
کوفہ	((و))

((م))

مدائن

مدینہ

مرسیہ

مشعر

مصر

مصیخ بنی برشاء

مکہ

منیٰ

((ن))

نجران

نجف

نعمان

نہاوند

نہروان

وادی القریٰ

((ہ))

ہرمزگرد

ہمدان

ھندوستان

((ی))

یرموک

یمامہ

یمن

منابع و مصادر کی فہرست

((الف))

ادب المفرد

استبصار

استیعاب

اسد الغابہ

اسماء الصحابہ

اشتقاق

اصابہ

اعلاق النفسیہ

اغانی

افراد

اقتباس الانوار

اکمال (ابن ماکولا)

اکمال (شیخ صدوق)

امتاع الاسماع

انجیل (کتاب مقدس)

انساب الاشراف

انساب سمعانی

انساب الصحابہ

اوسط

((ب))

بحار الانوار

بصائر

((ت))

تاج العروس

تاریخ بن اثیر

تاریخ ابن خلدون

تاریخ ابن کثیر

تاریخ اسلام، ذہبی

تاریخ دمشق (ابن عساکر)

تاریخ خلیفہ بن خیاط
تاریخ طبری
تاریخ مسعودی
تاریخ المستخرج
تاریخ یعقوبی
تبصیر (ابن حجر)
تجرید
تحریر المشتبہ
تفسیر الاء الرحمٰن
تفسیر البیان
تفسیر سیوطی
تقریب التہذیب
توریت
تہذیب (ابن عساکر)
((ج))
جرح وتعدیل
الجمع بین الاستیعاب ومعرفۃ الصحابہ
((س))
سنن ابن ماجہ

جمع الجوامع
جمہرۂ ابن کلبی
جمہرۂ انساب (ابن حزم)
جلاء الاذہان
جوامع السیرہ
((ح))
حروف الصحابہ
حلیۂ ابونعیم
((د))
در السحابتہ
در المنثور (سیوطی)
((ذ))
ذیل المذیل (طبری)
((ر))
رحلۂ مدرسیہ
رواۃ المختلقون
روضۃ الصفاء
((ض))

سنن ابن ہشام
سنن ابوداؤد
سنن ترمذی
سنن دارمی
سنن نسائی
سیر اعلام النبلاء (ذہبی)
((ش))
شذرة الذہب
شرح نہج البلاغہ
((ص))
الصحابہ
صحیح بخاری
صحیح ترمذی
صحیح مسلم
صفین (نصر مزاحم)
قاموس کتاب مقدس
قبائل العرب
قاموس اللغتہ

الضعفاء
((ط))
طبقات ابن سعد
طبقات شافعیہ
((ع))
عبداللہ سباء
عبر
((ف))
فتح الباری
فتوح اعثم
فتوح البلدان
فتوح سیف
فصول المہمہ
فوائد
((ق))
مستدرک الصحیحین
مسند طیالسی

قرآن کریم

((ک))

کامل ابن اثیر

کنزل العمال

((ل))

لباب الانساب

لسان العرب

لسان المیزان

((م))

مجمع البیان

مجمع الزوائد

مجموعۃ الوثائق

المختارہ

محبر

مروج الذہب

مسند احمد بن حنبل

ہ

مسند بزار

معجم البلدان

معجم الشیوخ

معجم الکبیر عن الصحابۃ الکرام

معجم الصحابہ (بغوی)

معجم الصحابہ (ابن قانع)

معرفۃ الصحابہ (ابونعیم)

مؤتلف

منتخب کنزل العمال

مؤطائے مالک

موضح (خطیب بغدادی)

میزان الاعتدال

((ن))

نسب الصحابہ من الانصار

نقش عائشہ در تاریخ اسلام

الہدیٰ الی دین المصطفیٰ

تاریخی وقائع کی فہرست

((الف))

احزاب

((ب))

بیعت رضوان (شجرہ)

بیعت عقبہ

((ج))

جنگِ جمل

جنگ جلولا

جنگ صفین

جنگ قادسیہ

جنگ یمامہ

جنگ ارتداد

((ح))

حجۃ الوداع

((ص))

صلح حدیبیہ

((ع))

عمرۃ القضاء

((غ))

غزوۂ احد

غزوۂ بدر

غزوۂ خندق

غزوۂ ذات الرقاع

((ف))

فتح مکہ